نو چمن میں بسا باغ میں کھلکا بلبل نالاں گل خنداں

(قصہ)

مذہب عشق

مع تصویرات معروف بہ

گل بکاؤلی

سنہ ۱۹۲۶ء

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپکر شایع ہو

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی کر سخن کو میرے وہ گل | کہ جسپر مرغ دل ہو سب کا بلبل

حمد و ثنا کا گلستان ہمیشہ بہار باغبان حقیقی کو سزاوار ہے کہ اُسکے باغ لطف سے اِس طرفہ بوستان جہان نے آب و رنگ تازہ اور لطافت و طراوت بے اندازہ پائی پھولون کی بہارین اور زیبا عروسون کے نقش و نگار مین اُسی کے نور کی تجلی سمائی خامہ خشک مغز کا کیا مقدور اور کتنی طاقت کہ اُسکی حمد و ثنا تحریر کر سکے اور جو حق لکھنے کا ہے لکھ سکے

ابیات

ہر اک پتے سے گل کی ہو عیاں کی
اُسی کے حکم نے شیرازہ بندی
جو ابر رحمت غفار برسے

وہی علت ہے بلبل کے فغان کی
کتاب عارض محبوب ہین کی
گناہون کو ہمارے دم مین دھوئے
اگر دل قہر پہ آجائے اُسکا

جو منہ ہے بند غنچے کا چمن مین
جو عکس روے لیلی گل مین آیا
طراوت پائے اپنی کشت امید
سوائے ظل احمد پھر نہین جا

اُسی کا نام لیتا ہے دہن مین
تو موے قیس کو سنبل بنایا
ہری ہو جائے اپنی کشت امید

جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت مین

ہزار ہزار درود و سلام اُس والا حسب عالی نسب پر ہے جو باعث بنائے زمین و آسمان اور سبب ایجاد کون و مکان ہوا اُسکے براق کے سم کا نقش مہر و ماہ کی پیشانی پر درست بیٹھا اُسکے مجموعۂ امکان سے جہان ہے ایک کتاب اور اُس کتاب سے ہستی ہے ایک باب صفحۂ خاک کو جو دلچسپ لکھا تو بیت افلاک مین سرہا اُس

مطلع نور اور مقطع ظہور نے عناصر کی رباعی اختیار کی بیت اس مرحلہ کا نہین ہی پایان * کہ اب تو ثنائے شاہ مردان

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی منقبت مین

جب صبح کو آفتاب نے قلم شعاعی ورق عالم پر آیت نور لکھ کر صفحۂ جہان کو روشن کیا مین نے
چاہا کہ دریاے سخن مین غوطہ لگا کے لولوے آبدار جو سخن کے جوہر ہون کو منظور ہون نکالون جس طرف
غور و تامل سے نگاہ کی ڈھیر کے ڈھیر نظر آئے سوچا کہ انکو کس پر نثار کرون اس تردد و تفکر مین تھا
کہ یکایک یہ فقرہ میرے کان مین پہونچا کہ اے غریق دریاے فکر یہ جواہر درخشان دوسرے کے لایق
نہین حضرت علیؑ کے قدمون پر نثار کر دینے اُسکی مدح مین زبان کھول وہ شہنشاہ کہ جسکے چہرے کے
عکس سے ماہ کے رخ پر صفائی آئی اور خورشید کے آئینہ نے جلا پائے وا فریادی اگر ساتون آسمان
کے میدان مین گھوڑا دوڑائے تو ستارون کے لشکر مین فتور پڑ جائے اے شہنشاہ تیری درگاہ مین
میری یہی عرض ہی کہ دار و گیر قیامت مین مجھکو بار و سپید اپنے غلامون کی صف مین رکھنا
اسکے سوا اور کیا عرض کرون کہ بندے کو زیادہ عرض کرنی اپنے مولا کی جناب مین کمال گستاخی ہی

وجہ تصنیف کتاب

ناظرین پر روشن ہو کہ شیخ عزت اللہ بنگالی نے یہ کتاب فارسی مین تصنیف کی تھی اُسنے اسکا سبب
یون لکھا ہی کہ طالب علمی کے ایام مین اس حقیر کو انشا پردازی کے فن مین رغبت تمام تھی اور مسودے
بھی کاغذ پر لکھکر رکھ چھوڑتا تھا ایک روز رفیق شفیق نذر محمد کہ نو برس تک اس شوریدہ حال کا مرغ
دل اُس شمع جمال پر پروانہ کے مانند قربان اور ذرے کی طرح اُس خورشید آسمان حسن پر سر گردان تھا چکور کے
مانند خرامان خرامان آیا ابیات غزالون سے کیا لیتی چشم اُسکی باج * طلب کرتی تھی شیر نر سے خراج *
نگاہون کی تھی عشوہ سازی مدام * کرشمہ مین کرتی تھی عالم کا کام * کبھی مستی مین لہرائی اگر * کیا صفحۂ
دل کو زیر و زبر * عجب خط سے رونق تھی رخسار کی * کہ مصحف مین جدول تھی زنگار کی * رگ لعل کا
مین جو پائے قلم * تو کچھ سرخی لب ہو جیسے رقم * اور جس طرح ہمارے اُسکے دوستی تھی ویسی ہی محبت سے
ہاتھ مین ہاتھ رکھا اور راہ الفت مین قدم سامنے رکھا آخرش جام لب کو شراب تکلم سے بھر کر آتش بیانی
سے مجلس کا بازار گرم کیا یہ شوریدہ صحبت بھی اُس فرشتہ خصال سے متکلم رہا پھر میرے زانو پر سر رکھکر
کہنے لگا کہ مجھے نیند آتی ہی جب تک سوؤن تم بیٹھے کوئی کہانی کہو پہلے تو مین نے چاہا کہ مین بھی اُس سے

لیٹ کر سو رہون لیکن یہ خیال آیا کہ شاید آشفتہ خاطر ہوا ور یہ سوچے کہ میرا کہنا تھا نا تب وہ قصہ کہ جسکی داستان عشق سے بھری ہوئی تھی اُس سرایہ محبت کے آگے کہنے لگا من بعد اُس یار ارجمند کی خواہش اس مستمند کو اِسپر لائی کہ اس دلچسپ قصہ کو فارسی کی عبارت کا لباس پہنا کر نظم و نثر کے زیور سے آراستہ کر کے مشکل پسند دیکھنے والون کے لایق کردن اِس اثنا مین غرۂ ذی الحجہ کو کہ سنہ ایکہزار ایکسو چوبیس ہجری تھے اُس نوبادۂ باغ محبت کو صرصر موت نے جڑ سے اکھاڑ ڈالا اس واقعۂ جانکاہ سے مجھ مصیبت زدہ کے ہوش و حواس اُڑ گئے چاہا کہ اوراق مسودات کو اس افسانے کے بھی پُرزے پُرزے کر ڈالون لیکن چند دوستون نے کہ ایک گونہ پاس خاطر اُنکا منظور تھا آکر سمجھایا اور کہا بیت آسان بہت ہی لعل بدخشان کا توڑنا ❊ لیکن بہت محال ہی پھر اُسکا جوڑنا ❊ بحکم ضرورت آدھے کو فارسی کیا اور آدھے کو اُسی طرح رہنے دیا اس کتاب کے ترجمے کا یہ سبب ہی کہ مستمند نہال چند لاہوری کو کہ اس نحیف کا مولد شاہجہان آباد ہی اشرف البلاد کلکتہ مین کہ بالفعل ہندوستان کا دار الامارۃ ہی آب خورش کھینچکر لایا اور یہ خاکسار کپتان ولورٹ صاحب بہادر کی خدمت مین سابق سے بندگی رکھتا تھا اُنکی دستگیری سے صاحب خداوند نعمت حاکم زمان دستگیر درماندگان نبع الجود والاحسان سرچشمہ فیض و سخا دریاے عنایت و کرامت بحر احسان و شجاعت صاحب گلکرسٹ بہادر مدظلہ کے دامن دولت تک دسترس پایا نظم

ثنا مین اُسکی بجا ہی اگر صغیر و کبیر
گل سخن سے اُسی کے شگفتہ دل ہو زہیر
چراغ عقل سے شمع مراد روشن ہی
خدا نے اپنی عنایت سے اُسکو دی توقیر
لیاقت اِتنی کہان خاکسار کو اُسکے
سپہر مین ہی جبتک ضیاے مہر منیر
ہزار صفحۂ کاغذ سدا کرین تحریر
وہی ہی گوہر بحر سخا و کان عطا
وہ رات کو مہ انور ہی دن کو مہر منیر
ہر ایک خدمت عالی سے فیض پاتا ہی
کہ اُسکی بخشش ہمت کی کر سکے تقریر
سلامت اُسکو رکھے حشمت و دولت سے
وہی ہی باغ فصاحت کا نخل عالم مین
نہین ہی اُسکا جہان مین کوئی عدیل و نظیر
سجا ہی قامت موزون پہ خلعت اخلاق
گواہ دل سے ہی اس بات پر امیر فقیر
مگر خدا سے دعا مانگتا ہی یہ نرات
عدو کو اُسکے کرے دہر مین ذلیل و حقیر

غرضکہ صاحب بہادر کے تفضلات سے بخوبی اس ضعیف کی اوقات بسر ہونے لگی اور امید زیادہ تر ہونے لگی کہ اگر بخت مددگار ہی اور یہ دامن دولت اپنے ہاتھ ہی تو حشمت قدم کے ساتھ ہی پھر ایک روز خداوند نعمت نے ارشاد کیا کہ تاج الملوک اور بکاؤلی کا قصہ فارسی مین ہی ہندی ریختے کے محاورے مین ترجمہ کر کہ تیری سرخروئی اور یادگاری کا موجب اور ہماری خوشنودی کا سبب ہو چنانچہ اس نحیف نے

حسب الارشاد فیض بنیاد اپنے حوصلے کے موافق افلاطون فطنت دارا شکوہ عالی حشمت فلک احتشام
مارگویس ویلزلی نواب گورنر جنرل دام اقبالہ کے عہد مین ہندی مین ترجمہ کیا اور نام اسکا مذہب عشق رکھا
ہر ایک سخن رس اور نکتہ دان صحیح نفس سے یہ امید ہے کہ جہان کہین بیدان عبارت مین نشیب و فراز
دیکھین وہان اصلاح کے قلم سے ہموار کرین اور اس ہیچمدان کو اپنی نوازش سے ممنون فرمائین

آغاز داستان

کہتے ہین کہ پورب کے شہرون مین کسی شہر کا ایک بادشاہ تھا زین الملوک نام جمال اُسکا جیسے ماہ منیر
عدل و انصاف اور شجاعت و سخاوت مین بےنظیر اُسکے چار بیٹے تھے ہر ایک علم و فضل مین علامۂ زمان
اور جوانمردی مین رستم دوران خدا کی قدرت کاملہ سے ایک اور بیٹا آفتاب کی طرح جہان کا روشن
کرنے والا اور چودھوین رات کے چاند کی طرح دنیا کے اندھیرے کا دور کرنیوالا پیدا ہوا ابیات

قمر اُسکی جبین سے داغ کھائے — مہِ نو شیرا برو سر جھکائے
اگر چین جبین اُسکی بنائے — مصور چین کا چین بھول جائے
بلا انگیز آنکھیں جادو آمیز — مے گلرنگ سے دو جام لبریز
کبھی دیکھی تھی اُس گردن کی کاکل — پریشان آجتک ہے جان سنبل
جہان مجروح ہے تیغ نظر سے — پلک کے پار ہون خنجر جگر سے
وہ مکھڑا ادھر گر دیکھے تو تھرائے — قمر کچھ یکایکی ننگ اُٹھ جائے
عجب انداز کا تل گال پر تھا — کہ گنج حسن پر بیٹھا تھا کالا
وہ سینہ تختۂ بلور سا صاف — یہ کیا کہتا ہون غلطی ہے اِتھا خفاف
ریاض حسن کا سرو سرافراز — غرض وہ تھا سراپا [illegible]

بادشاہ نے باغ باغ ہوکر بڑا جشن کیا اور نجومیون کو بلا کر فرمایا کہ اسکی لگن دیکھو ہر ایک نے لگن
کنڈلی کھینچکر اسکا نام تاج الملوک رکھ دیا اور کچھ انگلیون پر گن گنا کر عرض کی کہ یہ باغ عالم مین
گل تازہ ہے اسکے نصیبون مین دولت دنیوی بے اندازہ ہے صاحب ہمت اسطرح کا اب تک
نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا یقین ہے کہ ایسا شہریار ہو کہ عالم جنات بھی مطیع اور فرمانبردار ہو مگر ایک قباحت
بھی اسکے ساتھ ہے جب بادشاہ کی اسپر نظر پڑے تو فوراً بادشاہ کی آنکھون سے بینائی جاتی رہے
بادشاہ نے کچھ شاد کچھ ناشاد ہوکر انکو تو رخصت کیا اور وزیر سے فرمایا کہ ایک محل مین تفاوت تمام ہماری
گذرگاہ سے اسکی مان سمیت رکھو چنانچہ بموجب ارشاد کے وزیر عمل مین لایا چند سال کے بعد وہ نونہال
باغ سلطنت کا کمال ناز و نعمت سے پرورش پاکر ہوا علم و ہنر سے بہرہ ور ہوا ایک روز اسکو شکار
کی خواہش ہوئی سوار ہوکر جنگل مین گیا اور ایک شکار کے پیچھے گھوڑا اٹھایا سچ ہے کہ ہونے والی
بات بے ہوئے نہین رہتی مصرعہ تقدیر کے لکھے کو امکان نہین ہے دھونا + اتفاقاً بادشاہ بھی
اسی دن شکار کو سوار ہوئے تھے ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے اسی طرف کو آ نکلے مشہور ہے
کہ کانے چوٹ کٹوڑے بھیٹ جونہین شہزادے پر نگاہ پڑی وہین آنکھون کی بصارت جاتی رہی
ارکان دولت نے شہزادے کو دیکھ کر بادشاہ کے نابینا ہونے کا سبب دریافت کیا حضرت نے
فرمایا کہ لازم یون تھا کہ بیٹے کو دیکھ کر باپ کی آنکھین روشن ہون سو یہ طرفہ ماجرا ہے کہ برعکس ظہور
مین آیا بس اب یہ بہتر ہے کہ اسکو میرے ممالک محروسہ سے نکال دو اور اسکی مان کے واسطے خدمت
جاروب کشی کی مقرر کردو یہ فرما کے بادشاہ الٹے پاؤن تختگاہ کی طرف پھر آیا اور اُسے دیس سے نکال دیا

دوسری داستان چارون بیٹون کے جانے کی گل بکاؤلی کے واسطے

کہتے ہین جب بڑے بڑے حکیم مسیحا خصلت اور بو علی طبیعت آنکھون کے علاج کے لیے بلائے سب نے
متفق ہوکر عرض کی کہ گل بکاؤلی کے سوا کسی اور دوا سے ممکن نہین کہ بادشاہ شفا پائے اگر کسی
صورت سے گل بکاؤلی پیدا ہو تو حضرت کیا بلکہ اندھا مادرزاد بھی آنکھین پائے یہ سنکر بادشاہ نے
اپنے تمام ملک مین منادی پھرا دی کہ جو گل بکاؤلی پیدا کرے یا اسکی خبر لائے تو اسکو بہت
انعام و اکرام دے کر نہال کرون اس طرح بادشاہ نے ایک مدت تک اسکے انتظار مین رو رو کر
حضرت یعقوبؑ کی طرح اپنی آنکھون کو سفید کیا اور اس غم مین مانند حضرت ایوبؑ کے آپ کو

گھلادیا ہر چند کہ خون جگر پیا لیکن کسی طرف سے کچھ اُسکا سراغ نہ ملا ایک روز چارون بیٹیون نے
بادشاہ کی خدمت مین دست بستہ عرض کی کہ سعادتمند وہی لڑکا ہو کہ جو مان باپ کی خدمت
بجالائے اور اگر سعی کوشش مین جان دے تو وہ سعادت دارین پائے اسواسطے ہم امیدوار ہین کہ
ہمین رخصت فرمائیے تو گل بکاؤلی کی تلاش مین نکلین بادشاہ نے فرمایا کہ ایک تو آگے ہی مین
اپنی آنکھین کھو بیٹھا ہون نور چشم کو رو بیٹھا ہون وہ داغ ابتک جگر سے نہین گیا جو چشم چراغ
ہین انکو برباد کس طرح ہونے دون یہ صدمہ دیدہ دانستہ دل پر لون شاہزادون نے پھر مکرر
عرض کی تب چار و ناچار بادشاہ نے رخصت دی اور وزیرون سے فرمایا کہ اسباب سفر کا جو
چاہیے وہ مہیا کرو چنانچہ انھون نے بموجب حکم کے نقد و جنس دواب خیمہ و شکر سے لیکر جتنا کہ چاہیے
تھا سو جود کر دیا تب بادشاہ سے رخصت ہو کر شاہزادون نے اپنا رستہ لیا شاہزادے منزل بمنزل
جاتے تھے اتفاقاً تاج الملوک کہ جسکو باپ نے شہر بدر کیا تھا دشت آوارگی کو قدم پریشانی سے ناپتے
ناپتے ان سے دوچار ہوا اور کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہین اور کہان جاتے ہین اُسنے بادشاہ کے
اندھے ہونے کا اور سبب انکے سفر کا گل بکاؤلی کی تلاش کے واسطے تاج الملوک سے بیان کیا شہزادے
نے دل مین کہا مصرعہ کہ اُٹھ بخت کو توبھی اب آزما مصلحت نیک تو یہ ہو کہ مین بھی بھائیون کے
ہمراہ گل بکاؤلی کی جستجو کرون اور اپنے زر قسمت کو محک امتحان پر کسون اسمین اگر دامن کو
گل مراد سے بھرون تو فہو المراد نہین تو اِس وسیلہ سے باپ کے ملک سے باہر نکلون یہ دل مین ٹھان کر
ایک سردار کے پاس کہ نام اُسکا سعید تھا گیا اور باادب تمام سلام کیا اُسکی نظر جو شاہزادے پر پڑی
تو دیکھا کہ اُسکے گالون کی چمک خورشید کی روشنی کے ساتھ برابری کر رہی ہو اور چاند سی پیشانی زلف
شبرنگ کے پہلو مین ماہ تمام کی طرح جلوہ گری کر رہی ہو پوچھا تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا تاج الملوک
نے عرض کیا کہ مین بیچارہ غریب مسافر ہون اور بیکس آشفتہ خاطر ہون نہ کوئی غمخوار ہو کہ غمخواری کرے
نہ یار ہو کہ شرط یاری بجالائے نہ کوئی مددگار ہو کہ مددگاری کرے سعید نے اُس یوسف ثانی کی
شیرین زبانی سے محظوظ ہو کر بصد آرزو و خواہش اپنی رفاقت مین رکھا اور ہر روز الطاف
زیادہ کرتا کہتے ہین کہ شہزادے ایک مدت کے بعد شہر فردوس ... ہین کہ تخت نشین وہان کا
رضوان شاہ تھا جو پہنچے اور شام کے وقت دریا کے کنارے اس ارادہ سے کہ چند روز یہان

ٹھہرین خیمے ایستادہ کیے جب مسافر آفتاب ملک مغرب کی سیر کو گرم رفتار ہوا اور سیاح ماہتاب ثابت
کے مشکی گھوڑے پر سوار ہو کر مشرق کی طرف سے باگ اُٹھا کر چلا تب چارون شاہزادے اپنے اپنے
سمند باد رفتار پر سوار ہو کر بطریق سیر شہر مین آئے اور ادھر اُدھر گشت کرنے لگے اسمین ایک محل
منقش اور مکلف کہ جسکے جابجا دروازون پر زردوزی کے پردے پڑے ہوے تھے نظر آیا وہان کے
باشندون مین سے ایک سے پوچھا کہ یہ مکان عالیشان کسکا ہی اُسنے جواب دیا کہ اسکی مالک لبر لکھا بیسوا
ہی شہزادون نے کہا اللہ اکبر یہ محل بادشاہی اسنے کہان سے پایا وہ شخص پھر کہنے لگا کہ یہ رنڈی اپنی ما
مین یکتا ہی اور ملاحت مین ہمیتا ہی شہرۂ آفاق اپنے کام مین طاق رعنائی اور زیبائی مین نہایت
دلجو خوبی اور دلربائی مین بغایت خوبرو چشم خورشید مدام اُسکے شمع جمال پر پروانہ کی طرح شیدا اور چہرہ ماہتاب
دوام اُسکے مکھڑے پر فدا ابیات کسی نے راہ مین اُسکی اگر قدم مارا + تو اپنی عقل کی فہرست پر قلم مارا +
اُسی نے بیچ دیا ناموس و ننگ کو اپنے + کہ جسنے ذرہ بھی خواہش مین اُسکی دم مارا + صاحبان مباشرت
کے واسطے ایک نقارہ مع چوب اُسنے اپنے دروازے پر رکھا ہی جو کوئی اُسے جا کر بجائے وہ عیار زمانہ
کی گھر مین اُسے بلائے اور لاکھ روپے لے تب ایکبار اُس سے ملے شہزادے کہ اپنے مال و دولت پر
نہایت مغرور تھے نشہ بادۂ نخوت سے چور تھے نشان ہمت اسکے میدان شوق ملاقات مین بلند کر کے
دروازے پر گئے اور جاتے ہی بے تحاشا نقارہ بجا دیا سنتے ہی اُس مکارۂ دوران نے دل مین کہا کہ
الحمد للہ مدت مدید کے بعد کسی ایسے نیکبخت نے میرے گھر کا قصد کیا چاہیے کہ میرے حجرے کو روشن
کرے اور ایسے موٹے تازے شکار نے میرے جال مین آنے کا ارادہ کیا اغلب ہی کہ دام مین پھنسے
پھڑک پھڑک کر مرے نقل مشہور ہی کہ یہ طائفہ اسی تردد مین رہتا ہی کہ کوئی عقل کا اندھا گانٹھ کا
پورا ملے سو خدا نے ویسے ہی شخص بھیجے جھٹ پٹ بناؤ سنگھار کر کے زیور مرصع لعل موتی ہیرا
زمرد جابجا پہنکر بڑی آن بان سے بن ٹھن کر بیٹھی اسمین یہ بھی آ پہونچے چند قدم استقبال کر کے
ہر ایک کو سونے کی کرسی پر بٹھایا اتنے مین کچھ رات گئی کہ ساقیان گلعذار شیشہ شراب اور ساغر زرنگار
لیے حضور مین آئے اور جام کو گردش مین لائے اسی طرح آدھی رات گئی تب اُس عیارنی نے کہا کہ اگر
اجازت ہو تو تختہ نرد منگواؤن باقی رات اس شغل مین بسر ہو کہ سحر ہو شاہزادون نے کہا منگواؤ اُسنے
کیا بہتر مکارہ نے ایک بلی کے سر پر چراغ رکھا اور لاکھ روپیہ کی بازی بد کر کھیلنے لگی لکھنے والے نے

یون لکھا ہی کہ شاہزادون نے اُس آدھی رات کے عرصہ مین پچاس لاکھ روپے ہارے اس مین
خورشید جہان گرد زمرّدی تختہ پر نمودار ہوا اور سیمین چہرہ ماہ اپنے گھر گیا اس مکرہائی نے بھی بساط بازی
لپیٹی شہزادے اپنے مکانون کو گئے دوسرے روز جب آفتاب سیاحون کی طرح مغرب کی منزل مین پہونچا
اور ماہتاب بادشاہون کی صورت سپاہ انجم کو لیے تخت فیروزہ رنگ پر رونق بخش ہوا شاہزادے
اُسی آن بان سے اُسکے مکان مین آئے اور بدستور سونے کی چوکیون پر اجلاس فرمایا حور نقار نڈیان
خدمت مین آکر حاضر ہوئین اور طرح طرح کا کھانا سونے چاندی کے خوانون مین لاکر دسترخوانون مین
چُن دیا بعد تناول طعام تختۂ نرد منگواکر دس لاکھ روپے کی بازی بدکر کھیلنے لگے غرض اُس رات
کو سب مال متاع نقد وجنس ہاتھی گھوڑے اونٹ وغیرہ جس قدر رکھتے تھے ہار گئے تب اُس
مکارہ نے بازی سے ہاتھ کھینچکر کہا ای جوانو تمھارا سرمایہ آخر ہوچکا اب بساط بازی لپیٹو اپنے
گھر کی راہ لو شاہزادون نے کہا کہ ایکبار ہم زر طالع کو ترازوے امتحان مین تولین اگر ہمارے
بخت کا پلہ جھکے تو اپنی ہاری ہوئی سب نقد وجنس کہ گرہ مین تونے باندھی ہو کھول لین
نہین تو ہم چارون تیری فرمانبرداری مین غلام ہوکر رہین کچھ نہ بولین جب یہ قول و قرار
ٹھہرا تب اُس اچھال چھکا نے طرفۃ العین مین وہ بھی بازی جیت لی اور بہت اسباب
نقد وجنس اُنکا اپنی سرکار مین داخل کیا اُنکو قیدیون کے سلسلے مین کہ ویسے سیکڑون تھے
بھیجدیا اور سپاہ اور رفیق اُنکے گل خزان دیدہ کے پتون کی طرح درہم برہم ہوگئے تاج الملوک نے
دل سے مصلحت کی کہ اب کچھ ایسی حکمت کیا چاہیے جو اُنکی خلاصی کا سبب ہو مجھسے جو یہ کام نمایان ہو
تو دنیا مین نام ہو آخرت مین اجر فراوان ہو یہ دل مین سوچکر شہر مین آیا ایک امیرکے در دولت
پر جاکر دربانون سے کہا مسافر ہون بے خانمان کسی امیر کو ڈھونڈھتا ہون تمھارے صاحب کے
اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سُنکر آیا ہون اگر بندے کو اپنی بندگی مین لین اور
بندہ نوازی فرمائین بدل وجان خدمت بجالاؤن اُنہین سے ایک نے جاکر امیر کی خدمت مین
شہزادے کی کیفیت عرض کی فرمایا اُسے حاضر کرو وہ لے گیا امیر نے اُسکے مُنہ کو دیکھکر کہا یا آلٰہی کیا
آفتاب چوتھے آسمان سے انسان کے قالب مین آیا یا کوئی غلمان بہشت برین سے شعر
پیشانی نازنین پہ اُسکی * چمکے لگا ستارۂ بلندی * غرضکہ امیر نے اُسکو اپنی خدمت مین سرفراز کیا

تیسری داستان تاج الملوک کے تختہ نرد کھیلنے کی دلبر لکھا بیسوا سے اور جیتنے مین تمام مال اور اسباب کے تصویر تاج الملوک اور دلبر بیسوا اور تختہ نرد کھیلنے کی

جب تاج الملوک کو امیر کی خدمت مین کئی مہینے گذرے اور اُسنے اپنی وجہ مقرر سے کچھ روپے
جمع کیے ایک روز اُسکی خدمت مین عرض کی کہ ایک فدوی کے آشناؤن مین سے اِس شہر مین تازہ وارد
ہوا اگر حکم ہو تو ہر روز چار گھڑی کے واسطے اُسکے پاس جایا کرون دل بہلایا کرون امیر نے کہا بہتر
پس شاہزادہ ہر روز تختہ نرد کھیلنے والون کے پاس جا بیٹھتا اور کھیلتا جب اُسکے داؤن دریافت
کر لیے اور ہر ایک سے بازی ہاتھ آنے لگی یہ تجویز کیا اب اُس نایکہ سے کھیلیے اور اپنے طالع کے قرعہ
کو تختۂ امتحان پر پھینک کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیے کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے پھر تو
ایک روز شاہزادہ اُسکے دروازہ پر گیا دیکھا کہ ایک بڑھیا اندر سے باہر آتی ہے کسی سے پوچھا یہ کون
ہے اُسنے کہا یہان کی یہی مدار المہام ہے بے مشورہ اِسکے وہ کچھ کام نہین کرتی ہے تاج الملوک نے دل سے
کہا کہ اب کچھ مکر پھیلایا چاہیے دام محبت مین اسکو لایا چاہیے اسکے ہاتھ میرا کام نکلے تو نکلے اُس دن تو
شاہزادہ چلا آیا پھر ایک روز وہی بڑھیا اُسکو دکھائی دی سلام کیا اور پانوٗن پر سر رکھکر بے اختیار

روتے لگا بڑھیا نے پوچھا تو کون ہی اور کہان آیا مگر دیوانہ ہی یا مظلوم کہ اس طرح پھوٹ پھوٹ کر روتا ہی
شہزادے نے کہا ابیات کیا مجھسے پوچھتے ہو مین ہون کمال مضطر ٭ دنیا مین کوئی مجھسا ڈھونڈھو تو
پاؤ کمتر ٭ آتش سے غم کی میرا سینہ جلا بھنا ہی ٭ دو دن کی زندگانی مجھپر عجب بلا ہی ٭ گردش سے آسمان
کی کیا کیا ستم ہی مجھپر ٭ سایہ بغیر اپنا ساتھی نہین نہ رہبر ٭ ای ماما مسافر ہون بے سروپا اس شہر بیگانے
مین نہ کوئی یار نہ آشنا بجز باریتعالی کی ذات کے نہ اپنا کوئی پشت پناہ نہ کسی کا آسرا یورب دیس
مین میرا وطن ہی ایک میری دادی تھی وہ بھی قضاے الہی سے کئی برس ہوئے کہ اس عالم فنا سے
ملک بقا کو کوچ کر گئی اُسکے تمام آثار تجھہ مین پائے اسواسطے بصد آرزو تیری پابوسی کی اگر میرے
حال زار کو التفات کی نظر سے تو دیکھے اور اس عاجز کی غریبی اور بیکسی پر رحم فرمائے تو مین تیرا
ہو کر رہون اور دادی کی جگہ تجکو تصور کرون بیت نظر سے اپنی جو کرتے ہین خاک کو اکسیر ٭
کبھی تو گوشۂ چشم اسطرف کرین شد ٭ ایسی چکنی چپڑی باتین کین کہ اس پیرزال کا دل پھسل گیا
بلکہ شعلۂ آواز سے موم کے مانند دل پگھل گیا بولی ای جوان میرا بھی اس جہان مین اپنا کوئی نہین تھا
آج سے مین تیری دادی تو میرا پوتا پھر تاج الملوک نے کہا دادی صاحب کئی روز سے مین ایک جگہہ
نوکر ہون اُسکی فرمابرداری لازمی ہی ہر روز تمھاری قدمبوسی کے واسطے نہ پہونچ سکونگا مگر کبھی کبھی
بڑھیا نے کہا بیٹا کیا مضائقہ ہی اگرچہ شاہزادے نے ہر روز کے آنے کا عذر کیا لیکن اُس غمخوار کے گھر
روز جاتا اور چاپلوسی اور تملق کی باتین بناتا آخرش رفتہ رفتہ اُسکا محرم راز ہوا اسی طرح سے کچھ
روز گذرے ایک دن شہزادہ کچھ روپے اُسکے پاس لے گیا اور کہا دادی صاحب یہ روپیہ رکھ چھوڑو
اگر کسی کام مین درکار ہون تو خرچ کرو وہ بولی بیٹا مین تیرے روپے لیکر کیا کرونگی خدا کا دیا میرے
گھر سب کچھ ہی کسی چیز کی کمی نہین اگر تجھے کسی کام کے لیے درکار ہو تو یہ نقد وجنس تیرا ہی ہے سو اس
اپنے تصرف مین لا شعر کھانے کے لیے یہ زر ہی ای نور بصر ٭ رکھنے کے لیے تو سنگ و زر یکسان ہی ٭
غرض شاہزادے نے جب اُسکو اپنے حال پر مہربان پایا ایک رونا دھرا اُدھر کا تذکرہ کرنے لگا کہ ای
دادی صاحب تمکو کچھ معلوم ہی کہ جو کوئی اس عیارنی کے ساتھ تختۂ نرد کھیلتا ہی اس سے بازی نہین
پاتا اُسنے جواب دیا بیٹا یہ راز بہت نازک ہی خبردار ہرگز کسی سے نہ کہیو ایسا نہ ہو کہ یہ بات طشت ازبام
افتادہ ہو اور اسکی بھنک اُس خام پارہ کے کان مین پڑے جو میرے زوال کا باعث ہو شہزادے نے

کہا استغفر اللہ یہ کیا بات ہی بڑھیا بولی کہ اُسنے ایک بلی اور چوہے کو پرورش کرکے یہ سکھایا ہی کہ بلی
کے سر پر چراغ رکھے تو وہ لیے رہے اور چوہا چراغ کے سایہ مین بیٹھا رہے جب اُسکے خاطر خواہ پانسا نہ پڑے
تب بلی چراغ کو ہلا کرکے نردون پر سایہ کرے اور چوہا پانسہ اُسکے حسب لخواہ اولٹ دے پس جو کوئی اُس سے
کھیلنے آتا ہی وہ بیچارہ بازی ہار جاتا ہی اور یہ بلی چوہے کی مدد سے بازی جیت لیتی ہی لیکن کسی کھلاڑی پر یہ
بھید آج تک نہین کھلا اور جو کوئی اِس ارادے پر آیا اُسنے داغ ندامت کا اپنی پیشانی پر کھایا تاج الملوک
جب یہ بات دریافت کر چکا بازار مین گیا اور نیولے کا بچہ مول لیکر اُسے آستین مین رکھ کر یہ سکھانے لگا
کہ جو ہین وہ چٹکی کی آواز پائے وو ہین بچہ پلنگ کی طرح آستین سے کود کر باہر آئے جب اس طرح سیکھ سکھا کر
وہ طاق ہوا تب ایک روز شہزادے نے بڑھیا سے یہ مکر پھیلایا کہ مین اب اس نوکری سے اُداس ہوا ہون
اگر تو ہزار روپے سے میری مدد کرے تو تجارت کرون بڑھیا نے کوٹھری مین لے جا کہ کہا کہ دیکھ بیٹا یہ سب
روپیہ حاضر ہین جتنا جی چاہے اُٹھالے تب شاہزادہ ہزار روپے اُس سے لیکر امیر کی خدمت مین گیا
اور عرض کیا کہ میرے آشناؤن مین سے ایک شخص کا آج بیاہ ہی اگر سرکار سے ایک خلعت فدوی کو
مرحمت ہو تو اُس مجلس مین جائے ہمچشمون مین عزت پائے امیر نے اپنا ملبوس خاص شہزادے کو عنایت
کیا اور فرمایا گھوڑون مین سے بھی جو تیرے پسند ہوئے جا تب تاج الملوک حضور کے خاصے پر سوار ہو کر اُس
بیسوا کے دروازے پر گیا اور گھوڑے سے اُتر کر بیا کا نہ قدم اندر رکھا اِس ہیئت سے اسے دیکھکر اُسکے
منھ کا رنگ اُڑ گیا گھبرائی استقبال کے لیے دوڑی آئی شاہزادے نے کہا کہ تو ایک مدت سے اس شہر مین
مسافرون کی دمساز رہتی ہی اور عاشق مزاجون کی ہمراز رہتی ہی اور مین کہ اس شہر کے والی کا خواص ہون
کبھی مجھسے رجوع نہین ہوئی بہرحال لا کچھ تحفہ یارون کے بھی نذر کر اسنے شاہزادہ کو باعزاز تمام جڑاؤ کرسی پر بٹھایا
اور آپ ہٹکر پیچھے بیٹھی اس مین شاطر فلک کج باز نے آفتاب کی سنہری نرد کو مغرب کے گھر مین چھپایا اور فرقدان
کی روپہلی گوٹون کو تخت طلوع پر بٹھایا شہزادے نے کہا مین نے سنا ہی کہ تجکو تختۂ نرد کھیلنے سے بڑا شوق ہی آ
ایک بازی کھیلین اس مکارہ نے پہلے تو انکار کیا آخر ش شہزادے کے کہنے سے تختہ نرد منگوا کر بدستور قدیم
بلی کے سر پر چراغ رکھا اور لاکھ روپے کی بازی بد کر پانسا پھینک دیا پہلی بازی تو شہزادے نے جان بوجھ
کے ہار دی اور اسنے بلی چوہے کی مدد سے جیت لی پھر دوسری بازی رکھکر کھیلنے بیٹھے جو ایک پانسا اُسکے
خاطر خواہ نہ پڑا وہین بلی نے سر ہلایا چوہے نے چاہا کہ پانسے کو اُلٹ دے تاج الملوک نے چٹکی بجائی نیولا

بچہ پلنگ کی طرح جست کرکے آستین سے باہر نکلا چوہا تو اسکی صورت دیکھتے ہی کافور ہوگیا اور بلی پر بھی
دہشت غالب ہوئی چراغ سر سے پھینک کر ہوا ہوئی شاہزادے نے برہم ہوکر کہا کہ ای عیارنی تو نے کیا
پھنگل نکالا ہی باوجودیکہ تیرے گھر کو ہرشب چراغ تک ہین ایک شمعدان بھی نہین رکھتی وہ اس گفتگو سے نہایت
خجل ہوئی غیرت سے پسینے پسینے ہوئی اسی وقت جڑاؤ شمعدان منگواکر رکھا اور دونون پھر اسی کام مین مشغول
ہوئے کہنے والے نے یون کہا ہی کہ شاہزادے نے اس رات مین سات کرور روپے جیتے اتنے مین صبح صادق
ہوئی تاج الملوک نے کہا کہ اب حضرت جہان پناہ کے ناشتے کا وقت عنقریب آپہونچا ہی اگر مین اسوقت
حضور اعلے مین حاضر نہونگا تو موجب قباحت کا ہوگا یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور وہ روپے شام کے وعدے پر
اسکے پاس چھوڑکر امیر کی خدمت مین آکر حاضر ہوا شام کے انتظار مین تمام دن جون تون کاٹا سورج
کے ڈوبتے ہی سج سجا کے ایک ایسے گھوڑے باد رفتار پر کہ جسکی جلدی کے رشک سے باد صبا بھی ہردم دم سرد
بھرتی تھی سوار ہوکر اسکے گھر پر پہونچا یہ خبر سنکر اسنے چند قدم چار ناچار استقبال کیا اور شاہزادے کو بدستور
کرسی پر لاکر بٹھایا کھانا کھانے کے بعد کرور روپے کی بازی بدکر کھیلنے لگے کہتے ہین کہ اس کھلاڑن نے
آدھی رات کے عرصہ مین قریب سو کرور کے جو اسکے نقد خزانہ مین تھے ہار دیے تب ششدر رہکر کشش و پیچ
کرنے لگی آخر اثاث البیت کی نوبت پہونچی وہ بھی تاج الملوک کے ہاتھون ہاتھ لگا پھر اسنے کہا اب تو
تیرے پاس کچھ باقی نہین رہا اتنی رات کس شغل سے کٹے گی اب پورب پچھم کے شہزادے تو نے قید کیے
ہین ان پر بھی ایک بازی کھیل اگر تو جیتے تو لاکھ روپے دون نہین تو انکو بھی لے لون اور جاہون سو کرون
اسباب پر وہ راضی ہوئی پلک مارتے ہی شہزادے نے وہ بھی بازی جیت لی تب وہ بولی کہ ای جوان
جوان بخت ایک بار اور مین اپنا نصیب آزماؤن اگرچہ یہ بازی میرے ہاتھ آئے تو اپنی سب
جنس ہاری ہوئی تجھسے پھیر لون نہین تو تیری لونڈی ہوکر رہون شہزادے کے طالع کا ستارہ آسمان
ترقی پر چمک رہا تھا بات کی بات مین وہ بھی بازی جیت لی تب وہ سرو قد اٹھ کھڑی ہوئی اور
ہاتھ جوڑکر کہنے لگی کہ ای جوان خدا کی مدد سے تو نے مجھے اپنی لونڈیون مین ملایا غرضکہ جس شکار کے
واسطے روے زمین کے بادشاہون نے تمام عمر صرف کی بخت بلند کی مدد سے اسکو تو نے ہاتھون ہاتھ
پکڑ لیا اب یہ تیرا گھر ہی مجکو اپنے نکاح مین لا اور باقی عمر دولت وحشمت کے ساتھ بسر کیجیے تاج الملوک
نے کہا کہ یہ مجھسے نہوسکےگا مجھے ایک بڑی مہم درپیش ہی اگر حق تعالی کے فضل وکرم سے مین اسپر

فتحیاب ہونگا تو البتہ تو بھی کامیاب ہوگی اب تجھے لازم ہی کہ بارہ برس تک میرے انتظار مین
نیک بختی کا لباس پہنکر حق تعالی کی عبادت مین مشغول رہے اور اپنے کسب سے ہاتھ اُٹھائے اُسنے کہا
اے بوستان سرداری کے نونہال اب تک تیرے گلشن جوانی کا شگوفہ نہین پھولا اور بہار شباب کے
چمنون پر صرصر پیری کا جھونکا بھی نہین لگا کیا لازم ہی جو تو سفر کرکے آتشکدۂ محنت مین عمداً آپ کو
گرائے اور آتش سرگردانی قصر شادمانی مین قصداً لگائے مجکو بھی اس کیفیت سے مطلع کر کہ مین بھی
تیرے ساتھ جب تک میرے قالب مین جان رہے اور وہ ہمسر ہو سعی اور تردد کرون کہ اب مجکو
تیرے بغیر یہ گھر بندیخانہ ہی بیت ای فصیحی گھر بغیر از یار کے زندان ہی پہر در و دیوار پر لکھ دیجیے
اس بات کو جب اُس علامہ نے اِس راز سربستہ کے کھولنے مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا تب
شاہزادے نے کہا کہ سن میرا نام تاج الملوک ہی اور زین الملوک شرقستان کے بادشاہ کا بیٹا ہون
قضا کار میرے باپ کی آنکھین جاتی رہین حکیمون اور طبیبون نے بالاتفاق گل بکاولی کے سوا اور
کچھ دوا تجویز نہ کی اُسی روز سے میرے چار بھائی جو چند روز سے تیری قید مین ہین گل مذکور کی تلاش
کو نکلے ہین مین بھی خفیہ اُنکے ساتھ تھا وہ تو تیرے مکر و فریب کے دام مین پھنس گئے مین سیکڑون حیلون سے
تجھ تک پہونچا اور غالب ہوا اب اُسی کی تلاش مین جاتا ہون اگر گل مقصود میرے ہاتھ آیا تو آیا نہین تو
اُسکے پیچھے جان دے کہ مین نے اپنی جان سے ہاتھ اُٹھایا اُسنے کہا اے شہزادے یہ کیا خیال باطل تیرے
دل مین سمایا اور اندیشۂ فاسد تیرے جی مین آیا ذرے کو کیا مجال کہ آپ کو آفتاب کی منزل تک
پہونچائے پرندے کی کیا طاقت کہ آپ کو ہمدم صبا بنائے سُن بکاولی پریون کے بادشاہ کی بیٹی ہی
اُسکے باغ مین وہ گل ہی اُسکی چار دیواری کو آفتاب بھی نظر اُٹھا کے نہین دیکھ سکتا ہی ہزارون دیو
اُسکی نگہبانی کے واسطے چارون طرف مستعد رہتے ہین کسی ذی روح کو طاقت نہین کہ بے اجازت
اُنکے وہان تک پہونچے اور ہشیار پریان پاسبانی کے لیے ہوا پر مقرر ہین کہ کوئی پرندہ پر نمارے
اُسکے سوا زمین پر سانپ بچھو لاانتہا آٹھ پہر چوکی دیتے ہین کہ کوئی شخص اُس راہ سے بھی اُسکے
پاس نہ پہونچ سکے اور زمین کے نیچے جو ہین کا بادشاہ ہزارون جو ہون کے ساتھ رات دن
خبرداری کرتا ہی کہ سرنگ کی راہ سے بھی کسی کی رسائی نہو پہنچ تو یہ ہی چیونٹی چاہے کہ رینگتی ہوئی کسی
حیلے سے اُس تک پہونچے ممکن نہین ہی اے شاہزادے تو اس خرابی مین نہ پڑ اگر گرفتار ہو قرآن شریف مین

آیا ہی کہ نہ ڈالو تم اپنے ہاتھ ہلاکت کی طرف اور شیخ سعدی شیرازی نے بھی فرمایا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی بیت
کوئی مرتا نہین ہی بن آئے ٭ لیک تو منھ مین اژدہے کے نہ جا ٭ شہزادے نے کہا فی الحقیقت یہی بات ہی
مگر حق تعالی نے اپنی مہربانی سے خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کر دیا تھا اگر مین عاشق ثابت قدم ہون
اور میرے عشق کا جذبہ صادق ہی تو البتہ شاہد مراد کے دامن تک میرا دسترس ہوگا ع کیا کر سکے ہی
دشمن جو دوست مہربان ہو ٭ تو میرے چھوٹے سے قد پر نجا اگرچہ بنی آدم قوت مین دیو سے کمتر ہین
لیکن فہم و فراست مین زیادہ تر ہین چنانچہ حق تعالی نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ بزرگی دی ہی مین نے آدم کو

حکایت برہمن اور شیر کی

آہ تو نے سنا ہی یا نہین کہ کسی جنگل مین ایک روز برہمن کا گذر ہوا کیا دیکھتا ہی کہ ایک شیر موٹی رسی سے
جکڑا ہوا پنجرے مین بند ہی وہ اسکو دیکھکر نہایت غریبی سے گڑگڑانے لگا کہ اے دیوتا اگر تو میرے اس
حال زار پر رحم کر اور اس قید سے مجھکو نجات دے تو اس جان بخشی کے عوض ایک نہ ایک دن مین بھی
تیرے کام آؤنگا برہمن سادہ لوح کا دل شیر کے بلبلانے پر بھر آیا مگر عقل کے اندھے کو یہ نہ سوجھا کہ دشمن
ہی اسکی بات کا اعتبار نہ کیا چاہیے بے تامل قفس کا دروازہ کھول کر اسکے ہاتھ پانون کھول دیے بند سے

خلاص ہوتے ہی اُس خونخوار نے اُس کوتہ اندیش کو گردن سے پکڑ کر اپنی پیٹھ پر ڈال لیا اور وہان سے چل نکلا بیت نیکی کرنی بدون سے ایسی ہی ہے جیسے نیکون سے کی بدی تو نے ؛ برہمن نے کہا ای شیر نرین تے تجسے بھلائی کی نیکی کی امید پر اور تو ارادہ بدی کا رکھتا ہی مصرع مین نیکی سے گذرا بدی بھی نکر ؛ شیر بولا کہ ہمارے مذہب مین نیکی کی جزا بدی ہی اگر میرے کہنا کا اعتبار نہو تو چل کسی دوسرے سے پچھوا دون جو وہ کہے سو صحیح اس بات پر وہ گو برگنیش راضی ہوا اُس جنگل مین ٹر ایرا تا برگد کا درخت تھا شیر اور برہمن اُسکے نیچے گئے شیر نے اپنی درخواست اُس سے ظاہر کی اُسنے اُسکے جواب مین کہا شیر سچ کہتا ہی اسوقت مین نیکی کا بدلہ بدی کے سوا اور کچھ نہین ای برہمن سُن کہ مین بر سر راہ ایک پائون سے کھڑا ہون اور سب چھوٹے بڑے مسافرون پر سایہ کرتا ہون لیکن جو مسافر گرمی کا مارا ہوا میرے سایہ مین آکر دم لیتا ہی بیٹھ کر ہوا کھاتا ہی وہ چلتے وقت اپنے سر پر سایہ کرنے کو میری ڈالی توڑ کرلے جاتا ہی کوئی میری شاخ کی لاٹھی بناتا ہی کہ بھلائی کا عوض بُرائی ہی یا نہین شیر نے کہا کہو اب دیوتا کیا کہتے ہو اُسنے کہا کسی اور سے بھی پوچھ شیر نے چند قدم آگے جاکر راستے سے اس بات کو پوچھا اُسنے کہا شیر سچا ہی سنو مشرجی مسافر مجھے بھولکر ادھر اُدھر بھٹکتا پھرتا ہی جب مین اُسے ملتا ہون تب وہ بآرام تمام اپنی منزل مقصود کو پہونچتا ہی لیکن اسکے بدلے وہ میری چھاتی پر پیشاب کرتا ہی جا ضرور بھی پھرتا ہی برہمن بولا تیسرے سے اور بھی دریافت کر پھر جو تیری رضامندی ہووے بہتر ہی شیر آگے بڑھا سامنے سے ایک گیدڑ ٹیلے پر بیٹھا نظر آیا اُسنے ارادہ بھاگنے کا کیا شیر نے للکارا کہ ای گیدڑ تو کچھ اندیشہ نہ کر ہم ایک بات تیرے پاس پوچھنے آتے ہین تب وہ بولا کہ حضرت کو جو کچھ ارشاد کرنا ہی دور سے فرمائیے کہ خود بدولت کے رعب سے اس عاجز کا طائر ہوش و حواس اُڑا جاتا ہی شیر نے کہا کہ اس برہمن نے مجسے نیکی کی اور مین اس سے ارادہ بدی کا رکھتا ہون تو کہہ اس مقدمہ مین کیا کہتا ہی گیدڑ نے عرض کی یہ بات جو آپ ارشاد کرتے ہین اس خاکسار کے خیال مین نہین آتی آدمی کی کیا مجال جو قوی ہیکل جانورون کے شاہنشاہ سے کہ جسکے روبرو انسان پشہ سے بدتر ہی کچھ نیکی کر سکے مجکو اس بات کا ہرگز اعتماد نہین آتا جب تک کہ اپنی آنکھون سے نہ دیکھون شیر نے کہا آ ہم دکھا دین پھر شیر برہمن کو لیے آگے آگے اور گیدڑ آہستہ آہستہ پیچھے پیچھے روانہ ہوا ایک آن مین پنجرے کے پاس تینون

آکر پہونچے برہمن نے کہا ای گیدڑ شیر اسی پنجرہ مین بند تھا مین نے خلاص کیا کہ تیرا کیا فتوی ہی
گیدڑ بولا کہ اتنا بڑا شیر اس چھوٹے سے پنجرے مین کیونکر تھا اب میرے روبرو پھر اسمین جائے
اور جس طرح اسکے ہاتھ پاؤن بندھے تھے اُسی صورت سے باندھ کے پھر تو کھولے تو مین جانون شیر
اندر گیا اور برہمن اُسکے ہاتھ پاؤن باندھنے لگا گیدڑ نے کہا اگر آگے سے اسکے باندھنے مین کچھ بھی
فرق کریگا تو باللہ مین ہرگز اس بات کا جواب نہ دے سکونگا اُسنے گیدڑ کے کہنے سے شیر کو خوب
مضبوط باندھا اور پنجرہ کا دروازہ بند کرکے کہا ای گیدڑ دیکھ اس طرح یہ گرفتار تھا جو مین نے
کھولا گیدڑ بولا پتھر پڑین تیری عقل پر ای نادان ایسے دشمن قوی سے نیکی کرنی اپنے پاؤن مین
کُلھاڑی مارنی ہی تجھے کیا ضرور کہ دشمن کو قید سے چھڑائے جا اپنی راہ لے دشمن تیرا مغلوب ہوا
ای عزیز سچ ہی جو کوئی بیصبری اور فریاد اپنے نفس کی جو مثل شیر جسم کے پنجرہ مین بند ہی سُنے اور
اُسکے حال پر رحم کرکے صبر و توکل کی رسّی اُسکے ہاتھ پاؤن سے بیجا کھولدے تو ہر صورت آپکو
اُسکا لقمہ بنائے مگر خضر رہنما کی دستگیری سے بچے تو بچے ای بیسوا یہ ذکر اسواسطے مین نے کیا جو تو جانے
کہ طاقت جسمانی قوت روحانی پر زیادتی نہین رکھتی اب تجھے یہ لازم ہی کہ پورب پچھم کے شاہزادون
کو جو تو نے اپنے مکر و فریب سے قید کیا ہی چھوڑ دے حق تعالی تجکو بھی دوزخ کی قید سے نجات دیگا
لیکن اپنے بھائیون کے واسطے بہت تقید سے کہا کہ جب تک خدا مجھے پھر یہان لائے انکی
حفاظت قرار واقعی کیجیو یہ کہکر رخصت چاہی تب اُسنے باچشم خونبار یہ چند اشعار پڑھے **اشعار**

آتشِ سوزان مین تو ای شوخ بے پروا نجا	نقد جان بیکسان کو چھوڑ کر تنہا نجا
تشنہ لب ای ابر نیسان اس صدف کو چھوڑ کر	جانبِ ویرانہ ظالم اس قدر دوڑا نجا
چل رہی ہی چار سو باد حوادث تیز و تند	کلبۂ احزان سے تو ای شادی دلہا نجا
تو نہین واقف ہی حیلہ سے زمانے کے ابھی	یوسفِ دوران یہ زندان ہی تو پھر آ نجا
جسمین تو جاتا ہی وہ ہی بحر ناپید اکنار	مان میری بات کو ظالم یہین رہجا نجا
حشر مین پروانہ کو ظالم تو کیا دیگا جواب	چھوڑ کر اُنکو کہین ای شمع نور افزا نجا

ای عزیز تو نے معلوم کیا کہ یہ مین نے کیا کہا اس بات کا حاصل یہ ہی کہ دا؏ عرش منزل تیرا جو رونق بخش
تخت بادشاہی کا اور دیکھنے والا ماد ے اور مجرد کا تھا جب اُسکی آنکھ اس خلقت ناپاک پر پڑی

اسکی بصارت کو زنگ لگا اور دیدۂ روشن تاریک ہوگیا اب اٹھ اور سرمۂ بینائی ڈھونڈھ یعنی گل مراد
کی تلاش مین کوشش کر لیکن راہ مین دنیاے عیارہ کی بازی ہین کہ تختۂ فریب کا دھرا ہوا ہے مشغول ہونا
مبادا وہ فاحشہ پہلے تجکو فریفتہ کرکے بتادے اور بعد اسکے مکر کی بلی اور فریب کے چوہے کی مدد سے
اچھا یا برا اپنے حسب مرضی پھینکے اور اچانک تیرے توکل کا سرمایہ آخر ہو جائے تب تجکو دائم الحبس کر رکھے
اگر تو صبر کے نیولے کی اعانت سے اس مکار کی بازی طلسم کو درہم کرے تو وہ فاحشہ جو بادشاہون
اور گردن کشون کی ہمنشین ہے تیری فرمانبردار لونڈی ہوکر چاہے کہ تجکو اپنے حسن و جمال پر لبھائے
پھر اگر تو اسکے منہ پر الفت سے نگاہ نہ کرے تو یقین ہے کہ گل مراد کے دامن تک تیرا دسترس ہو۔

چوتھی داستان تاج الملوک کے پہونچنے کی بکاؤلی کی سرزمین مین دیو کی مدد سے

راوی شیرین زبان یہ داستان یون بیان کرتا ہے کہ تاج الملوک نے شاہ قلندر را نہ کیا اور چہرے پر
راکھ مل پھر خدا کا نام لے کر چل نکلا بعد کئی روز کے ایک ایسے وادی پرخار مین کہ جسکی انتہا نہ تھی
تاریکی سے ہرگز دن رات مین فرق معلوم نہ ہوتا تھا سپیدی اور سیاہی مین ذرا بھی امتیاز نکیا جاتا
تھا وہان جاکے وارد ہوا اور اپنے دل کو ڈھارس دے کہنے لگا کہ اے عزیز یہ پہلی ہی بحر مصیبت کی
لہر ہے تجکو تو ابھی سارا دریا کا دریا بھرنا ہے ہمت کی کمر چست باندھ اور سمندر کے مانند آپ کو
آتشکدہ مین ڈال دیکھ تو خدا کیا کرتا ہے بیت غواص گرے خوف جو گھڑیالون سے تو ایکبھی
موتی نہ لگے ہاتھ اسکے وہ یہ سوچکر آخرش اس صحرا مین جا نکلا جو قدم پڑتا تھا کانٹا گڑتا تھا ہر گام پر
آہ و نالہ کرتا تھا غرض اس وحشت پرخار مین جو چالاکون کے دل سے تاریک تر تھا درندون کا
مسکن پرخطر تھا اگر ایک دم وہان آفتاب آئے تو اپنا نور کھو جائے ہر طرف اژدہے بھوک کے پیاسے
منہ کھولے پڑے تھے گویا خالی گھرون کے دروازے چھالون کے سوا نہ کہین دانہ پھپھولون کے سوا
نہ کوئی آبشار مدت تک شاہزادہ داہنے بائین چارون طرف ڈھونڈتا پھرا جھاڑیون کی رگڑون
سے بدن چھل گیا ہر ایک عضو سے لہو ٹپکنے لگا یہان تک کہ پھول سے تلوے اسکے ببول کے کانٹون
سے چھد گئے کہتے ہین کہ شاہزادے نے ایسی مصیبت اور محنت اٹھاکر بارے اس جنگل کو
طے کیا اور لاکھون [illegible] شکر الہی کے بجا لاکر آگے [illegible] بیٹھا
نظر آیا اور وہ سمجھا یہ پہاڑ ہے [illegible] سر کو بلند کیا

ہمسر فلک ہوگیا اور مارے خوشی کے گرج کر بولا کہ تصدق جاؤن مین اپنے رزاق کے اور قربان
ہون اُس خالق کے کہ جسنے ایسا لقمۂ لطیف مجھ دیو کثیف کے واسطے گھر بیٹھے بھیجا یہ کہکر شہزادے
سے مخاطب ہوکر بولا کہ اس ایام جوانی مین تجھے کس نے عروس اجل کا مشتاق کیا اور حلاوت زندگانی
کو تجھپر شاق کیا جو تو شہر حیات کو چھوڑ کر بپائے خواہش سے ویرانۂ موت مین آیا شہزادہ اُسکی
ہیبت سے تھرآیا چہرے کا رنگ پتنگ سا اُڑ گیا مُنھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین کہا اے دیو تو میرا
حال کیا پوچھتا ہی کہ زندگانی اس دُنیاے فانی کی مجھپر وبال ہوئی ہی اگر مجھے اپنی جان عزیز
ہوتی تو مین ہرگز آپ کو موت کے پنجے مین نہ ڈالتا اور تجھسے خونخوار کے دام مین گرفتار نہوتا اب
مجکو زندگانی کی صحبت سے چھڑا اور بلا توقف میرا کام تمام کر کہ ایک ساعت کی زیست مجھپر سو برس
کی مشقت کے برابر ہی جیتا کہ خوشی سے تو ہو زیست خضر کی تھوڑی ہی نہین تو نیم نفس بھی بہت
ہی جینے کو دیو کو اُسکی دردانگیز باتون پر رحم آیا حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کھا کر
یہ بات زبان پر لایا کہ اے آدم زاد مین تجھے ہرگز رنجیدہ خاطر نہ کرونگا اور سر مو تصدیعہ
نہ دونگا بلکہ اپنی پناہ مین رکھکر جس مطلب کے واسطے نکلا ہی اُسمین کوشش اور مدد کرونگا
پس ہر روز دیو شاہزادہ پر شفقت زیادہ کرتا اور باہم دلاسا دیا کرتا تاج الملوک میٹھی میٹھی باتین
کرکے اُس سے شیر و شکر کے مانند ملگیا اور چاپلوسی اور تملق سے اُسکو محبت کے شیشہ مین اوتارا
القصہ ایک روز دیو نے مہربان ہوکر کہا تیری غذا کیا ہی مین لاؤن تاج الملوک نے عرض
کی آدمیون کی غذا شکر گھی مائدہ گوشت وغیرہ ہی چیزین ہین یہ سُنتے ہی دیو اُٹھ دوڑا اور ایسے
قافلہ پر پہونچا کہ جسکے لوگ شکر اور گھی اور میدا اونٹون پر لادے ہوے کہین لیے جاتے تھے وہ
لدے لدائے اونٹ اُٹھا کر شاہزادے کے آگے لے آیا کہا اپنی خورش لے اور اسمین سے کچھ کھا
تاج الملوک نے اونٹون پر سے اسباب اُتار لیا اور اُنھین جنگل مین چھوڑ دیا پھر ہر روز اپنے کھانے
کے موافق کچھ پکی روٹی پکاکر کھانے لگا اسی طرح چند روز گذرے ایک دن شاہزادے نے کئی من میدا
لے کر اُسمین گھی شکر ملا کر بڑی بڑی پتھر کی چٹانون پر ڈال کے ہاتھ پانون سے خوب روند کر گوندھا
پھر اودھر اودھر سے سوکھی لکڑیان جمع کرکے بھٹی روٹ سینک ساتک تیار کیے اور ایک اونٹ
کے کباب بھی خوب بنائے جب دیو نے دیکھا پوچھا کہ آج تو نے کیون اتنی تکلیف اُٹھائی اور کسواسطے

فضولی پر کمر باندھی تاج الملوک نے کہا یہ سب تمھارے لیے ہی تاکہ تم بھی ایک نوالہ اسمین سے
کھاکر آدمیون کے کھانے کی لذت دریافت کرو دیو نے ایکبارگی سب کا سب اُٹھاکر منھ مین
ڈال لیا ازبسکہ اس طرح کے کھانے کی اُسنے کبھی لذت نہ چکھی تھی مارے خوشی کے اُچھل اُچھل کر کھاتا
تھا اور بار بار شاباش کہکر تعریف کرتا تھا اور کہتا تھا ای آدمی زاد تو نے مجھے ایسی چیز کھلائی
کہ میرے باپ دادے نے بھی کبھی نہ کھائی ہوگی بلکہ آج تک کسی دیو نے ایسے کھانے کی لذت
نہ پائی ہوگی اس روٹی کے ٹکڑے کا احسان مین ابد تک مانونگا اور دل سے تیرا ممنون رہونگا
شاہزادے نے جو اُسکی رغبت دیکھی تو ہر روز نئی قسم کی روٹی اور کباب تیار کرکے کھلاتا دیو نہایت
محظوظ اور خوش ہوتا یہانتک کہ ایک روز خود بخود کہنے لگا ای آدم زاد تو ہر روز اس لقمۂ لذیذ
سے مجھے ایسا خرسند رکھتا ہی کہ اگر میرے بدن پر ہر روئین کی جگہ زبان پیدا ہو اور ہر زبان
سے شکر تیرے احسان کا ادا کرون تو بھی نہو سکے لیکن اب تک تیرا کوئی کام میرے ہاتھ سے
نہین نکلا اگر کچھ مطلب ہو تو بیان کر تاج الملوک نے عرض کی کہ مین نے سُنا ہی دیوؤن کا
مزاج اکثر جھوٹ کی طرف راغب ہوتا ہی اور اپنی بات پر قائم نہین رہتے اگر تم حضرت
سلیمانؑ کی قسم کھاؤ تو مین اپنا راز تم سے ظاہر کرون تب دیو بولا کہ مین اس بزرگ قسم
سے ڈرتا ہون خدا جانے کیا کہے اگر وہ مجھسے نہو سکے تو مرنا پڑے آخرش چار ناچار قسم
کھائی اور پوچھا کہو کیا مطلب ہی تاج الملوک نے کہا کہ ایک مدت سے مجکو مُلک بکاؤلی کی
سیر کا سودا ہوا ہی اُس سرزمین مین پہونچا دے یہی میری آرزو ہی یہ بات سنتے ہی اُسنے
ایک دم سرد سینہ سے کھینچا اور دوہتڑ اپنے سر پر مارکر بیہوش ہوگیا بعد ایک رات کے ہوش
مین جو آیا ہاے ہاے کرنے لگا اور ماتم زدون کی صورت بناکر بولا ای آدم زاد حق تعالی
نے تیری اجل کا سرشتہ میرے ہاتھ مین نہ دیا بلکہ میری حیات کی باگ تیرے ہاتھ مین دی
سُن بکاؤلی پریون کے بادشاہ کی بیٹی ہی اٹھارہ ہزار دیو بلکہ اس سے بھی زیادہ اُسکے
باپ کے غلام ہین وہ ہر طرف اُسکے ملک کی پاسبانی کرتے ہین تو ایک طرف وہان کے
خاص چوکیدار جو اُس ملک سے نزدیک ہین اُنھون نے بھی اُس شہر کی چار دیواری
کو نہ دیکھا ہوگا کسی ذیحیات کی کیا طاقت بلکہ صرصر بھی اُن دیوؤن کی اجازت کے

بغیر جو برس روز کی راہ تک نگہبان ہین ممکن نہین کہ پہونچ سکے اور پریان بیشمار دن رات
نگہبانی مین مشغول ہین کہ کوئی پرندہ اُس سرحد مین پر نہ مارے اور زمین کے نیچے چوہون کا
بادشاہ بے انتہا فوج سے اور سانپ بچھوؤن کا لشکر زمین پر محافظت کے واسطے مقرر ہی
تا کوئی سُرنگ لگا کر بھی نہ پہونچے بھلا پھر مین تجھے وہان کیونکر پہونچاؤن اور جو نہ پہونچا
تو یقین ہی کہ بسبب اِس قسم کے جان سے جاؤن اب تو ایک کام کر کہ آج پھر اسی طرح سے
کھانا پکا دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوا اور میری کوشش کے ہاتھون کیا بن پڑے
تاج الملوک نے وہی کیا جب کھانا دیو نے طیار دیکھا چنگھاڑا فوراً شمال کی طرف سے
ایک اور دیو پہاڑ سا پہونچا اور دونون دست بوسی کر کے بیٹھ گئے پھر تاج الملوک پر
دوسرے دیو کی نظر پڑی شاہزادے نے فی الحال جُھک کر سلام کیا اُسکے سلام کرنے
سے دیو نے حیران ہو کر صاحبخانہ سے پوچھا کہ اے بھائی یہ مقام تعجب کا ہی اب تک کسی
نے نہ دیکھا نہ سُنا ہوگا کہ دیو اور آدمی سے موافقت ہو اور دونون ایک جگہ ہمنشین
رہین اسکے بیان رہنے کا کیا باعث ہی دیو نے کہا اے بھائی اِس آدمزاد نے مجکو نہایت
ممنون کیا ہی مجھے کسی طرح اِس سے بدی کرنی منظور نہین اور تجکو اسی واسطے بُلایا ہی کہ تو بھی
اسکے ہنر سے واقف ہو یہ کہکر صاحبخانہ نے سامان مہمانی کا مہمان کے آگے رکھا وہ دیو اُس
لقمۂ شیرین کو مُنھ مین ڈالتے ہی نہایت متلذذ ہو کر خوشی کے مارے ناچنے لگا آخر کھا پی کر
مہمان نے کہا کہو بھائی تم سے بھی آج تک اس آدمی کا کچھ کام ہوا یا نہین گھر کے مالک
نے جواب دیا کہ یہ شخص ایسے کام کے واسطے تکلیف دیتا ہی کہ میرے حد امکان سے باہر اور
سعی اور تردد کے احاطے سے خارج ہی اگر تو مہربانی کرے تو شاید یہ کامیاب ہو پھر اُسنے
پوچھا کہ یار ایسی کون سی بات ہی جو تم اُسمین عاجز ہو میزبان نے کہا کہ اسکو سیر ملک بکاؤلی
کی خواہش ہی مہمان بولا ع جو جان بوجھ کے پوچھے تو پھر خطا ہی سوال ❊ صاحبخانہ نے
کہا کہ مین نے حضرت سلیمانؑ کی قسم کھائی ہی مگر تو توجہ کر کے اسکو شاہزادے سے ملائے تو
فی الحقیقت میری جان بخشی ہی الغرض اُس دیو کی بہن حمالہ نام اٹھارہ ہزار دیو جو
بکاؤلی کے ملک خاص کے چوکیدار تھے وہ اُنکی سردار تھی اُسکو ایک خط اس مضمون کا

لکھا کہ ای خواہر عزیز مجھکو اندنون مین ایک سفر ایسا درپیش ہوا ہو کہ بغیر اُسکے کسی صورت سے
مجھے رہائی نہین اور ایک مدت سے مین نے ایک آدمزاد کو جاے فرزند پرورش کیا ہو
اب میرے جانے کے بعد گھر خالی رہیگا بہرصورت جاے خوف وخطر ہو اس واسطے
اس نور دیدہ کو تمھاری خدمت مین روانہ کیا چاہیے کہ اُسکے حال پر شفقت کی نظر رکھو
کسی طرح سے یہ تصدیع نہ اُٹھاے والسلام اور قاصد کے ہاتھ مین دیا پھر تاج الملوک
کی طرف مُنھ پھیر کر اشارہ کیا کہ اُسکے ساتھ جا مین نے تو کمند سعی اور تردد اپنے بازو کے
زور سے میدان مطلب مین پھینکی اگر تیرا چوگان بخت مدد کرے تو شاید اپنے مطلب کو پہونچے
یہ کہکر قاصد کے بائین ہاتھ پر بٹھا دیا اُسنے داہنے ہاتھ کا سایہ کیا اور راستہ پکڑا بخیریت تمام
منزل مقصود مین جا پہونچا اور دورست حمالہ کو سلام کرکے شاہزادے کو نامے سمیت حوالے
کیا وہ دیکھکر نہایت خوشی سے مانند غنچے کے کھل گئی بہت سمائی تھی نہ اپنے پیرہن مین ×
خوشی سے روح پھولے لگتی بدن مین [illegible] الغرض قاصد کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگی اگر
بھائی مجھکو سرخ گندھک کی کان بخشتا یا انگوٹھی حضرت سلیمان کی تو مین اتنا خوش نہ ہوتی
جیساکہ اسکے آنے سے ہوئی اُسکے بعد خط کا لفافہ کھولکر اُسکا احوال دریافت کرکے
جواب لکھا ای برادر مجھکو ایک دن بستی کی سیر کا اتفاق ہوا تھا وہان ایک بادشاہ
کی بیٹی نہایت خوبصورت لاثانی میرے ہاتھ لگی تھی بیٹی کی طرح مین نے پرورش کیا
محمودہ نام رکھا اب وہ چودہ برس کی ہے چودھوین رات کے چاند سی ہوئی کارساز نے
اُسکا جوڑا اب تقدیر سے بھیجا اگر پسند ہے [illegible] دونون مین بڑی زیادہ شوق ملاقات
والسلام اور خط دیکے نامہ بر کو رخصت کیا پھر [illegible] کو تاج الملوک کے ساتھ بیاہ دیا
ای عزیز روشنی چشم ظاہر بین کی ساعت [illegible] دن مین ہی اور تجلی باری تعالی کی کہ نور دیدہ
اولیا ہی ستر ہزار برس سے مین [illegible] یہ ارادہ ہو کہ وہ [illegible] میدان سے اُٹھین
تو پہلے اس بڑے گھمنڈ [illegible] آسمان [illegible] مین کر کہ وہ
لعین اپنی کجروی [illegible] لیکن یہ بات یاد رکھ اگر

[illegible]

پانچوین داستان تاج الملوک کے پہونچنے کی بکاؤلی کے باغ مین اور لینا گل کا اور عاشق ہونا بکاؤلی پر
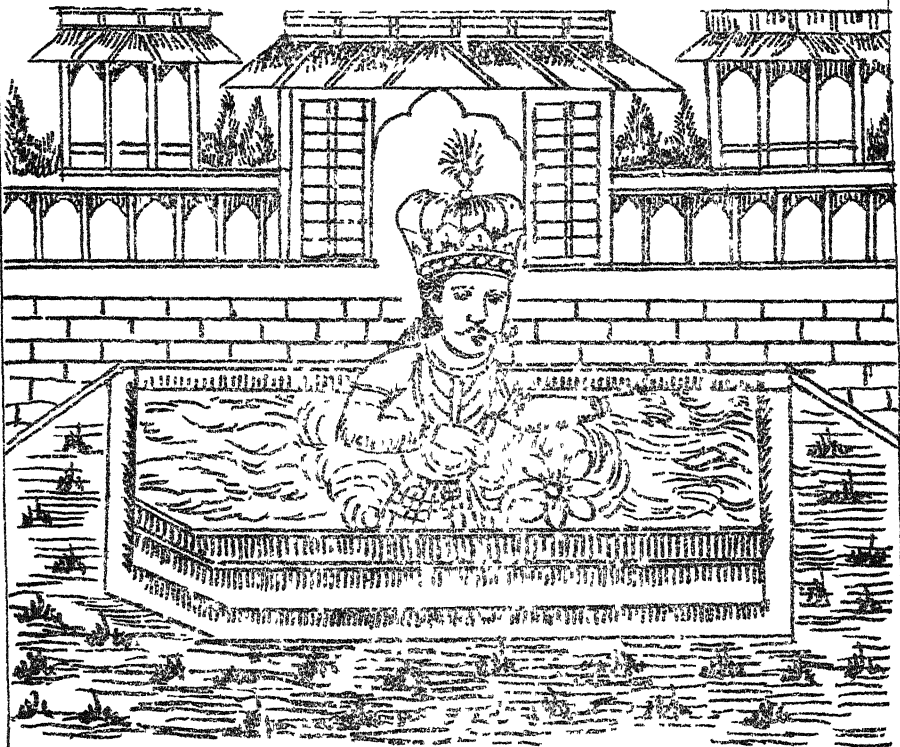
القصہ تاج الملوک چند مدت محمودہ کی صحبت مین رہا لیکن اُس غنچہ دہن کا دل اُسکی باتون سے نہ کھلا اُس گل کے پاس شگفتہ ہو کر نہ بیٹھا ایک رات محمودہ نے شاہزادے سے کہا اے مایہ نشاط شاید آدمیون کی یہی وضع ہے جو رات کو اپنی محبوبہ کے گلے لگ کر نہ سوئین الگ پڑے رہین بوس و کنار نکرین اور صبح کو جیسے کے تیسے اُٹھ کھڑے ہون تاج الملوک بولا کہ عیش و عشرت انسان مین اس سے بھی کچھ زیادہ ہے مگر دل شکستے کو کچھ نہین چاہتا بلکہ جان شیرین بھی تلخ ہے کیونکہ ایک بڑی مہم درپیش ہے وہ مین نے ٹھہرا لیا ہے کہ جب تک وہ سر نہو دنیا کی تمام لذتون کو حرام سمجھون کسی سے [illegible] محمودہ [illegible] وہ کیا ہے بیان کر کہا [illegible] ملک بکاؤلی کے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہون [illegible] انشاء اللہ [illegible] رشتۂ امید

کی گرہ ناخن تدبیر سے کھولونگی اور وہ ملک تجھے دکھاؤنگی خیر وہ رات جون تون گذری جب مہتاب چھپا اور آفتاب نکلا حمالہ دونون کو خوابگاہ سے باہر لائی اور اپنے داہنے بائین زانون پر بٹھا کر شفقت اور الطاف مادرانہ کرنے لگی محمودہ بھی سروقد اٹھکر آداب بجا لائی اور عرض کی اماجان مین کچھ گزارش کیا چاہتی ہون اگر قبول ہو تو کرون حمالہ نے سر و آنکھین چوم کر کہا کہ بے تکلف کہو محمودہ بولی کہ یہ ملک بکاؤلی کے دیکھنے کا ارادہ رکھتے ہین جس طرح تم سے ہو سکے انکو وہان پہونچاؤ حمالہ نے چند در چند حیلے اور عذر کیے آخرش دیکھا لڑکی کسی طرح اسکا خیال نہین چھوڑتی ناچار قبول کیا اور چوہون کے بادشاہ کو بلا کر فرمایا کہ اسی وقت یہان سے بکاؤلی کے باغ تک سُرنگ کھود کر اس شہزادے کو کہ میری حیات کا سرمایہ ہی اپنی گردن پر سوار کر کے اُس باغ مین پہونچا مگر خبردار سر مو اسے آسیب نہ پہونچے ہرگز اپنی گردن سے نیچے نہ اوترنے دیجیو اُسنے بموجب حکم کے ویسا ہی کیا باغ مین پہونچکر شاہزادے نے آہستہ آہستہ چاہا کہ اُتر کر شمین جائے چوہے نے نہ چھوڑا اور ارادہ پھرنے کا کیا تاج الملوک بولا اگر تو مجھے اس باغ کی سیر کو جانے دے تو بہتر نہین تو مین آپ کو ابھی ہلاک کرتا ہون چوہا ڈرا کہ اگر یہ اپنی جان پر کھیل جائے گا تو مین بھی حمالہ کے ہاتھ سے نہ بچونگا ناچار جانے دیا تاج الملوک جا کر دیکھتا کیا ہی کہ سونے کی زمین پر زر خالص کی چار دیواری ہین لعل بدخشانی اور عقیق یمنی نیچے سے اوپر تک جڑے ہین زمرد کے چمنون کے آس پاس فیروزے کی نہرین گلاب سے معمور جنکو دیکھ کر خدائی نظر آئے جاری ہین سبحان اللہ کیا سہانا باغ ہی کہ دیکھنے والون کے مُنھ پر جسکے چمن کی سیر سے شفق پھولی ہوئی نظر آئے اور پھولون کے رنگ کی سُرخی سے گل سرخ آفتاب کا شرمندگی کے مارے پسینے مین ڈوب جائے وہان کے انگور کا خوشہ زمردین عقدہ پر دین کا رشک بڑھاتا ہی اور سنبل کا عالم ہر ایک زہرہ جبین کے گھونگر والے بالون کو پیچ و تاب مین لاتا ہی اگر اُسکے گلزار کی شبنم کا ایک قطرہ سمندر مین پہونچے تو مچھلیون مین گلاب کی بو آنے لگے جو وہان کے پرندون کی صدا آسمان کے کان مین پڑے تو پھرنے سے باز رہے اور اگر زہرہ سنے تو فی الفور وجد مین آکر ناچتی ہوئی ماہتاب کی طرف سمت زمین پر گر پڑے معشوقون کی قدون سے وہان کے عناب رنگین تر اور سرگردانی مین قامت خوبان سے کہین بہتر اُسکے ایوان کی شمع کا اگر داغ زرین فلک دار ہو تو بجا ہی اور مہتاب اُسکی صفائی پر دیوانہ ہو تو روا ہی طرفہ تر یہ کہ لعل کے درختون مین

موتیون کے گچھے ایسے درخشان ہین جیسے خورشید کے شجر مین ستارون کے خوشے آویزان گلاب کے
جڑاؤ حوضون پر زمرد کی ڈالیان ہواسے جھک جھک گرین اور بطین گو ہر شبچراغ کی اُن مین تیرتی
پھرین شہزادہ یہ رنگ ڈھنگ دیکھتا بھالتا قدم بڑھائے چلا جاتا تھا کہ ایک دالان صرف
یاقوت کا اور اُسکے سامنے زبرجد کا اور بیچ مین اُنکے ایک حوض مرصع پاکیزہ گلاب سے بھرا ہوا
اُسکے اطراف کے ناندون مین جواہر خوش آب کے گٹے دیے ہوے اور اُس مین ایک پھول
نہایت لطیف و نازک خوشبودار کھلا ہوا نظر آیا تاج الملوک نے اپنے ذہن کی رسائی سے دریافت
کیا کہ ہو نہو گل بکاؤلی یہی ہے فوراً کپڑے اُتار کر حوض مین کودا اور گل مقصود کو لے کر کنارے پر
آیا پوشاک پہنی اور اُسکو کمر مین باندھ لیا پھر محل کی سیر کو متوجہ ہوا آگے بڑھتے ہی ایک قصر عقیق یمانی
کا نظر آیا دروازے اُسکے ہم پہلوے آسمان نئے طور کے تھے اُسکے ہر مکان کی چمک کے آگے دھوپ
پھیکی اور چاندنی دھندلی یہ پروانے کے مانند شوق کے بال و پر کھولے ہوئے اُسکے اندر بیدھڑک
چلا آیا ہر ایک دالان نہایت خوش اسلوب عقیق اُسکا بہت خوب اُسکی ساخت کے نئے آئین
اور خوش قطع ہر ایک شہ نشین نظر پڑے پردے اُسکے کارچوبی جا بجا سلمے کی بیل ستارون کے
بوٹے پر سب کے سب چھوٹے ہوے تھے شہزادہ اُسمین بھی در آیا مگر ہکا بکا سا کھڑا رہگیا ایک جڑاؤ
پلنگ پر ایک پری نازنین دبلی پتلی مست خواب بیحجاب نظر آئی بال بکھرے ہوے کاجل پھیلا ہوا
انگیا مسکی ہوئی کُرتی سرکی ہوئی پائجامہ چڑھا ہو الجھا ازار بند کا لٹکا ہوا ناز سے ہاتھ ماتھے پر
رکھے ہوے جوانی کی نیند مین بیخبر سوتی ہے اُسکے رخسار آتشناک سے زمین و آسمان نورانی آئینہ
مہر و ماہ کو ہمیشہ حیرانی اور اُسکی چشم سیہ مست سے نرگس کو مدام پشیمانی لب نازک کے رشک سے لالہ خون مین
غلطان اور ابرو کی چاہ سے ہلال زار و ناتوان معلم بہار اُسکے غنچہ دہن سے کوئی حرف نہ سُنے تو اطفال شگوفہ کو
پھولنے کا سبق نہ دے سکے اگر زنگی شب اُسکی زلف مشکین کے سایہ مین نہ آئے تو آفتاب کی تیغ شعاع سے مارا جائے شعر

سرو قد گلعذار عنبر مو
سلک دندان سے گر خبر پاتا
شکرین لب عزیز دل مہرو
تو ثریا کو پردہ ہی بھاتا
کہین چ و سپے گروہ باہر آئے
وصف کرتا ہو کیا تو اس گل کا
چاند سورج کی جوت مکسر جاہے
اُسکی بلبل کو اس چمن مین لا

تاج الملوک دیکھتے ہی بیخود ہوکر گر پڑا ایک ساعت کے بعد جو آپ مین آیا آپ کو سنبھالکر جون تون
اُسکے سرہانے تک پہونچا اور ایک دم سرد دل پُر درد سے بھر کر یہ اشعار پڑھے اشعار

جب اُٹھا کر نقاب ہو تو عیان — کھینچے شرمندگی مہ تابان
مست ہر دم شراب حسن سے ہو — کسکی پرواہو اے مہ تابان
تیرے گیسوے مشکفام مین یار — لیلۃ القدر رہتی ہو پنہان
ہمپہ کیا کیا گذر گیا لیکن — نہوئی کچھ خبر تجھے جانان

القصہ شاہزادے نے اپنے دل مین تجویز کیا کہ یہان اپنے آنے کی نشانی کچھ چھوڑ جانا چاہیے اُس پری کی انگوٹھی باہستگی و بنرمی اُتار لی اور اپنی پہنا دی پھر آنکھین پھیر کر یہ شعر پڑھتا ہوا وہان سے چلا اشعار

لالہ سان اس باغ سے ہم داغ ہجران لے چلے — خاک سر پر داغ دل پر سینہ بریان لے چلے
باغ دُنیا مین نہوگا کوئی ہمسا بے نصیب — آئے ایسے باغ مین اور خالی دامان لے چلے

آخر حالت خواب مین اُس سے وداع ہوا اور سرنگ کی راہ سے چوہے پر سوار ہو کر اپنے مکان مین آ پہونچا حمالہ کہ انتظار مین رونی صورت بنائے خون جگر آنکھون مین بھرے بیٹھی تھی اسکے پہونچنے سے اُسکا غنچۂ خاطر کھل گیا دن ہنسی خوشی سے کٹا اتنے مین عروس روز نے شفق کے گھونگھٹ مین اپنا مُنھ چھپایا اور محبوبۂ شام نے طرۂ مشکفام دکھایا تاج الملوک اپنی اُمنگ سے رنگ محل مین گیا اور اُس رات محمودہ سے ہمکلام و ہمکنار رہا بلکہ اسی طرح چند روز عیش و عشرت مین کاٹے

چھٹی داستان تاج الملوک اور محمودہ کے رخصت ہونے مین حمالہ سے اور دلبر کے پاس پہونچنا

کہتے ہین ایک رات تاج الملوک محمودہ سے خلوت مین اِدھر اُدھر کی باتین کرتے کرتے کہنے لگا اے مایۂ عیش و شادمانی اگرچہ اس جگہ سب طرح کی خوشی ہے اور کسی صورت کا رنج نہین ہر وقت جو اسباب نشاط چاہیے وہ موجود ہے لیکن کب تک ہم وطن و ہم جنسون سے دور رہیے اور کہان تک دوستون کی جدائی کا غم سہیے کچھ ایسی تدبیر کیا چاہیے کہ اس مجلس ناجنس سے رہائی پائیے اور دشمنون کے پنجے سے چھوٹ جائیے شعر ہو عزیزون ہی کی صحبت سے تو جینے کی بہار ✣ ورنہ کیا فائدہ ہے خضر سا تنہا رہنا ✣ محمودہ نے کہا کہ خاطر جمع رکھو کل رخصت لونگی جب عطار گردون نے مشک تاتار شب سے شیشۂ ماہ بھر کر طاق مغرب مین چھرا اور خوان زرین آفتاب کا دکان مشرق پر رکھہ کافور صبح سے بھرا حمالہ نے دو بھاری بھاری خلعت اور کئی خوان میوے کے تیار کرکے دونون کو خوابگاہ سے باہر نکالا پھر خلعت پہنا کر اور میوہ کھلا کر داہنے بائین زانو پر بٹھا لیا اور سر مُنھ چومنے لگی اس اشفاق پر بھی دونون کا غنچۂ خاطر نہ کھلا تب بولی اے دختر باتمیز و اے داماد عزیز جو تمنا تمھارے دل مین ہو سو کہو آسمان کے تارے بھی مانگو گے تو اُتار لاؤنگی محمودہ نے اُٹھکر عرض کی کہ تمھاری توجہات اور عنایات سے کوئی آرزو ہمارے

دل مین باقی نہین اگرچہ تمھاری آتش جدائی بھی چمن عشرت کو جلائے گی اور تمھاری مجلس سے جانا گویا
جان کی رخصت ہی لیکن ہر ساعت ہمجنسون کا شعلۂ فراق میرے سینے مین بھڑکتا ہی اُسنے دل و جگر کو
جلاکر خاک سیاہ کر دیا ہی اگر حکم ہو تو چند روز کے واسطے ہمجنسون کی صحبت مین جاؤن اور اُنکے آب
وصال سے اس آگ کو بجھاؤن مصرعہ کہین رہون مین پرستا رہون مگر تیری ٭ حمالہ نے اس بات کے
سُنتے ہی ٹھنڈی سانس بھری اور کہا کہ مین نے اسواسطے تجھے پرورش کیا تھا کہ اپنی آنکھون کو صبح و شام
ملکہ مدام تیرے سرمۂ دیدار سے روشن رکھون پر تو کیا کرے حق بجانب تیرے ہی مین خوب جانتی ہون
کہ یہ فتنہ سویا ہوا شاہزادے نے جگایا اگر آگے سے مین ایسا جانتی تو ہرگز تیرا بیاہ اسکے ساتھ نکرتی
مصرعہ یہ ہی گناہ مرا کچھ نہین خطا تیری ٭ قصہ مختصر حمالہ نے دیکھا کہ ہرگز انکا دل یہان نہین لگتا
ایک دیو بلاکر کہا کہ جہان کہین شہزادے کی مرضی ہو باحتیاط تمام وہان پہونچا وے اور اُنکی رسید مجھے
لادے تو تیری جان کی خلاص ہو گی اسکے بعد حمالہ نے دو بال اپنے سر سے اوکھیڑکے ایک تاج الملوک
کو دوسرا محمودہ کو دیا اور کہا کہ جسوقت تجھکو کوئی مہم درپیش ہو تو یہ بال آگ پر رکھنا اور مجھکو
اٹھارہ ہزار دیو سمیت بات کی بات مین وہین پہونچا جانا پھر تاج الملوک کے ہاتھ مین محمودہ کا
ہاتھ دے کر یہ شعر پڑھا شعر سپردم بتو مایۂ خویش را ٭ تو دانی حساب کم و بیش را ٭ کہنے والے نے
یون کہا ہی کہ اُسی وقت وہ دیو پہاڑ کے مانند بجلی سا تیز رو دوڑا آیا پوچھنے لگا جہان فرماؤ پہونچا دون
شہزادہ بولا شہر فردوس مین دلبر لکھا بیوا کے باغ مین یہ سُنتے ہی اُن دونون کو اپنے کاندھے پر
بٹھاکر ایک پل مین وہان جاکر اُتارا اور رسید مانگی تاج الملوک نے کہا ذرا تامل کر مین لکھے دیتا ہون
جو آواز شہزادے کی بیوا کے کان مین پڑی سُنتے ہی دوڑی آئی اور اُسکے قدمون پر گر پڑی پھر
سجدۂ شکر الٰہی بجالاکر بولی شعر ہر مو کی جگہ تن پہ اگر میرے زبان ہو ٭ تو بھی نہ تری بندہ نوازی
کا بیان ہو ٭ شاہزادے نے اپنے پہونچنے کا حال لکھکر دیو کو دیا اور رخصت کیا اسکے بعد
بیابان کی صعوبت دیو ستم کی شفقت حمالہ کی مروت محمودہ کے نکاح کی کیفیت گل بکاؤلی کے
ہاتھ آنے کی حقیقت مفصل اُس سے بیان کی پھر وہ اُٹھکر محمودہ سے ملی اور بہت سی اُسکی دلداری
اور مہمانداری کی شاہزادے نے وہان چند روز توقف کیا پھر اپنے ملک کے جانے پر مستعد ہوا
اسواسطے کہ گل پہونچنے سے اُس بلبل منتظر کی آنکھین روشن ہون فرمایا کہ اسباب سفر کا تیار کرین نہوت

بار کرین اہلکار وہی عمل مین لائے اتنے مین بندی خانے کے داروغہ نے آکر عرض کی کہ پورب کے شاہزادون
کے حق مین کیا حکم ہوتا ہی تاج الملوک صاحب خانہ کی طرف متوجہ ہوکر بولا کہ ہرچند مین بھائیون کی
سفارش کرون لیکن قبول نہ کیجیو جب تک وہ تیری مُہر کا داغ اپنے چوتڑون پر نہ کھائین جو مین
زندان بان اُن کو لایا تاج الملوک نے بہت سی شفاعت کی کہ اکثر شاہزادے پورب پچھم کے تو نے
چھوڑ دیے اِن بیچارون کو بھی اِس گرفتاری سے نجات دے کہ خلق مین تیری نیکنامی اور خالق کے
آگے سرخروئی ہو وہ بولی آپ ایسی عقل نہ دیجیے مین ہرگز نہ چھوڑون گی مگر ایک صورت سے کہ اپنے
چوتڑون پر میری مُہر کا داغ کھائین شاہزادون نے اسکے سوا اور کچھ اپنی رہائی کی صورت نہ دیکھی
ناچار قبول کیا چوتڑ دغوا کے وہان سے چھوٹے اور جان سلامت لے گئے تاج الملوک نے چلتے وقت
ایک ایک خلعت اور لاکھ روپے خرچ کے واسطے دلوا دیے اُنھون نے اور کسی شہر مین کچھ جمعیت بہم پہونچائی
پھر وطن کی راہ لی تاج الملوک نے بھی دلبر اور محمودہ کو مع اسباب اپنے ملک کی طرف تری کی راہ سے
رخصت فرمایا اور ارشاد کیا کہ فلانے شہر مین پہونچکر مقام کرنا مین بھی عنقریب خشکی کی راہ سے پہونچتا ہون

ساتوین داستان راہ مین تاج الملوک کے ملنے کی بھائیون سے اور چھین لینا گل بکاؤلی کا

کہتے ہین کہ تاج الملوک فقیرون کے بھیس مین پیچھے پیچھے بھائیون کے چلا آتا تھا کہ انکا ارادہ کماحقہ
دریافت کرے الغرض وہ جہان اُترے ہوے تھے آن پہونچا اور ایک کونے مین بیٹھکر انکی لن ترانیان
اور جولانیان جھوٹی جھوٹی سُننے لگا آخر نرہ سکا سامنے آکر وہ بد وکہنے لگا یہ بیہودہ آپس مین کیا کہ رہے ہو
اپنا مُنھ دیکھو گل بکاؤلی میرے پاس ہی اور اُسی وقت اُسکو کمر سے کھول کر اُن دغابازون کے
سامنے رکھ دیا شاہزادے طیش کھاکر بولے بھلا اسکو آزمائین اگر تیری بات سچی نہو تو جو ہم چاہین
تجکو سزا دین تاج الملوک نے کہا کہ سانچ کو آنچ کیا بہت بہتر پھر اندھے کو بُلاکر پھول اُسکی آنکھون
مین ملا فوراً وہ نابینا بینا ہوگیا وہ اس تماشہ کو دیکھکر حیران رہگئے آخر نادم ہوکر پھول زبردستی
چھین لیا اور مارے طمانچون کے اُسکا مُنھ لال کیا پھر گردن مین ہاتھ دیکر وہان سے نکال دیا اور
خرم وشادان وطن کی راہ لی چند روز کے بعد اپنے ملک کی سرحد مین پہونچے اور ایک پیک کو آگے بھیجا
کہ ہمارے آنے کی خبر جلد پہونچا وہ اُنکا حکم فی الفور بجا لایا جب زین الملوک نے یہ خبر فرحت اثر سُنی
باغ باغ ہوکر یہ قطعہ پڑھا **قطعہ** بتا و لا مجھے آیا یہ قاصدِ جانان ✤ کہ درد کھوتے کو پہونچا ہی صاحب درمان
ہر ایک غنچۂ خاطر کھلا ہی کنعان مین ✤ نسیم لائی مگر بوے یوسفِ کنعان ✤ حاصل کلام بادشاہ خود کئی
منزل استقبال کے واسطے تشریف لے گئے جب دو چار ہوے شہزادون نے قدمبوسی کی اور بادشاہ نے اُنکا
ماتھا چوما ایک ایک کو چھاتی سے لگایا الطاف فرمایا پھر شاہزادون نے گل بکاؤلی نذر کیا حضرت نے جوہین
آنکھون پر ملا وہ ہین تار اسی روشن ہوگئین تب کہا الحمد للہ دیدۂ ظاہری کو اِس پھول نے نورانی کیا اور
دیدۂ باطن بیٹون کے دیدار سے منور ہوا اسکے بعد بادشاہ نے جشن شاہانہ شروع کیا اور شہر مین منادی
پھروادی کہ ہر ایک فقیر امیر عیش وعشرت کا دروازہ برس دن تک کُھلا رکھے اور غم والم کا بند

آٹھوین داستان بکاؤلی کے جاگنے کی اور گلاب کے حوض مین گل کو نہ دیکھنے کی اور اُسکے چور کی تلاش مین نکلنے کی

خمخانۂ سخن کا ساقی اس پُرانی شراب کو نئے پیالے مین یون بھرتا ہی کہ جب بکاؤلی نے جادو بھری
آنکھ کھولی اور خواب راحت سے چونکی انگیا کُرتی درست کرکے بیشتر از ناز سے ہیتی کنگھی سے بالون کو
سنوارا اور دوپٹا اوڑھا پھر آہستے آہستے جھومتی اٹکھیلیون سے حوض کی طرف چلی ہر ہر قدم پر وہ گل اندام

اپنے نقش قدم سے زمین کو پائین باغ بناتی تھی اور گرد راہ سے چشم بلبل مین سرمہ لگاتی تھی جب حوض
کے کنارے پر پہونچی دست نگارین سے گلاب اپنے رخسار پر ڈالنے لگی اور چہرے کا غبار کہ عنبر کے مانند
تھا دھو دھو کر گلاب مین ملانے اور حوض کو جادو نظر چشم مست ناز سے دیکھنے بھالنے لگی ناگاہ
گل بکاؤلی کی جگہ پر نظر جا پڑی ہرچند بغور و تامل نگاہ کی کچھ اُسکا نشان نظر نہ آیا تب سونے کی طرح
اُس سیم تن کے مُنھ پر زردی چھائی اور غنچہ کے مانند سموم غم سے کمھلائی اتنے مین انگوٹھی پر آنکھ
جا پڑی حیرانی زیادہ بڑھی گھبرا کر دونون ہاتھون سے آنکھین ملنے لگی اور دل مین یون کہنے لگی یا الٰہی
یہ خواب دیکھتی ہون یا عالم طلسم پھر بولی اگر خواب ہوتا تو علامتین ظاہر نہوتین پس اس صورت سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام انسان کا ہے نہین تو دوسرے کی کیا طاقت کہ اٹھارہ ہزار دیو کے ہاتھ
سے بچکر یہان سلامت پہونچے اور گل مقصود کو بے کھٹکے لیجائے پھر جسوقت اپنی برہنگی کی حالت
اُسکو یاد آتی دریاے شرم مین ڈوب جاتی اور یہ اشعار اپنے حسب حال پڑھتی اشعار

اے چور تو اپنا نام تبلا
ہے چور کو مال سے سروکار
ہر جنس یہان اِدھر اُدھر تھی
دیکھا نہین گو نگاہ بھر کر

چوری کا سبب تمام تبلا
تکتا ہے وہ سیم و زر کو اکبار
پر اور کہین نظر تری تھی
پر آنکھ پڑی ضرور لب پر
جو نقد تھا اُسکو لے گیا ہے

دُنیا مین نہین ہے کوئی تجسا
مین دیکھون جو تیرے دست گلگون
سینے مین سرنگ تو لگا کر
گو سیر ہوا نہ تو یہ مانا
صندوق فقط یہان پڑا ہے

انسان سے ہو نہ کام تیرا
آنکھونسے لگاؤن بلکہ چومون
دل مفت مین لے گیا چرا کر
اِس شہد کا پر مزا تو جانا

الغرض افسوس کرتی ہوئی حوض کے کنارے سے اُٹھکر یاقوت کے مکان مین جا بیٹھی اور پریون کو بلا کر اس
بیخبری کی سزا ہر ایک کو دینے لگی مگر یہ نہ سمجھی کہ جسوقت تیر تقدیر چھوٹے سپر تدبیر سے کوئی نہ روک سکے
مصرعہ تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی ؛ پھر پریون سے جھنجھلا کر کہنے لگی اگر تم اپنی زندگی چاہتی ہو
تو میرے چور کو بجنسہ لا کر حاضر کر دو یہ سنکر سات سو پریان چارطرف تلاش کے واسطے ہل ہانکتی
کو دون پھانکتی دوڑین لیکن کہین اُس بے نشان کا نشان کسی نے نپایا سچ ہے کہ بے نشان کا وہ نشان
پائے جو آپ کو بے نشان بنائے بیت جو پیچھے گمشدہ کے کوئی جائے ؛ کرے گم آپ کو جب اُسکو
پائے ؛ بکاؤلی کہ دل اُسکا تیر عشق سے چھد گیا تھا درد کی شدت سے بلبلاتی تھی کمان کی طرح
چلاتی تھی آخر بیتابی کے مارے گوشہ چھوڑ کر رشتہ شرم و حیا کو توڑ کر چور کی تلاش مین

[illegible] ہمت باندھکر پھر نکلی جہان جاتی اُسے کوئی نہ دیکھتا اور وہ ہر ایک کو دیکھکر بڑھتی اور جانچتی
[illegible] پھرتے پھرتے پورب دیس مین جا نکلی کہتے ہین جب زین الملوک کے شہر مین وارد
ہوئی جس کوچہ و بازار مین دیکھتی وہان اسباب عیش کا مہیا پاتی ہر ایک دروازے پر خوشی کی
نوبت بجتے دیکھتی یہ رنگ ڈھنگ دیکھ حیران ہوکر آخر آپ کو پندرہ سولہ برس کا ایک جوان
شکیل و دیدارو بناکر کسی سے پوچھا کہ اِس شہر مین چھوٹے بڑے کی خوشی کا سبب اور خاص و عام
کی شادی کا باعث کہ برخلاف آئین حکمت ہی کیا ہی اُسنے کہا کہ یہان کا بادشاہ قضاے الٰہی
سے اندھا ہو گیا تھا اُسکے بیٹے مدت مدید کے بعد بہت سی مصیبت اور رنج اُٹھاکر گل بکاؤلی لاے
کہ بادشاہ کی آنکھین روشن ہوئین جب ارشاد کیا کہ برس دن تک اسی طرح سب اعلیٰ ادنیٰ اپنے
دروازون پر نوبت دھرین اور عیش کرین بکاؤلی نے یہ مژدۂ جان بخش سُنکر کہا الحمد للہ پاے طلب نے
منزل مقصود پائی محنت ٹھکانے لگی یہ ملک اسی فتنہ انگیز کا ہی اغلب کہ وہ بھی ہاتھ آئے اور
خلش مٹ جائے پھر دریا کے کنارے جاکر کپڑے اُتارے پانی مین اُتری نہا دھوکے راہ کی
ماندگی اور کلفت کھوکر اور ایک جوان حسین بنکر پوشاک مردانی پہنکر بادشاہی محلون کی
طرف متوجہ ہوئی بازار مین ناز سے آہستہ آہستہ چلتی تھی جس طرف چشم سرمہ سا اُٹھاتی اُسے
نقش پا کی طرح مٹاتی اور جسدم تیغ ابرو یا خنجر مژگان دکھاتی اہل نظر کو بسمل کی طرح لٹاتی
اور جسوقت زلف پرپیچ کو تاب دیتی تماشائیون کے دل کو پیچ و تاب مین لاتی غرضکہ جو اُسکے
سامنے آتا اُسکو سکتا ہو جاتا آخر تمام شہر مین اُس کے حُسن و جمال کا غل پڑ گیا رفتہ رفتہ بادشاہ
کے بھی گوش گذار ہوا چنانچہ حضور سے ارشاد ہوا کہ اُس جوان رعنا کو ہمارے پاس لاؤ قصہ کوتاہ
حضور اعلیٰ مین اُسے لے گئے حضرت نے پوچھا کہو کہان سے آنا ہوا اور تمھارا کیا نام ہی کسواسطے
آئے ہو جوان نے عرض کی کہ وطن تو غلام کا عجم ہی اور نام فرخ نوکری کی تلاش مین آیا ہون
اَب جہان پناہ کے تفضلات سے اُمید یہ ہی کہ حضور کے ملازمون مین سرفراز ہون تا دعاے دولت
مین بخاطر جمع مشغول رہون زین الملوک نے کہا بہت بہتر حاضر رہو اور خواصون مین بعزت
تمام سرفراز کیا بلا قید کی پروانگی دی تھوڑے دن اُسے گذرے تھے کہ چارون شاہزادے
ایک روز بارگاہ سلطانی مین آئے بادشاہ نے شفقت سے ہر ایک کو چھاتی سے لگا کر سر اور

آنکھین چوبین پھر کرسی پر بیٹھنے کو ارشاد کیا وہ تسلیم کرکے بیٹھ گئے بکاؤلی نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہین اُسنے کہا تم نہین پہچانتے بادشاہ کے بیٹے ہین تب اسنے ہر ایک کے قیافے کے سونے کو امتحان کی کسوٹی پر کسا لیکن کھرا نپایا سراپا کھوٹا ہی نظر آیا پوچھا کہ بادشاہ کا کوئی اور بھی بیٹا ہی جو انکے ساتھ گل بکاؤلی لینے گیا تھا اُسنے کہا اور کوئی نہین جب اُسپر ثابت ہوا کہ بادشاہ اور کوئی بیٹا نہین رکھتا نہایت گھبرائی اپنے طالع سے لڑنے لگی اور اشعار پڑھنے لگی اشعار

ارے بخت زبون تونے کیا کیا اگر دیکھے کوئی خواب پریشان	یہ عقدہ کام مین کیون میرے ڈالا تو ہو تعبیر دینی اسکی آسان کرون کیا خواب کی مین اپنی تعبیر	نہ کھولے ناخنِ تدبیر اُسکو مگر میرا معما ہی یہ لاحل نہین تعبیر ہی اسکی یہ تعبیر	یہ وہ ہی کہتے ہین تقدیر جسکو کسی مخلوق سے ہووے یہ کیا حل

وہ کونسا عیار تھا جو اس باغ سے گل لے گیا اُس نیرنگ سازی کے افسون نے میرے شیشۂ ناموس کو پھوڑا اور غائبانہ تیر عشق سے میرے سینے کو توڑا مین نے اُسکی کس قدر جستجو کی کیا کیا محنت اور مشقت کھینچی بارے یہان اُس گل کا نشان ملا فرزا میرا غنچۂ دل کھلا بیت نہین کچھ شبہہ بیشک مین نے جانا؛ یہی ہی چور کا میرے ٹھکانا؛ لیکن فلک دغاباز نے میرا کھیل بگاڑا آبادی کی صورت دکھلا اوجاڑا بیت کہان جاؤن کرون اب کس سے فریاد؛ نہین بس کرتی ہون مین داد بیداد؛ القصہ بکاؤلی نے اپنے دل مین ٹھہرایا کہ البتہ بادشاہ کا کوئی اور بھی بیٹا ہوگا کیونکہ اِن نادانون کے قیافے سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ اس امر دشوار کی تحصیل اِن سے ہوئی ہو بہر حال چندے اور بھی صبر کیا چاہیئے دیکھون تو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی سبحان اللہ کیا اُلٹی بات ہی کہ معشوق طالب عاشق کا ہوا اور عاشق اُسکا مطلوب لیکن نظر تحقیق سے جو غور کرے تو سیدھی لگے کیونکہ جب تک معشوق کو خواہش عاشق کی نہو اُسکی چاہت اکارت ہی اور کوشش بیفائدہ آتش طلب کی جو عاشق کے گریبان سے مشتعل ہی فی الحقیقت لگائی ہوئی معشوق کی ہی شعر عشق اول در دل معشوق پیدا میشود؛ گر نسوزد شمع کے پروانہ شیدا میشود؛ بات بڑھ گئی قلم کہتا ہی اے شخص بس کر مین نے لکھنے مین بہت سی کوشش کی اور ہاتھ اپنی سعی کے دعوے کرتے ہین کہ قلم سے کیا کیا ہمنے لکھا بازو اپنے تردد کا دم مارتا ہی کہ دست اور قلم سے کیا ہوا جو کچھ کیا سو مین نے کیا غرض اُسی طرح اسباب تحریر کے بڑھے اور ایک کو ایک پر فوقیت ہوتی گئی

دفعتاً ایک ایسا سبب پایا گیا کہ وہ محتاج کسی کا نہ تھا پس ای عزیز اگر تو بتا دے کہ فی الحقیقت لکھنے مین کس کی سعی ہی اور ظاہر مین کس کی تو مین بھی عاشق اور معشوق کی سعی کا جواب دون

نوین داستان حمالہ کے پہونچنے کی تاج الملوک کے پاس دیوون سمیت اور بکاؤلی سی حویلی اور باغ تیار کرنے مین

جب تاج الملوک سے اُن ناعاقبت اندیشون نے گل بکاؤلی چھین لیا وہ بیچارہ دل مین پیچ و تاب کھا کر رہگیا مثل ہی کہ قہر درویش بر جان درویش پھر کج فہمون کے پیچھے پیچھے بعد چند روز کے اپنے باپ کی سرحد مین ایک جنگل جو درندون کا مسکن تھا اُسمین جا پہونچا اور چقماق سے آگ جھاڑ کر حمالہ کے دیے ہوے بال کو اُسپر رکھدیا جو تھائی بھی نہ جلا ہوگا کہ وہ اٹھارہ ہزار دیوون سمیت آ پہونچی اور تاج الملوک کو فقیرون کے بھیس مین دیکھکر آگ ہوگئی کہ ای شاہزادے میری بیٹی کو کیا کیا اور تونے اپنا حال کیا بنایا تاج الملوک بولا کہ آپ کی توجہ سے سب خیریت ہی لیکن ایک کام مجھے نہایت ضروری ہی اور اُسکی تدبیر مجھسے نہین ہوسکتی اسواسطے آپ کو تصدیع دی ہی حمالہ نے کہا ای عیار باتین نہ بنا

وہ کونسا کام ہی کہین جلدی کہہ تاج الملوک نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ اس جنگل مین ایک محل
اور باغ کہ ہو بہو بکاؤلی کے قصر اور باغ سا ہو بناؤن تم جس طرح سے جانو جلد بنوا دو وہ بولی ای
بٹیا یہ کتنی بڑی بات ہی مگر مین نے تو اسکے باغ اور عمارت کو دیکھا نہین بھلا بن دیکھے مکان کا نقشہ
کس طرح بناؤن اور بنوا دون تاج الملوک بولا جس طرح مین کہون اسی طرح بنوا دو حمالہ نے
اسی وقت کئی سو دیو لعل بدخشانی کے واسطے اور سیکڑون عقیق یمانی کے لیے اور ہزارون سونے روپے
اور جواہرات بیش قیمت کے واسطے ہر چہار طرف بھیجے دیوؤن نے تین روز کے عرصہ مین جواہرات
وغیرہ کے جا بجا تودے لگا دیے پھر شاہزادہ جس طرح بتانے لگا اُسی طرح وہ بنانے لگے پہلے تو دو دو
نیزے مٹی کھود کر پھینکدی اور وہان زر خالص بھر دیا اور اُسی قطعۂ طلائی پر جڑاؤ عمارتون کی بنا ڈالی
غرض تھوڑے دنون مین ویسا ہی قصر اور اُسی طرح کا باغ جواہر نگار جڑاؤ نہرین درختون سمیت اور
زبرجد اور یاقوت کے دو دالان عالیشان آمنے سامنے بیچ مین اُنکے ایک حوض مرصع اُسی قطع کا
گلاب سے معمور بنایا پھر ایک مکان مین فرش اُسی رنگ کا بچھایا حاصل یہ ہی کہ جتنا جواہر سونا
روپا دیو لائے تھے اُسمین سے آدھا مکانات کے بنانے مین خرچ ہوا چوتھائی کارخانجات
کی تیاری کو دیا باقی خزانہ مین داخل کیا جب عمارت سب بن چکی اور تاج الملوک کے پسند
پڑی تب حمالہ نے اُس سے کہا کہ تو یہبھی جانتا ہی کہ مین نے تیرے واسطے کس قدر رنج اُٹھایا
دُکھ سہا اسکے سوا دیوؤن کو آدمیون سے کمال مخالفت ہی برعکس مین نے تجھسے محبت کی اور کس
شفقت سے پالا اور پرورش کیا علاوہ اسکے بکاؤلی کے ملک مین کہ آج تک کوئی نہین گیا تجھے
پہونچایا پھر بسبب اس حرکت کے کہ جو تجھسے وہان ہوئی اُسکے ہاتھ سے مین نے کیا کیا صعوبت اور
زحمت اُٹھائی سو یہ محمودہ جان کی خاطر ہی ایسا نہو کہ اُسکا دامن ہوائے روزگار سے غبار
آلودہ ہو یہ کہکر رخصت ہوئی اُسکے بعد جس مقام مین محمودہ اور دلبر کو استقامت کے لیے
فرمایا تھا اُسی طرف شاہزادہ بڑے ٹھاٹھ سے گیا اور اُنکو جڑاؤ عماری مین سوار کیا پیچھے پیچھے
خواصون کے محافے رتھین جس پر کارچوبی سلطانی بانات کے پردے پڑے ہوے آگے آگے
غلام خوش پوشاک سونے روپے کے عصے ہاتھون مین لیے گھوڑون پر سوار اہتمام کرتے ہوے
غرض اسی تجمل سے اُس قصر عالی مین دونون کو داخل کیا اور عیش و عشرت سے اوقات بسر کرنے لگا

دسوین داستان خبر پہونچنے مین عمارت بنانی تاج الملوک کی زرین الملوک

معمار سراے اِس سخن کا خانۂ داستان کی بنا کا حال اس طرح کہتا ہی کہ تاج الملوک کے غلامون مین
ساعد نام اُس بیابان مین سیر کرتا پھرتا تھا ناگاہ اُسکی نگاہ کئی لکڑہارون پر کہ لکڑیون کے بوجھے
لیے جاتے تھے جا پڑی اُسنے پوچھا تم کون ہو اور یہ لکڑیان کہان لیے جاتے ہو اُنھون نے جواب دیا
کہ ہم شہر شرقستان کے لکڑہارے ہین یہی ہمارا کسب ہی اسی سے ہمارے لڑکے بالے جیتے ہین دانہ پانی
کھاتے پیتے ہین اُسنے کہا کہ آج تم یہ گٹھے میرے آقا کے باورچیخانہ مین لے چلو دولتخانہ اُسکا نزدیک ہی
اُسنے اس ویرانہ مین ایک شہر آباد کیا ہی واجبی قیمت ملیگی بلکہ ایسا انعام پاؤگے کہ پھر کہین ور لکڑیان
بیچنے نہ جاؤگے اُنھون نے کہا کہ ہماری تمام عمر اِسی کام مین اور اسی بیابان سے لکڑیان لیجاتے
گذری لیکن آبادی کا یہان نشان نہ دیکھا نہ سُنا ساعد نے کہا ذرا تم آگے بڑھکر دیکھو اگر میرے کہنے کا
کچھ اثر ظاہر ہو تو بہتر نہین تو تمھارے پھر آنے کا کوئی مانع نہوگا لکڑہارے انعام کے لالچ سے ساعد
کے آگے ہو لیے پھر تھوڑی سی دور جا کر سب ایکبارگی پکار اُٹھے کہ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

اے میان تم ہمکو آگ مین جھونکنے کو لیے جاتے ہو چولھے مین جائے انعام اور بھاڑ مین پڑے اکرام
بس ہمین معاف کرو ہمنے بھر پایا ساعد نے کہا یہ شعلہ آتش نہین حویلی کے جواہرات کی چمک ہی
تم ہرگز اندیشہ نہ کرو اور میرے ساتھ چلے آؤ وہ اُسکے کہنے سے کچھ اور بھی بڑھے آگے ساری زمین
سونے کی نظر آئی سب نے اُسکی بات سچی پائی قدم اُٹھائے بیدھڑک چلے آخر وہ حضور مین اُنکو لیگیا
تاج الملوک نے ایک ایک تھان بیش قیمت ہر ایک کو دے کر رخصت کیا اور فرمایا اگر تم یہان آیا کرو
تو اِس سے دونا ہر روز پایا کرو لکڑ ہارون نے جب پہلے دن ایسا انعام پایا اور آیندہ امید
بندھی اپنا وطن چھوڑ کر ہر ایک وہان آ رہا یہ خبر اُنکے ہمسایہ مین پھیلی اور جا بجا منتشر ہوئی غرض
جو کوئی شہر کے دیکھنے کو جاتا ہرگز وہان سے پھر کر گھر نہ آتا اور وہین رہتا اور کوتوال شرقستان کا رعیت
کے بھاگنے کی خبر روز وزیر کے حضور مین کہتا چنانچہ ایک دن اُسنے خبر دی کہ آجکی رات ہزار گھر اہل حرفہ
کے خالی ہوے اور وہ بھاگ گئے وزیر نے کہا کچھ یہ بھی تو جانتا ہی کہ کہان جاتے ہین تب وہ بولا کہ غلام
نے سُنا ہی کہ کسی نے درندون کے جنگل مین دس کوس تک سونے کی زمین بنا کر اُسپر اس طرح کا شہر آباد
کیا ہی اور ایک قصر اور باغ بھی جواہر کا ایسا بنایا ہی کہ روے زمین پر ویسا دوسرا نہین جو دیکھتا ہی
سطلع پڑھتا ہی شعر اگر فردوس بر روے زمین ست ✣ ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست ✣ اور اُسکے
دریاے سخاوت کی لہر دور نہین کہ نام حاتم طائی کا آبجوے زمانہ سے لیجائے اور بانی بحر عدالت کا بعید
نہین کہ نقش دل نوشیروان کا لوح جہان سے مٹائے وزیر نے اس بات کو باور نہ کیا کہا کہ جو کام کہ
طاقت بشری سے باہر ہو انسان کی کیا مجال کہ کر سکے کوتوال نے مکرر عرض کیا کہ متواتر خبر پہونچی ہی
جھوٹ کیونکر ہوگی جو قادر کریم عورت کو مرد بنا سکتا ہی اور مرد کو عورت وہ اگر دولت دنیوی کو کہ
بمنزلہ ایک عورت شکیلہ کے ہی کسی مرد کے مطیع کر دے تو عجب کیا ہی شعر نپوچھ جیخ ہوا ہی کمینہ پرور کیون ✣
بہانہ بے سببی بس ہی اُسکے دینے کو ✣ کیا آپ نے اُس شاہزادی کا قصہ جسنے ایک دیو سے علامت مردی
کی لے کے اپنی شادی کی تھی نہین سُنا وزیر نے کہا وہ کیونکر ہی حکایت کوتوال نے عرض کیا کہ اگلے وقت
مین ایک بادشاہ تھا اُسکی محلسرا مین سو رنڈیان صاحب جمال بیمثال تھین پر کسی کے اولاد نہ ہوتی تھی
خدا کی قدرت کاملہ سے ایک حسین اور نوجوان کو اُسمین سے حمل رہا نو مہینے کے بعد اُسکے لڑکی پیدا ہوئی
اسی طرح تین بار جنی مگر لڑکا پیدا نہ ہوا جب چوتھی بار حمل رہا بادشاہ نے قسم کھائی کہ اگر اس مرتبہ بیٹی جنی

تو اُسکو اُسکی مان سمیت جان سے مار ڈالون گا تقدیر کی نیرنگی سے اِسپر بھی لڑکی پیدا ہوئی
لیکن نہایت خوبصورت پری طلعت اسکی مان نے جان کے خوف سے لڑکا مشہور کیا اور نجومیون
کو بھی تاکید کی کہ بادشاہ کو سمجھا دو کہ دس برس اس لڑکے کا منہ دیکھنا آپ کو اچھا نہین چنانچہ
منجمون نے بادشاہ کی خدمت مین اسطرح عرض کی حضرت نے بھی مانا اور ویسا ہی کیا القصہ جب
لڑکی ہوشیار ہوئی اور اُسکے دیدار کی مناہی کے تھوڑے دن رہے تو اسنے بٹیا کہوانے کی وجہ اُسکو
سمجھا دی اور کہا کہ اے بیٹی تو بادشاہ کے حضور مین مردانی وضع سے آیا جایا کیجیو کہ میری اور تیری
زندگی رہے اور جان بچے چنانچہ لڑکی ایام معہودہ کے بعد بادشاہ کی خدمت مین کبھی آتے جاتے مجرا کرکے
جلدی سے چلی آتی اور دیر تک نرہتی آخر اُس دختر پسر نما کی نسبت دوسرے بادشاہ کی بیٹی سے کی جب
شادی کے دن نزدیک آپہونچے بادشاہ نے اُسکو لباس شاہانہ پہنایا اور سونے کے ہودے پر بٹھا کر تجمل
بادشاہی سے دُلھن کے ملک کو روانہ ہوا لڑکی کبھی اُس حالت پر ہنستی اور کبھی روتی تھی ایک رات
کسی ویرانے مین اتّفاق رہنے کا ہوا لڑکی مارے شرم کے کہ آخر کار زندگانی وبال جان ہوگی چپکی
اُٹھکر اُس ویرانے مین چلی گئی اس ارادے سے کہ کوئی درندہ کھا جائے جاتے جاتے ایک درخت کے تلے کہ وہ
دیو کے رہنے کا مکان تھا پہونچی وہ اُسکے حسن پر دیوانہ ہوگیا اور آدمی کی صورت بنکر لڑکی کے
آگے آکر اُسکا حال پوچھنے لگا اُسنے ساری حقیقت بیان کی یہ سُنکر دیو کا دل بھر آیا اور بولا اگر
تو امانت مین خیانت نہ کرے اور اسپر قول دے تو اپنے آلت کسی حکمت سے تیرے لگا دون اور تیری
علامت آپ اختیار کرون لڑکی دیو کے کہنے کے موافق عمل مین لائی اُسنے وعدہ پورا کیا پھر وہان سے
خرم وخندان وہ اپنے ڈیرے مین آئی کئی روز کے بعد برات اپنی منزل مقصود کو پہونچی اور شادی سے
فراغت کرکے بادشاہ اپنے ملک کو پھر آیا شاہزادہ نقلی چند مدت وہین رہا جب اُسکا ایک لڑکا
پیدا ہوا تب قصد وطن کا کیا اور منزلین طے کرنے لگا جب اُس جنگل مین پہونچا اُسی درخت کے
نیچے گیا کیا دیکھتا ہے کہ دیو بڑھیا کے بھیس مین روئی شکل بنائے بیٹھا ہے شاہزادے نے کہا اے دیو مین نے
تیری مہربانی سے اپنے دل کی مراد بھرپائی اب اپنی چیز لے اور میری مجھے دے دیو نے کہا اب
مین اس کام سے گذر گیا تقدیر مین یہی لکھا تھا تب اُسنے پوچھا وجہ اسکی کیا ہے مفصل بیان کر
وہ بولا کہ مین اسی صورت سے تیرا منتظر یہان بیٹھا تھا ناگاہ ایک دیو پہاڑ پر آیا اُسکے دیکھنے سے

مجھپر شہوت غالب ہوئی اور مارے مستی کے رہ نہ سکا اُسنے بھی دوڑ کر مجھے چھاتی سے لگا لیا آخر
شربت وصل پلایا مین اگر اب علامت مردی کی لگا لون تو جنیے کے وقت جی سے ہاتھ اُٹھاؤن
اسکے سوا یہ عقدہ مجھپر کھلا کہ مردون سے رنڈیان شہوت مین زیادہ ہین اب جا اپنی راہ لے مین نے
اپنی چیز تجھی کو بخشی وزیر نے کہا خدا کی قدرت معمور اور برحق ہی مجھے کچھ اس مین شک نہین لیکن
محال چیزون کا آدمی سے موجود ہونا عقل مین نہین آتا کوئی دانا اسکو نہین مانتا شاید تونے چڑے
اور فقیر کی کہانی نہین سُنی کوتوال نے عرض کیا فرمائیے **حکایت** وزیر نے کہا حضرت سلیمان کے
عہد مین ایک چڑیا کا جوڑا ایک روز راہ مین بیٹھا دانہ کھاتا تھا ایک فقیر جبہ پوش کو دور سے آتے
دیکھا مادہ نے نر سے کہا خبردار دشمن آتا ہی ایسا نہ ہو کہ پنجۂ بلا مین گرفتار کرے نر بولا کہ اس خدا
دوست سے کچھ اندیشہ نہین جو خدا کی راہ پر چلتے ہین وہ کسی کی ایذا کے روادار نہین ہوتے اُنھین
باتون مین تھے کہ فقیر آ پہونچا اور بغل سے ایک سونٹا نکال لیا پھینک مارا کہ نر کا ایک بازو ٹوٹ گیا
بہرحال اُس ظالم کے ہاتھ سے بھاگ کر گرتا پڑتا حضرت سلیمان بادشاہ کے پاس گیا پہلے تو جا کر
دعا دی پھر یہ عرض کی کہ فلانے درویش نے بے تقصیر میرا بازو توڑ ڈالا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ اُسکو
حاضر کرو چنانچہ حضور مین اُسے لے آئے تب حضرت نے غضب سے فرمایا کہ تونے اُسکو کیون مارا
ہی اُسنے عرض کی کہ اگر مین نے اُسکو مارا تو کیا ظلم کیا کیونکہ انسان کی خوراک ہی یہ سُنکر چڑا بولا
کہ اگرچہ مین بیچارہ چھوٹا سا جانور ہون پر اسقدر مجکو شعور ہی کہ اپنے دوست سے شیر و شکر
کی طرح مل جاتا ہون اور دشمن سے کڑی کمان کے تیر کی طرح بھاگتا ہون تیری پیوندی گدڑی
دیکھکر مین نے جانا تھا کہ تو خدا کی راہ پر ہی کسی کے حق مین بدی نکرے گا لیکن اب کھلا کہ
تیرا رہنما شیطان ہی اور گدڑی مین فقط مکر و دغا بھرا ہی اب اسکو اُتار رکھ کہ اور کوئی میری طرح
سے فریب نہ کھائے اور تیرے دام مکر مین نہ آجائے چڑے کی باتین حضرت کو نہایت پسند آئین
فقیر کو لعنت ملامت کر کے نکال دیا بعد چند روز کے وہی چڑا کہین چگتا تھا کسی درویش نے
کسی طرح اُسکو پنجرے مین پکڑ کر بند کیا چڑا سمجھا کہ ابکی تو جان پر آبنی سوچکر یون کہنے لگا ای
مرد خدا بیچنے سے میرے تجکو چندان نفع نہوگا اور کھانے سے بھی میرے معلوم رکھنا علی ہذا القیاس
بیفائدہ ہی بس چند سخن کہ ہر ایک دُر بے بہا ہی اگر مجکو چھوڑ دے تو کہون یہ سُنکر فقیر بہت خوش ہوا

پنجرے سے نکال کر پاؤن پکڑ کر ہاتھ پر بٹھایا اور کہا لو کہو چڑا بولا کہ ایک عالم کہتا ہی کہ خدا چاہے
تو ہتر اونٹ کی قطار سوئی کے ناکے سے نکل جاوے یہ بات سچ ہی خدا کی قدرت سے دور نہین پر یہ
آدمی کی سعی سے ہرگز اعتبار نہ کیا چاہیے دوسرے یہ کہ جو کام اپنے اختیار مین نرہے اُسکے واسطے غمگین ہونا
چاہیے ای درویش چھوڑ دے تو اور کہون آزاد نے اُسے آزاد کیا چڑا اُڑ کر ایک درخت کی ڈالی پر
جا بیٹھا اور بولا فقیر تو بڑا احمق ہی کیا تیری عقل ماری گئی جو ایسا شکار اپنے ہاتھ سے کھویا میرے
پیٹ مین ایک لعل بے بہا ہی اگر تو مجھے مار کر کھاتا تو وہ بھی تیرے ہاتھ آتا درویش یہ سنکر ہاتھ
ملنے لگا اور یون کہنے لگا ای پرند بھلا مین اس نفع سے گذرا لیکن تو اور باتین تو کہہ چڑا بولا کہ تیرا دل
مانند چکنے گھڑے کے ہی میری باتین اُسپر اثر نکرینگی ناحق کہکر ضایع کرون مثل مشہور ہی کہ اندھے کے آگے
روُوا اپنی آنکھین کھوُوا ای نادان ابھی تو مین نے تجھسے کہا تھا کہ جو چیز اپنے قبضے سے نکلجائے اُسکے واسطے پچھتانا
اسی دم تو بھول گیا اور یہ نہ سمجھا کہ مین نے لعل کیونکر نگلا ہوگا یہ کہکر چڑا تو اُڑ گیا اور فقیر نے مایوس ہو گھر کا رستہ لیا
اسبات سے اپنی غرض یہ ہی کہ خدا کو اس طرح کی قدرت اور طاقت ہی انسان کو چاہیے کہ بے تحقیقات بادشاہون
کی جناب مین کچھ عرض نہ کرے اسواسطے تجکو لازم ہی کہ پہلے تو جاکر اپنی آنکھون سے دیکھ آ پھر عرض کر

گیارھوین داستان جانے مین زین الملوک کے لشکر اور ارکان دولت کے ساتھ ضیافت کھانے کو تاج الملوک کے مکان مین
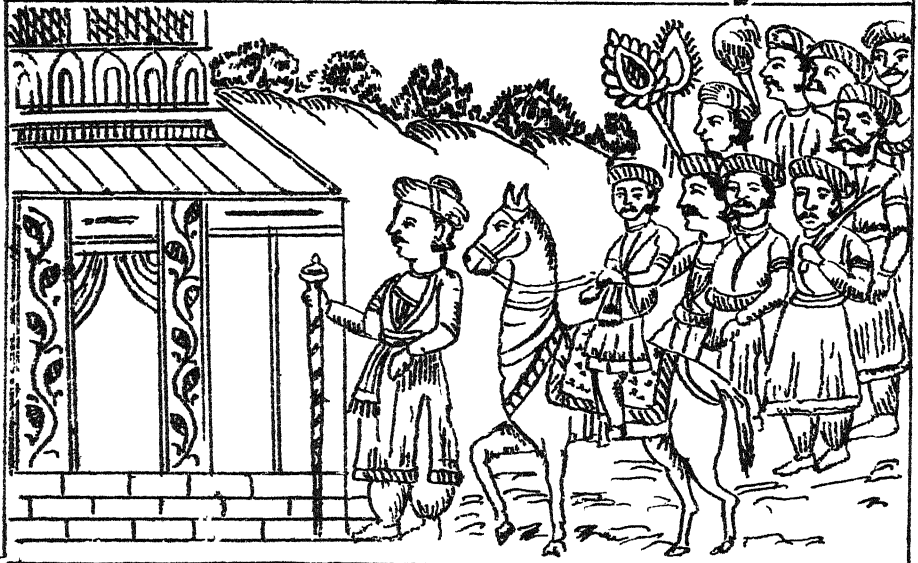
آخر کو توال نے وزیر سے رخصت لے کر ملک نگارین کی راہ لی جب تھوڑی سی راہ طے ہوئی ہراول
پکار اُٹھا اس جنگل مین ایسی آگ لگ رہی ہو کہ اُسکے شعلہ آسمان تک پہونچتے ہین اِتنے مین
سواری کچھ اور آگے بڑھی سونے کی زمین نظر آئی اور جڑاؤ عمارت جب ظاہر ہوا کہ جس پر آتش کا
گمان کیا تھا وہ یہی ہی شعلے نہ تھے وہ اُسکی چمک تھی اتنے مین جو کوتوال کے آنے کی خبر سُنی فرمایا کہ
حوضون کو بھرو فوارے چھوڑواؤ اور اُسے یاقوت کے دالان مین بٹھاؤ اہلکار حسب الحکم کوتوال کو
حویلی مین لیگئے وہ جس طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتا تھا جگمگاہٹ سے جواہرات کی چکاچوند لگ جاتی
تھی بعد ایک ساعت کے تاج الملوک نے بھی تخت شوکت کو زیب و زینت بخشی کوتوال اُٹھکر آداب
بجالایا اور دعا و ثنا کے بعد عرض کرنے لگا جب حضرت کے مکان بنانے اور ملک بسانے کی اس جنگل
مین خبر شرقستان کے بادشاہ کی جناب مین پہونچی تب اس خانہ زاد کو تحقیقات حال کے لیے بھیجا ہے
گستاخی معاف اگر آپ کے دل مین خواہش سلطنت کی اور ارادہ فساد کا ہو تو اُدھر سے بھی کچھ
درنگ نہین والا طوق بندگی کا گلے مین ڈال کر بارگاہ سلطانی مین حاضر ہو جیے کیونکہ دو
تلوارین ایک میان مین نہین رہتین اور نہ دو بادشاہ ایک ولایت مین تاج الملوک یہ سُنکر بولا مینے تو

اس حیوانات کے وطن میں ایک عبادت گاہ بنائی ہو حق تعالیٰ کی بندگی میں مشغول رہتا ہوں
خواہش بادشاہی کی مطلقاً نہیں بلکہ دعواہی دولت خواہی ہو تو تو اِن نے جو یہ کلمے شایستہ سُنے
خوشی خوشی رخصت ہوا اور جو کہ دیکھا سُنا تھا وزیر سے مفصل کہا وہ سُنکر ایک لمحہ تو بحرِ تفکر میں ڈوبا رہا
پھر بادشاہ کے حضور میں جا جو کیفیت سُنی تھی عرض کی بعضوں نے تو سچ جانا اور کتنوں نے جھوٹھ
سمجھ نہ مانا بکاؤلی کہ زین الملوک کی خدمت میں حاضر تھی یہ بات سُنکر دل میں کہنے لگی الحمد للہ اتنی
مدت کے بعد عقدۂ بستہ کی صورت کشایش اور شب نا امیدی کے بعد صبح آسایش ہونے کی نظر آئی
بیت طپش دل نے خبر یار کے آنے کی دی ٭ خوش ہوا چشم کہ یہ زمزمہ فواد نہیں ٭ بادشاہ
بھی اس ماجرے کو وزیر سے سُنکر ایک ساعت گریبان تفکر میں سر ڈالے رہا اُسکے بعد فرمایا اگر
یہی صورت ہو تو ایک نہ ایک دن زوال سلطنت کا موجب ہوگا وزیر نے آداب بجا لاکر عرض
کیا کہ عقلمندوں نے کہا ہے جس دشمن سے لڑائی میں بر نہ آسکے اُس سے دار و مدار کرکے
ملجائے بیت خوشی سے بر آمد جو ہو کام کی ٭ تو کیجیے نہ تندی نہ گرم کلی ٭ اب تدبیر یہ ہو کہ [illegible]
اُس سے اخلاص بڑھاویں اور رشتہ محبت کا اُسکی گردن میں ڈالیں بادشاہ نے فرمایا تیرے
سوا اور کسی کو اس بات کے لایق نہیں دیکھتا ہوں تو ہی وہاں جا اور رابطہ اُس سے بہم پہونچا
لیکن وہ کام کیجیو کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یعنی میری شان نہ گھٹے اور اخلاص
بڑھے وزیر خجستہ تدبیر بموجب حکم کے بڑے کر و فر سے روانہ ہوا جب تاج الملوک کو اُسکے آنے
کی خبر پہونچی ارشاد کیا کہ فرش و فروش کی تیاری نئے سرے سے کریں حوضوں کا گلاب
بدلوائیں فوارے چھوڑوائیں اور اُسکو لعل بدخشانی کے دالان میں بٹھائیں جب وہ آیا
اہلکار اُسی طرح محل میں لائے شہزادہ آپ بھی وہاں رونق افزا ہوا اور ایک جڑاؤ کرسی
پر بیٹھا وزیر نے اُٹھکر مجرا کیا و بائیں دیر پھر التماس کیا آگے اِس سے ایک بادشاہی بندہ
حضور میں حاضر ہوا تھا اور اُسنے آپکا پیام محبت انجام حضور معلّٰی میں پہونچایا اوصاف
پسندیدہ بھی بہت سے بیان کیے بادشاہ کی آتش غضب کو سرد کر دیا بلکہ قبلۂ عالم کو حضرت
کی ملاقات کا مشتاق کیا اس سے کیا بہتر ہو کہ دو چشمے فیض و عطا کے اور دو دریا جود و سخا کے
باہم ملیں تاج الملوک نے کہا جو پیام میری طرف سے لازم تھا حضرت جہان پناہ کی طرف سے

آیا بسر وچشم مجھے قبول ہی میری بھی آرزو یہی تھی پھر وزیر نے عرض کی انشاء اللہ بعد ایک ہفتے
کے حضرت عالم پناہ یہان رونق بخش ہونگے پھر خاصہ یاد فرمایا بکاؤلی رنگ برنگ کا طعام لذیذ
اور خوش گوار جواہر نگار باسنون مین نکلوا کر چاندی سونے کے خوانون مین لگا کر نعمت خانے
مین لایا اور دسترخوان زربفت کا بچھوا کر کھانا چُن دیا شہزادے نے وزیر کے ساتھ نوش جان
فرمایا اُسکے بعد ارشاد کیا کہ وزیر کے ہمراہیون کو بھی تقسیم کرو لیکن ظروف نقرئی اور طلائی پھیر
نہ بھیجو جب لوگون کو کھانے سے فراغت ہوئی وزیر رخصت ہوکر شرقستان کو روانہ ہوا اشتاب
حضور والا مین پہونچا تمام ماجرا مفصل ظاہر کیا کہتے ہین اُنھین دنون مین تاج الملوک نے ایک
رات حمالہ کے سر کا بال آگ پر رکھا وہ اُسی دم ہزارون دیوؤن سمیت وہان آ پہونچی تاج الملوک
اور محمودہ نے اُٹھکر سلام کیا اُسنے دونون کی بلائین لین چھاتی سے لگایا تھا جو ما خیر و عافیت
پوچھی تاج الملوک نے کہا آپ کی سلامتی مین سب طرح کا چین و آرام میسر ہی کچھ غم نہین اور کسی
چیز کی کمی نہین لیکن کل ضیافت بادشاہ شرقستان کی مقرر ہوئی ہی وہ یہان تشریف لائینگے میری
خواہش یہی ہی کہ اس سرزمین سے اُنکے شہر تک فرش بانات اور مخمل سُرخ اور سبز کا بچھوا دو اور
کوس کوس بھر پر خیمے قاقم اور سنجاب کے طنابین کلابتونی پردے دیبا و اطلس کے چوبین گنگا جمنی
اور میخین طلائی و نقرئی ہون استادہ کرا دو مگر اس افراط سے ہون کہ بادشاہ کے ہر ایک
چھوٹے بڑے امیر کو جُدا جُدا آرامگاہ میسر ہو کہ مخلی بالطبع رہے حمالہ نے دیوؤن کو حکم کیا اُنھون نے
تمام رات مین ویسی ہی تیاری کر دی اور آپ اپنے ملک کی راہ لی صبح کے وقت شرقستان
کے بادشاہ نے بموجب اقرار اپنے وزیرون امیرون کو حکم کیا کہ بھاری بھاری زرق برق کی
پوشاکین اور کئی ہزار سوارون کا پرا لباس گوناگون اور ہتھیار بوقلمون سے آراستہ ہوکر
داہنی طرف رہے اور ایسا ہی سجا سجایا بائین طرف اور ایک غول سوارون کا مسلح اونچی
بنا ہوا آگے اور ہاتھیون کا حلقہ سنہرے روپہلے ہودے اور عماریون سے پیچھے ہر نوجوان
نشان بادلہ کا چمکتا ہوا ہاتھ مین لے کر چپت ہوا ٹھاٹھ سواری کا درست ہوا القصہ اس
ہیئت سے سواری کے سامان تیار ہوے جہان پناہ ایک جڑاؤ عماری مین سوار ہوے اور
بکاؤلی مردانہ لباس نہایت پرتکلف اور جواہر پہنکر کمر آرزو محکم باندھکر خواصی مین آبیٹھی چارون

شہزادے بھی خلعت شاہانہ زیب بدن کرکے زرق برق سے اپنے اپنے ہاتھیون پر سوار ہوے
پھر سواری تاج الملوک کے ملک کو روانہ ہوئی زین الملوک شہر سے کوس بھر آگے گیا ہوگا کہ
ناگاہ زری کے خیمون کی چمک مانند شعاع آفتاب کے نظر آئی بولا غالب ہے کہ یہ وہی مکان ہون
جنپر نگاہ نہین ٹھہرتی اور آنکھ جھپکی جاتی ہے وزیر نے عرض کی کہ این گل دیگر شگفت حضرت رات
کی رات مین کچھ کا کچھ رنگ بدل گیا یہان فقط جنگل تھا جھاڑ جھنکاڑ کے سوا غلام نے کچھ نہین دیکھا تھا
دم مارنے کی جگہ نہین تھا قادر کریم نے ایک مخلوق کو ایسی قدرت دی ہے کہ اسکی صنعت کی کنہ صاحبان خرد
کو دریافت نہین ہوسکتی اُنکی عقل وادی حیرت مین بھٹکتی ہے ملک نگار مین بہت دور ہے اُس
عجائب روزگار نے یہ تماشا دکھایا ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیے بادشاہ وزیر انھین باتون مین تھے
کہ اُسکے ملازمون سے ایک شخص نے آکر عرض کی ہمارے آقا کا حکم یون ہے کہ عالم پناہ کی سواری
جسجگہ سے آگے بڑھے وہان کا اسباب غیرہ غریب وغربا لوٹ لین اور خود بدولت ہر ایک منزل
مین جس خیمہ کو پسند کرین اُسمین استراحت فرمائین چنانچہ بادشاہ جسجگہ تشریف لاتے اسباب ضیافت
کا جو روے زمین کے بادشاہون کو میسر نہ تھا وہ مہیا پاتے غرض جس قدر سواری آگے بڑھتی جاتی
تھی اسی قدر اسباب کی زیادتی نظر آتی تھی اور عجائب سے طبیعت بیشتر حظ اُٹھاتی تھی تاج الملوک
آپ بھی ایک منزل استقبال کے لیے آیا اور سارے لوازم آداب بجالایا آخر بادشاہ کے ساتھ کمال
خوشی اور خرمی سے اپنے قصر مبارک مین داخل ہوا حضرت لوزمرد کے مکان مین اعزاز واکرام سے بٹھایا
اور مکانون کو آراستہ کیا جابجا نئے فرش بچھ گئے گلاب کے حوضون مین فوارے چھوٹنے لگے
بادشاہ راہ کے عجائبات سے متعجب ہو رہے تھے عمارت اور باغ کی ساخت اور تیاری ملاحظہ فرماکے
بیخودی مین آگئے بکاولی بھی شہزادے کا جمال کمال دیکھکر دیوانی ہوگئی ہوش سے جاتی رہی سچ ہے شعر
جسدم کمان ابرو کوئی تیر کرشمہ چھوڑدے ۔ سارے دلون کو چھوڑدے عاشق کے دلکو توڑدے ۔ ایک لمحے کے بعد
جیتی ہر طرف آنکھون کو ملکر دیکھنے لگی جب مکان پر نظر پڑی اُسکا نقشہ اور جواہر اپنے مکانون سا دیکھا
متحیر ہوکر جی مین کہنے لگی یہ کوئی بڑا جادوگر ہے کہ میری عمارت کو معلق یہان اُٹھا لایا ہے اور اس
جنگل کو عالم طلسم بنایا ہے ایک پری جو اسکے ساتھ خدمتگاری مین آدمیون کے بھیس مین تھی اُسے اشارہ
کیا کہ نظر غور سے دیکھو اور بخوبی دریافت کر کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسنے متامل ہوکر عرض کی آپکے مکانات جو ان تھے

دہین ہین اندیشہ نہ کیجیے یہ نئی عمارت ہی اُس شخص نے یہ کام کیا ہی کہ ایسی نقل بنوائی ہی کہ اصل اور نقل
مین فرق کرنا ہر ایک کا کام نہین آفرین اسکی چترائی اور دانائی کو یہ سُنکر بکاؤلی بہت خوش ہوئی کہ چور
مین نے پکڑا اور مال اپنا پایا چاہتی تھی کہ اُسی وقت افشاے راز کرے اور پردہ درمیان سے اُٹھاوے
لیکن حیا مانع ہوئی جبر او قہر قدم صبر و توکل کا گاڑے رہی القصہ دسترخوان بچھا اور طرح طرح کا کھانا سونے
روپے کے باسنون مین چن دیا اُسکی حلاوت کی تعریف کیونکر کیجیے کہ زبان قلم کی بند ہوئی جاتی ہی اور اُس
خوان کافوری کا غذ مین نہین سماتی حضرت اہل خدمت کے سلیقے اور اہلکارون کے طریقے دیکھا بہت محظوظ
ہوے خاصہ فرزندون اور مصاحبون سمیت خوشی خوشی نوش جان فرمایا اتنے مین ارباب نشاط حاضر ہوے
صحبت راگ و رنگ کی دیر تک رہی اشعار مطربون کی ہوئی بلند صدا ماہ پیکر لگے دکھانے ادا گل نغمہ گئے
سراسر بھول وہ وقت دونی کام مین ہوے مشغول القصہ اسکے بعد بادشاہ اور تاج الملوک اختلاط کرنے لگے
اور باتون مین مشغول ہوے شہزادے نے پوچھا کہ آپ کے فرزند کئی ہین حضرت نے چارون بیٹون کی طرف اشارہ
کیا اور فرمایا کہ انکے سوا اب کوئی نہین ایک اور بھی تھا اُسکے دیدار نحس کی بدولت یہ بلاے ناگہان مجھپر
نازل ہوئی تھی قضاے الٰہی سے مین نے نجات پائی اور وہ اسی حالت مین خدا جانے کہان نکل گیا تاج الملوک
نے یہ سُنکر کہا کہ کس سبب سے اس درگاہ عالی کو چھوڑا اور اس در دولت سے مُنھ موڑا کوئی اس مجلس مین اُسے
پہچانتا ہی یا نہین یہ سُنکر زین الملوک نے اُسکی پیدایش اور اپنی نابینائی کا ماجرا اوّل سے آخر تک ظاہر کیا
پھر ایک امیر کی طرف جو اسکا اتالیق تھا اشارت کی کہ اسکے سوا کوئی اُسکی صورت سے واقف نہین
شاہزادہ اُسکی طرف مخاطب ہوا کہ دیکھو تو اس مجلس مین کوئی اُسکی شکل کے مشابہ ہی یا نہین اس جہاندیدہ
نے شاہزادے کا نقشہ اور گفتگو کا رویہ بغور ملاحظہ کرکے عرض کی کہ اتنے مین کسی کو اس شاہزادے کی
صورت اور شکل کے موافق نہین دیکھتا مگر چہرہ مبارک مین اکثر اُسکی علامتین پائی جاتی ہین وہ بول چال
کی وضع بھی بہت ملتی ہی سُنتے ہی اس کلام کو تاج الملوک اُٹھکر باپ کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کی
کہ مین وہی ناخلف ہون جو اتنی مدت تک نحوست ایام اور طالع ناکام کے باعث سرگردان اور اس درگاہ
سے محروم رہا شکر ہی کہ دیدار مبارک جس طرح سے جی چاہتا تھا اُسی طرح دیکھا اور قدمبوسی کی جو مدت سے آرزو
تھی بر آئی زین الملوک نے یہ گفتگو سُنکر مارے خوشی کے شاہزادے کو چھاتی سے لگایا سر اور آنکھین چومین سجدہ
شکر الٰہی بجا لایا پھر بیٹے سے کہنے لگا حشمت اقبال کہ ایزد متعال نے تمکو بخشا ہی ہمکو چاہیے ہی اسکا حال تمھارے

روز تولد کے زائچہ سے معلوم ہوا تھا الحمد للہ کہ چہرۂ مقصود کو آئینۂ ظہور مین حسب دلخواہ دیکھا بارے آنکھون
مین روشنی دوچند ہوئی یہ کہو کہ آج تک کہان تھے اور سرو آزاد ہو یا کسی شمشاد قد سے پیوند کیا ہے شاہزادہ
بولا کہ غلام کی دو منکوحہ ہین اگر حکم ہو باریاب ہون اور قدمبوسی حاصل کرین حضرت نے فرمایا اس سے
کیا بہتر شاہزادہ محل مین جاکر دلبر اور محمودہ کو بادشاہ کی خدمت مین لایا وہ دونون پری پیکر اُس مکان کے
قریب آکر ٹھٹک رہین تب زین الملوک نے کہا کہ یہان کیون نہین آتین جو انکے دیدار فرحت آثار سے مین
نرگس چشم کو منور کرون اور سینہ کو سرور سے بھرون تاج الملوک نے التماس کیا کہ آپ کی یہ لونڈیان حیا سے
نہین آتی ہین کہ چارون شاہزادے اِنکے بندۂ آزاد ہین چنانچہ اُنکی مُہر سے اُنکے چوتڑون پر داغ موجود
ہین مزاج چاہے تو حضرت بھی ملاحظہ فرمائین اس راز کے کھلنے سے چارون کے مُنھ کا رنگ اُڑ گیا
شرمندہ ہوکر وہان سے اُٹھ گئے تب وہ دونون آکر قدمبوس ہوئین پھر زین الملوک نے تمام سرگذشت
ایام جدائی کی اور دلبر اور محمودہ جان کا احوال استفسار کیا شاہزادے نے بھی شدائد سفر اور
محنت بیابان کی اور احوال بھائیون کے داغ کھانے کا دلبر کے ہاتھ سے اور مروت حمالہ کی اور بیاہنا
محمودہ کا لینا گل بکاولی کا گلاب کے حوض سے اور بکاولی کے دیکھنے کی کیفیت خواب کی حالت مین
اور گل مذکور چھین لینا بھائیون کا اور بنانا باغ اور حویلی کا بیابان مین مفصل ظاہر کیا اتنے مین
بادشاہ کو تاج الملوک کی مان یاد آگئی بولے کہ تمنے تو میری آنکھین گل بکاولی سے روشن کین اور
اپنے دیدار سے دروازہ سرور کا دل غمناک کے آگے کھول دیا اب مجکو بھی لازم ہو کہ اُس دردِ انتظار
کی ماری تمھاری مان کو یہ مژدۂ جان بخش سناؤن اور اُس مبتلائے رنج فراق اور تشنۂ دیدار کو تمھارے
آنے کی خوشخبری کا شربت پلاؤن یہ کہکر بادشاہ اُٹھ کھڑے ہوے اور قلعۂ مبارک مین تشریف لاکر
تاج الملوک کی مان کے پاس گئے اور ایام گذشتہ کی بدسلوکیون کا بہت سا عذر کیا آگے سے زیادہ سرفراز
کیا اور بیٹے کے آنے کا مژدہ دیا آخر عزیزہ تیری عزت بادشاہ کے دربار مین تیری خدمت کے موافق ہوگی
چاہیے کہ شاہزادے کے مانند کار شایستہ کرے تو تیری محنت شاہ کے دل مین موثر ہوا اور پیغام اپنی
ملاقات کا تجھے بھیجے بلکہ بیاہ کا نہ آپ ہی تیرے پاس چلا آئے اور بے اختیار تیرا سر اپنی چھاتی سے لگائے
اگرچہ پہلے دیدار کے لائق نہو لیکن آخر کار اُسی مقام مین آپ کو پہنچائے کہ وہان تیرا کوئی شریک نہو سکے
پھر ایسا کام نکیجیو کہ شاہزادون کے مانند داغ لعنت اُٹھائے اور کس و ناکس کے روبرو رسوا ہو

بارھوین داستان بکاؤلی کے رخصت ہونیکی زین الملوک سے اور نامہ لکھنے مین تاج الملوک کو

زین الملوک جب اپنی دارالسلطنت مین داخل ہوا بکاؤلی اُس سے رخصت ہوکر اپنے باغ مین آئی اور ایک اشتیاق نامہ تاج الملوک کے لیے لکھا پھر اُسکو تاج الملوک کی انگوٹھی سمیت سمن رو پری کو کہ خفیہ اُسکے ساتھ گئی تھی حوالے کیا اور کہا جلد جا جس وقت شاہزادے کو کاروبار دنیا سے فارغ اور تنہا پائیو ان دونون کو اُسکے ہاتھ مین دیجیو وہ اُڑ ناگن لے کر اُسی وقت اُڑی ایک دم مین تاج الملوک کے محل مین آپہونچی اور کسی طرف گھات مین لگ رہی جب تاج الملوک بکاؤلی کے دھیان مین اکیلے مکان مین آبیٹھا یہ اُسکے روبرو جاکر آداب بجالائی اور وہ امانت حوالے کی شہزادے نے انگوٹھی پہچانی

اور خط کھول کر پڑھا مضمون یہ تھا نامہ گل بکاؤلی

سخن ابتدا کر بنام خدا — کہ ہے وہ مبرا ز چون وچرا
ستاروں سے روشن کیا آسمان — کیے جن و انسان زمین پر عیان
جمال اور کرشمے پری کو دیے — جلایا دل آدمی عشق سے
پری پر دیا پھر اُسکو شرف — کیا تیر اُلفت کا اُسکو ہدف
ذرا اپنے پرتو کو لیلی پہ ڈال — ہوا قیس خود بنکے محو جمال
عیان حسن کو بنکے شیرین کیا — وہی بنکے فرہاد شیدا ہوا
ہے مہر اُسکے جلوے کی ادنی ضیا — اُسی پر ہے بیتاب ذرہ سدا
چراغ محبت کو روشن کیا — شعور اُسپہ پروانہ ہوکے جلا
ہے بعد اُسکے میر اسلام و پیام — تجھے اے شہ خوبرو نیکنام
ترے چشم و ابرو نے اے شوخ و شنگ — لگائے مرے دلپہ لاکھون خدنگ
اور اُس زلف پرخم نے اے گلعذار — کیا مثل قمری مجھے طوق دار
کیا ہے دل و جان کو خون عشق نے — جلایا درون برون عشق نے
مگر یہ سخن ہے غلط مشتہر — کہ اک دل کو ہے دوسرے کی خبر
مین جلتی ہون تجھکو خبر کچھ نہین — مرے سوز دل مین اثر کچھ نہین
ترے ہجر مین غمکدہ ہے یہ گھر — اگر تو نہ ہو خلد بھی ہے سقر
ذرا شربت وصل منھ مین چوا — لبون پر مرا دل ہے اے دلربا
کیا دل ترے غم نے ایسا فگار — ہوے ایک ٹکڑے کے ٹکڑے ہزار
مین ناسفتہ گوہر ہون اے خوش نصیب — ہے الماس کی مجکو تجسے طلب
تو دریا ہے اور مین ہون تشنہ جگر — بجھا پیاس کو میرے جلد آنکر
ترے غم مین جی سے گذر جاؤنگی — اگر تو نہ پہونچا تو مرجاؤنگی
ولے مین جو اُٹھونگی روز جزا — تو ہونگے ترے لعل لب خونبہا
جواب اُسکا پھر دیگا کیا تو مجھے — جو پوچھونگی کاہیکو مارا مجھے
نہ بول آگے بس اے زبان قلم — دکھانے کو دل کے نہین یہ بھی کم

غرض تاج الملوک نے مضمون نامہ کا کہ ہر نقطہ بھرا ہوا شوق سے اور ہر حرف پر ذوق سے تھا دریافت کیا عشق کی آگ کہ سینے مین دبی ہوئی تھی بھڑکی سیماب کے مانند بیتاب ہو کر تڑپنے لگا آتش دل کی بیقراری کو تھا نبا چار ناچار صبر کیا پھر قلم فراق رقم کو ہاتھ مین لے کر ایک بند

کاغذ کا اُٹھا کے نامے کا جواب یون لکھا نامہ تاج الملوک اے عاشقون کی جلانے والی + ہے طرز جفا تری نرالی + تو سیم تنون کی صف شکن ہے + تو عشق کی رہ مین راہزن ہے + ابرو تری آنکھ پر دہ خمدار + ہے مست کے پاس جیسے تلوار + جادو ہے تری نگاہ پنہان + یا برق برائے خرمن جان + غنچہ ہے ترے دہن سے دلتنگ + آگے ترے لب کے لعل بے رنگ + روشن ہے تجھی سے چشم امید + مین ذرہ صفت ہون تو ہے خورشید + اے نازنین زہرہ جبین وائے رشک افزائے بتان چین تیرے اشتیاق نامے کے مضامین آتشبار نے میرے استخوان کو برنگ شمع جلا دیا اور دل مہجور کو داغون سے معمور کیا شور وفغان سے حشر برپا ہوا آہ کا دھوان چار طرف گھٹ گیا اے شمع شب افروز جو داغ تیرے عشق کی سوزش سے میرے سینے مین پڑے ہین ہرگز نہ مٹین گے بلکہ جب تک ماہ کے جگر مین کلف ہے یہ بھی چمکا کرینگے یہ نجانیو کہ تیرا تصور میری آنکھون سے کسی وقت جاتا ہے یا تیری یاد کسی دم میرا دل بہلاتا ہے کوئی گھڑی نہین کہ جس مین مجکو تیری جستجو نہین اور تیرے ملنے کی آرزو نہین مین تو تیرا نام سُنکر دیوانہ ہوکر آنکھون سے راہ چلا جان کا خطرہ نہ کیا دیوؤن سے کس کس طرح سازش کی اور اُنکی گردن مین کمند محبت ڈالی جب کہین تیرے جمال جہان آرا کو ذرا دیکھا اور نمک زخم پر چھڑکا فی الجملہ میرے سینۂ سوزان کی وہ آگ ہے کہ جس کی ایک چنگاری تیرے دل مین جا پڑی یا برق اشتیاق کی ایک تڑپ ہے جو تیرے خرمن کی طرف دوڑ گئی بیت ہے فیض عشق کی سوزش جو تیرے سینے مین + شرار ایک ہے لیکن دو آبگینے مین + مین کیا کہون تجھ سے کیا ہو سکتا ہے جذبہ تیرا ہی کام کا ہے۔ بیت تا نہو دلبر کی جانب سے کشش + عاشق بیچارہ کیا کر سکے + بس زیادہ اس راز سے قلم کو آشنا نہ کیا چاہیے کہہ گئے ہین ع قلم کب آشنا ہے راز مشتاقون سے اور محرم + والسلام پھر خط کو لفافہ کرکے اپنی چشم سرمہ سائے نمناک کو بجائے مہر اُسپر رکھا اس کے بعد سمنرو پری کے ہاتھ مین دیا اور زبانی پیام باشتیاق تمام بہت سے دیے آخر وہ رخصت ہو کے بکاؤلی کے پاس آ پہونچی جواب نامے کا حوالے کیا اور زبانی بھی جو کچھ حال تھا کہہ سُنایا

تیرھوین داستان تاج الملوک کے جانے کی بکاؤلی کے پاس اور قید ہونے مین بکاؤلی کے
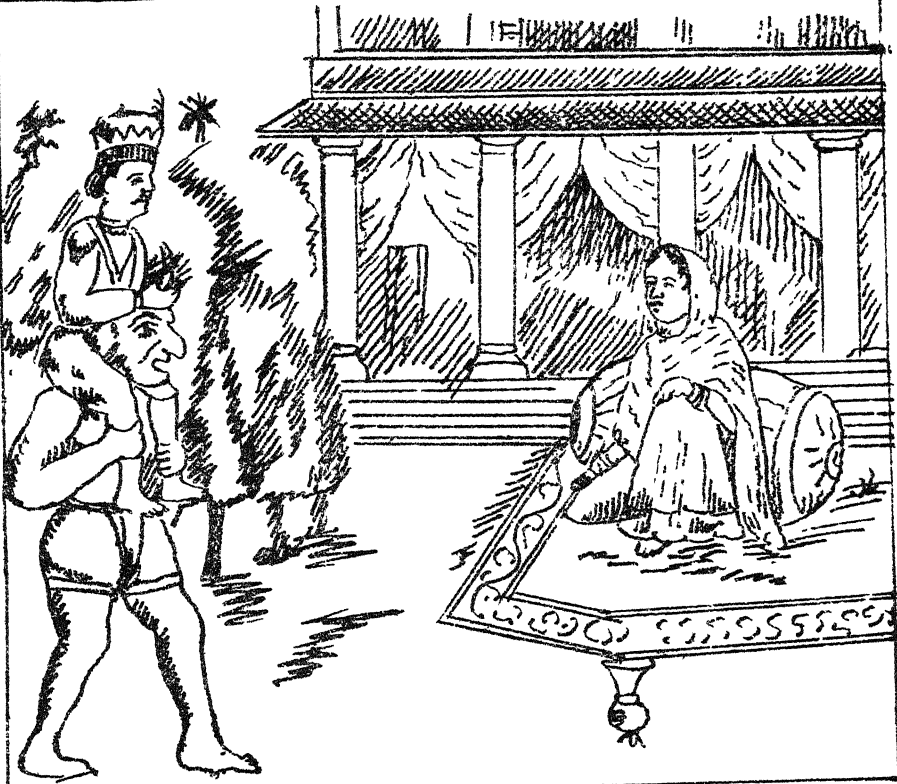
القصہ جب بکاؤلی نے تاج الملوک کا اشتیاق اپنے سے دونا پایا اور صبر و قرار طرفین کا بغیر وصال کے
محال نظر آیا سمن رو سے کہا کہ حمالہ کو جلد حاضر کر وہ سنتے ہی دوڑی ایک پلک مین جا پہونچی حمالہ اسکو
مضطرب دیکھ کر پوچھنے لگی ای بیٹیا خیر ہی ایسی گھبرائی کیون آئی ہو وہ بولی خیریت ہی شہزادی نے تمکو یاد
کیا ہی دیر نہ کرو جلدی گھبرا کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور غیر کے بُلانے سے بید کی طرح کانپتی ہوئی آئی کیا دیکھتی ہی
کہ بکاؤلی نرگس چشم یار سے بیمار ہی اور ہر قطرہ فوارے کے مانند اشکبار ماتم زدون کی صورت اُس
عشرتکدہ مین بنائے بیٹھی ہی آداب بجا لاکر سر سے پاؤن تک بلائین لیکر کہنے لگی ای یاسمن نشاط
وای گلشن انبساط تیرا غنچہ دل ایسا کیون تنگ آیا جو تونے اپنا یہ رنگ بنایا کاہیکو شبنم کی طرح
روتی ہی کس لیے پھول سے مکھڑے کو گرم گرم آنسوؤن سے دھوتی ہی تیری بلا میرے کو لگے تو ہمیشہ

خوش رہے خدا کے واسطے کچھ بات کر بول اپنے دل کے بھید کو مجھپر کھول یہ سنکر بکاؤلی نے کہا ڈھیٹھ لالر
اتنی باتین کیون بناتی ہو جان بوجھکر بھولی ہوئی جاتی ہو یہ تیری ہی آگ لگائی اور بلا لائی ہوئی ہو ان
بتے بازیون سے ہاتھ اُٹھا اور اپنی لگائی کو بجھا یہ کرتوت تیرے دا ماد کا ہو یا کسی اور کا اور اسکو
تو نے یہان تک پہونچایا یا کوئی اور لا یا غرض میرے پردۂ ناموس مین رخنہ اُسکے ہاتھ سے پڑا اور
ننگے کھلے اُسنے مجھے دیکھا اگر اپنا بھلا چاہتی ہو تو جلد جا اور اُسے مجھ تک لا حمالہ یہ بات سُنکر ہنس پڑی
اور کہنے لگی کہ تمنے اتنی ہی بات کے واسطے رو رو کر مُنھ سجایا ہو اور اپنا یہ حال بنایا ہو تم اُٹھو ہاتھ
مُنھ دھوؤ ہنسو بولو اُسکا لانا کتنا کام ہو مین ابھی کان پکڑے لے آتی ہون اور ایک آن مین
تم سے ملاتی ہون آخر وہ لنکا شرقستان کی طرف دوڑی گئی بات کی بات مین تاج الملوک
کے پاس آ پہونچی اور مُسکرا کر کہنے لگی اُٹھ رے پروانے اُڑ چل تجھے تیری شمع نے یاد کیا ہو یہ
سُنتے ہی شہزادہ بے اختیار اُسکے پاؤن پر گر پڑا حمالہ نے اُسکا سر اُٹھا کر چھاتی سے لگایا پھر
کاندھے پر بٹھا کر بکاؤلی کے ملک کا راستہ لیا اس اثنا مین جمیلہ خاتون کے کان مین یہ بھنک پڑی
کہ تمھاری بیٹی بروگن سی بنگئی ہو شاید کسی آدم پر وہ پریزاد دیوانی ہوئی ہو اس بات کی
تحقیق کرنے کو وہ بکاؤلی کے پاس آئی اور آثار عشق کے اُس مین دیکھکر بہت خفا ہوئی اور اپنا
مُنھ پیٹ کر بولی اری کواری تھکاری تو نا پید ہو یہ کسکے پیچھے بروگ لیا ہو اور کس کے لیے یہ
جوگ سادھا ہو پریون کا ننگ و ناموس تو نے کھویا اور کُل کا نام ڈبویا اُسنے یہ باتین سُنکر
کانون پر ہاتھ رکھا اور صاف مکر گئی قسمین سخت سخت کھانے لگی مان کے پاؤن پر گر پڑی اور
کہنے لگی مین نے تو آج تک عشق کا نام نہین سُنا اور آدمی کو خواب مین بھی نہین دیکھا کسی نے طوفان
جوڑا اور تہمت کی اُسکا نام سچ بتاؤ نہین تو مین اپنا خون کرونگی اور جان دونگی یہ حالت اُسکی
دیکھکر مان ہی تو تھی پگھل گئی مگر ظاہر مین رُکھائی سے بولی چل چپ رہو تنے چھنال گھنگوٹ نکر سوے
نہا اتنے مین حمالہ اُس مشتاق کو لے کر پہونچی سمن رو پری تو محرم راز تھی اُسنے اشارے سے آگاہ
کر دیا کہ وہ مسافر بھی آ پہونچا شہزادی نے بھی اشارے سے کہا کہ ایک مکان محفوظ مین چھپا رکھو
غرض پہر رات گئے تک تو بکاؤلی چار نا چار مان کے پاس بیٹھی رہی جب وہ پلنگ پر جا کر
سو رہی بکاؤلی نے دیکھا کہ خوب غافل ہوئی وہان سے اُٹھی اور دبے پاؤن چلی دل خوف سے

دھڑکتا اور جی شوق سے پھڑکتا تھا قصہ مختصر اسی صورت سے شہزادے کے پاس پہونچی اُسکی نگاہ جو نہین اس
سراپا ناز پر پڑی ہوش جاتا رہا غش ہوکر گر پڑا جب تو یہ گھبرا کر دوڑی اُسکا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا منھ سے
منھ اور گال سے گال رگڑنے لگی اُس غنچہ دہن کی بو کہ گلاب سے بہتر تھی سونگھتے ہی شہزادے کے دماغ مین
قوت آگئی ہوش مین آیا آنکھین کھولدین اپنے سر کو اُس زہرہ جبین کے زانو پر دیکھا کوکب بخت کو
اوج پر پایا خوش و خرم اُٹھ بیٹھا پھر تو پیار کی آنکھین طرفین سے پڑنے لگین یہان تک ٹکٹکی بندھ گئی آخر شراب
شوق کا پیالہ چلنے لگا نشہ اشتیاق دونون کو چڑھا پردہ حجاب بیچ سے اُٹھ گیا چالاکی اور بیباکی کا بازار
گرم ہوا شرم و حیا نے کنارہ کیا جام وصل دونون نے پیا اور آتش فراق کو ٹھنڈا کیا مثنوی

ہزار افسوس پھر چرخ پر زور
جو ڈالے اک دل مین نور شتابی

اگر یکجا مشتری کو ماہ سے دور
تو بخشے اُسکو سو داغ جدائی

جہان دو شخص بیٹھے ملکے یکجا
غلط ہے یہ کہان امن و فا ہے

وہین سنکا جدائی اُسنے پھینکا
کمان مین اُسکی بس تیر جفا ہے

اتفاقاً جمیلہ خاتون آدھی رات کے وقت چونک پڑی چاندنی کی بہار سے باغ بھی اُسوقت نور باغ
بن رہا تھا بیدھڑک اُٹھ کھڑی ہوئی اور سیر کرنے لگی ناگاہ اُس جگہ جہان وہ دونون خوابیدہ بخت
سوتے تھے جا نکلی اس حالت کو دیکھتے ہی اُسکی آتش غضب کا شعلہ بھڑکا غصہ روکا گیا تاج الملوک
کو مانند [illegible] گل ارغوان بنا دیا
اُسکے بعد گلستان ارم مین کہ اُسکے باپ کا تخت گاہ تھا [illegible] اور جو اپنی آنکھون سے دیکھا
تھا فیروز شاہ سے کہا سُنکر [illegible] خوش بیان چرب زبان اُس شمع رو کی مصاحبت مین مقرر
کین کہ اُسکو نصیحت کیا کرین [illegible] اُلفت اُسکے لوح دل سے دھویا کرین چنانچہ وہ
اس کام مین دن رات مشغول رہین لیکن بکاؤلی کی دبی ہوئی آگ عشق کی اُنکی باتون سے
سلگ اُٹھی تھی شعلہ اشتیاق دونا بھڑک جاتا تھا دن بھر کسی کے ساتھ سمجھکر کاٹتی تھی اور رات بھر
یار کے خیال مین جاگتی تھی اور یہ غزل اپنے حسب حال پڑھتی تھی غزل

کوئی نہ میری طرح سے ہو مبتلائے فراق
خطاب مجھ کو ملا ہو کیا بادشاہ فراق
فراق کو تری فرقت کا مبتلا کر دون
فلک کے ہاتھ سے اب ٹوٹ جائے پائے فراق

تمام عمر رہے سر سے کبھی بلائے فراق
ہمیشہ سینہ سوزان سے شعلے اُٹھتے ہین
کہ خون بجگر [illegible] دیدہ ہائے فراق
[illegible]

غریب عاشق و بیدل فقیر سرگردان
دل و جگر کو جلاتے ہین اغنیائے فراق
کہان فراق کہان مین کہان و رنج و تعب
فراق کو بھی کوئی ہو جو دے سزائے فراق

اگر فراق ملے مجکو جان سے مارون ٭ سرشک دیدہ سے بھردون مین خونبہاے فراق ٭ بقول حافظ شیراز
اب مرے دل سے ٭ برنگ مرغ سحر آتی ہی صداے فراق ٭ جب پریون نے اُسکے مزاج مین دن بدن
سودے کو بڑھتے پایا جانا کہ عشق نے اُسکے دل مین گھر بنایا ناچار ہوکر فیروزشاہ سے عرض کی کہ ہمنے
اپنا بہتیرا مغز پھرایا مگر فائدہ کچھ نہ پایا وہ کسی طرح ہمین سمجھتی پتھر کو جونک نہین لگتی خبر شرط تھی
سو کی آگے جو ارشاد ہو فیروزشاہ نے اس ماجرے کو سُنکر جانا کہ بیٹی ہاتھ سے جاچکی نصیحت
مطلق نہین سُنتی بکاولی کو طلسمات مین قید کیا اُس سیمین کے پانون مین سونے کی زنجیر کو بھر دیا

چودھوین داستان تاج الملوک کے دریاے محیط مین پڑنے کی اور سلامت پہونچنے کی وہان سے بیابان مین اور تبدیل ہوجانے مین صورت اصلی کے

کہتے ہین کہ جب جمیلہ خاتون نے شاہزادے کو ہوا پر پھینکا وہ ایک دریاے عظیم مین جا پڑا اور اُسکے
تلاطم سے تہ وبالا ہونے لگا کبھی موتی کے مانند نیچے جاتا تھا اور کبھی حباب دریا کی طرح پانی پر
تیر آتا تھا چند روز کے بعد کنارے پر پہونچا سچ ہی کہ عاشقون کی جان عزیز تک اجل کا ہاتھ
یکبیک نہین پہونچتا اور موت کا پنجہ اُنکے مرغ روح کی گردن نہین مروڑ سکتا کوئی رمق جان باقی
رہی تھی تری سے خشکی مین آیا آفتاب کی گرمی سے ہاتھ پانون کھلے حرکت کے قابل ہوے اور بدن
مین زور پیدا ہوا اُٹھکر ذرا آگے بڑھا سامنے ایک جزیرہ نظر آیا اُس مین جاکر وارد ہوا اقسام اقسام
کے میوہ دار درخت اُس مین تھے اِدھر اُدھر پھرنے لگا اتنے مین ایک ایسا باغ نظر آیا کہ اُسکے
درختون کے پھل آدمیون کے کلے کے مانند تھے جو اُنسے دوچار ہوا وہ کھل کھلا کر ہنس پڑے
پھر سب کے سب زمین پر گر پڑے ایک ساعت کے بعد اور کلے اُن شاخون مین پیدا ہوگئے شاہزادہ یہ
تماشا خدا کی قدرت کا دیکھکر نہایت حیران ہوا ایکدم ٹھہرا اور وہان سے آگے بڑھا ایک باغ انار کا ملا
اُسمین ہر ایک انار گھڑے کے برابر تھا تاج الملوک نے ایک انار جو توڑا اُس مین سے چھوٹے چھوٹے
چرند خوشرنگ نکل آئے پھر سب کے سب چڑیون کی طرح اُڑگئے شاہزادہ یہ صنعت خالق کی دیکھکر اور
بھی دنگ ہوا علیٰ ہذا القیاس ایسے ہی ایسے عجائب اور غرائب چند روز تک دیکھا کیا غرض جس سرزمین
پر جا پہونچتا ایک نیا ہی تماشا نظر آتا کسی طرح وہان سے رہائی نہ پاتا تھا ایکدن نہایت تنگ ہوکر

ہر طرف سے لکڑیان جمع کین پشتارا باندھا پھر خدا کا نام لے کر دریا مین ڈالدیا اور اُسپر جا بیٹھا کئی روز
کے بعد وہ ایک کنارے پر جا لگا یہ اُتر کر آگے چلا ایک بیابان ہولناک مین جا کر وارد ہوا شام کیوقت
درندون کے ڈر سے درخت پر جا بیٹھا پھر رات ہوگئی ایک سناٹے کی آواز دکھن کی طرف سے کان
مین پہونچی ہر چند شاہزادے نے داہنے بائین دیکھا لیکن کوئی نظر نہ آیا آخرش ایک اژدہا پہاڑ سا
نظر آیا اور اُسی درخت کے نیچے کہ جسپر شاہزادہ تھا آیا اُسکی صورت دیکھنے سے اُسکے حواس اُڑ گئے درخت
کی ڈالی سے لپٹ کر دم بخود ہو گیا ایک ساعت کے بعد اژدہے نے ایک کالا سانپ اپنے مُنھ سے
نکالا اور اُسنے ایک من آفتاب سا چمکتا ہوا اُگل کر درخت کے نیچے رکھدیا اُسکی روشنی سے چار کوس کے
عرصہ تک جتنے جنگل پہاڑ تھے روشن ہو گئے اور وحوش و طیور اُسکے آگے آ کر ناچنے لگے آخر مدہوش
ہو کر گر پڑے وہ اُنکو دم کی کشش سے کھینچ کھینچ کر نگلنے لگا یہان تک کہ اُسکا پیٹ بھر گیا سانپ اُسکے
من کو نگل گیا اور وہ سانپ کو پھر جس طرف سے آیا تھا اُسی طرف کو چلا گیا شاہزادے کے جی مین
یہ لہر آئی کہ ایسی تدبیر کیجیے کہ جو یہ من ہاتھ لگے عقل دوڑانے لگا آخر سوچتے سوچتے صبح ہوگئی پھر دریا
کی طرف گیا اور وہان سے ایک بڑا لوندا کیچڑ کا اُٹھا لایا اور شام کے وقت درخت پر چڑھ کر اُسی طرح
بیٹھ رہا اژدہا بھی اپنے وقت معین پر آ پہونچا اور بدستور سانپ کو مُنھ سے نکالا اور اُسنے من کو
شاہزادہ گھات مین بیٹھا تھا اس حکمت سے اُس گل حکمت کا لوندا من پر ڈالا کہ گل حکمت کر دیا
تمام اندھیرا ہو گیا ہاتھ کو ہاتھ سوجھنے سے رہگیا اژدہا اور سانپ سر ٹپک ٹپک کر مر گئے نور کے ٹکڑے
درخت سے اُترا اور وہ مہرۂ نورانی کیچڑ سے نکالکر اپنی کمر مین باندھا اور آبادی کی توقع پر
آگے چلا تمام دن دشت پیمائی اور صحرا نوردی مین کاٹتا تھا جب رات ہوتی تھی کسی درخت
پر جیسے عطر بیٹھے رہتا تھا غرض دن رات اسی طرح بسر کرتا تھا اتفاقاً ایک رات کو جس درخت پر بیٹھا تھا
اُسپر ایک بوستی ہوئی مینا کا آشیانہ تھا وہ اپنے بچون کو اکثر کہانیان نقلین سنایا کرتی تھی اور ہر ایک
فن کی گھاتین بتایا کرتی تھی اسلیے کہ کان پڑی بات ایک نہ ایک دن کام آتی ہے اُس رات کو بچون نے
مینا سے کہا اے اما جان کوئی بات اس بیابان کی تو کہو مینا بولی کہ اس جنگل مین گنج بیشمار جا بجا گڑا ہے
اور اُسکے سوا یہان سے دکھن کی طرف ایک حوض کے کنارے ایک بڑا درخت ہے کہ اُسکو سراج القطب کہتے
ہین اگر کوئی اُسکے پوست کی ٹوپی بنا کر پہنے تو وہ کسی کو نظر نہ آئے اور وہ سب کو دیکھے لیکن اُس جگہ کوئی

ہوپہنچ نہین سکتا کیونکہ اُسکا ایک بڑا سانپ نگہبان ہی اُسپر تلوار و تیر کچھ کارگر نہین ہوتا بچون نے مینا
سے پوچھا کہ پھر کس طرح کوئی وہان پہونچے مینا نے کہا ایسا کوئی جوانمرد ہو کہ گھبرا نہ جاوے اور ہمت
باندھے ہوے اُس حوض کے کنارے آپ کو پہونچاوے وہ سانپ لپک کر جب اُسپر آوے وہ حوض مین
کود پڑے فوراً اُسکی صورت کوّے کی ہوجاویگی کچھ اُسکا اندیشہ نکرے اور اُڑکر اُس درخت کے پچھم طرف
ڈالی پر جا بیٹھے اُسمین کتنے سبز اور کتنے لال پھل لگے ہین اگر لال پھل توڑکر کھا جائے تو پھر اپنی اصلی صورت پر
آجائے اور سبز پھل کی یہ تاثیر ہی کہ جو اُسکو سر پہ رکھے تو کوئی حربہ بدن پر اثر نکرے اگر کمر مین باندھے تو ہوا پر اُڑتا پھرے
اور پتون کا خواص یہ ہی کہ زخم پہ اُنھین رکھے تو فوراً بھر آوے اگر اُسکی لکڑی ہزار من لوہے کے قفل کو چھوائے تو اُسیوقت
کھلجائے تاج الملوک یہ عجیب و غریب باتین سُنکر حد سے زیادہ اس درخت کا مشتاق ہوا صبح ہوتے ہی اُس پتے پر چلا پھر جوتے
آپ کو اُس حوض تک پہونچایا سانپ بھی اُسکو دیکھتے ہی لپکا شہزادہ مطلق نہ جھجکا حوض مین کود پڑا پھر کوّا بنکر اُس
درخت کی اُسی میوہ دار ڈالی پر جا بیٹھا اور ایک لال پھل کھا کر اپنی اصلی صورت پر آگیا پھر اسکے بعد کچھ سبز پھل
توڑکر کمر مین باندھے اور ایک لکڑی بھی لاٹھی کے موافق لے لی پھر تھوڑیسی چھال کہ جسمین ٹوپی بنے اور کچھ پتے لے کر
وہان سے اُڑا چند روز کے بعد جنگل سے باہر نکلا آثار آبادی کے دکھائی دیے وہان ایک نوکدار لکڑی لیکر اپنی ران
کو چیرا اور کالے کا من اُسمین رکھکر وہی پتے زخم پر رکھ دیے فوراً اچھا ہو گیا پھر وہان سے آبادی کی راہ لی

پندرھوین داستان پہونچنے مین تاج الملوک کے ایک حوض پر اُس مین غوطہ مارکے تبدیل ہونا اُس کی شکل کا

نقل ہی کہ تاج الملوک ایک سنگ مرمر کے حوض پر جسکے چارطرف رنگ برنگ کے پھول پھولے ہوے تھے
جا پہونچا وہ سہانی جگہ اور ٹھنڈی چھانو دیکھ کر شاہزادہ ایک آن سوگیا جب آنکھ کھلی اور پانی کی صفائی
ملاحظہ فرمائی ٹوپی اور عصا ایک درخت کے نیچے رکھکر اُس مین اُترا اور غوطہ مارا جو ہین پانی سے باہر نکلا
اُس حوض اور مکان کو نپایا بلکہ ایک شہر کے متصل جا پہونچا اِسکے سوا کیا دیکھتا ہی کہ علامت مردی
کی جاتی رہی اور صورت عورتون کی سی ہوگئی گل سے رخسارے کہ خط سبز سے سبزہ زار تھے یاسمن کے
مانند مصفا ہوگئے اور صندل سی چھاتی پر آثار پستون کے نمود ہوے تاج الملوک اس آفت ناگہانی
سے نہایت گھبرایا صبر کے سِوا اور کچھ تدبیر نہ سوجھی ناچار شکیبائی اختیار کی اور ایک جگہ
شرمندہ ہوکر بیٹھ گیا اِس مین ایک جوان وہان آیا اُسنے دیکھا کہ ایک عورت نوجوان پاکیزہ رو
نہایت حسین بیٹھی ہی اگر حور کہیے تو روا ہی اور پری کہیے تو بجا ہی غرض جوانکا دل اُسپر آگیا پوچھا
اے نازنین تجھپر ایسی کیا آفت پڑی ہی جو اس ویرانہ مین آکر بیٹھی ہی اُسنے کہا میرا باپ تاجر تھا
جہان تجارت کے واسطے جاتا تھا مجکو اپنے ساتھ لیجاتا تھا کل اس جنگل مین مع قافلہ آکر اُترا آدھی رات
کو ڈاکہ پڑا بہت مال لٹ گیا وہ رفیقون سمیت مارا گیا ساتھ چھٹ گیا قافلہ کے لوگ اپنی اپنی جان
لے کر بھاگ گئے فقط مین اس ویرانہ مین بیکس رہگئی اب یہان نہ کہین رہنے کا ٹھکانا ہی نہ بیٹھنے کا
نہ طاقت چلنے کی ہی جوان نے کہا اے نازنین اگر تو مجھے قبول کرے تو مین تجھے اپنے گھر لیچلون اور صاحبِ خانہ
بناکے رکھون اسکی بھی آتش شہوت جوان کے دیکھنے سے شعلہ زن ہوئی تھی اس بات پر راضی ہوکر
اُسکے ساتھ گیا جورو بننے کے سوا اور کچھ بن نہ آیا اس واردات عجیب سے کبھی ہنستا اور کبھی روتا ہر طرح
سے اپنے دن کاٹتا اِس اثنا مین اُسے حمل نمود ہوا نو مہینے کے بعد ایک بچہ جنا چالیسوین روز
ایک حوض مین کہ اُسکے گھر کے نزدیک تھا جاکے ایک غوطہ مارا جو ہین سر اُٹھایا تو دیکھا نہ وہ
سرزمین ہی اور نہ وہ صورت خدا کی قدرت سے آپ کو ایک حبشی جوان کی شکل دیکھا کہا الحمد للہ اگرچہ
جمال اصلی تو نہین ملا لیکن عورت سے پھر مرد تو ہوا غرض اسی خیال مین تھا کہ ناگاہ ایک عورت
حبشن کی سی وضع اوپر کا ہونٹھ اُسکی ناک کی پھنگ سے لگا ہوا اور نیچے کا ٹھوڑی کے نیچے
پڑا ہوا کان شانون تک چھاتیان رانون تک سر کھولے ہوے زبان سے ہونٹھ چاٹتی ہوئی
سامنے سے نمود ہوئی اور اُسکی کمر پکڑکر پکاری کہ اے بے حمیت تین دن سے لڑکے بھو کے پیاسے

مرتے ہین اور مین تیری تلاش مین سرگردان پھرتی ہون تو کہان چھپ رہا تھا بھلا جو ہوا سو ہوا
اب دو تین دن کی لکڑیان تو لا کہ انکو بیچکر لڑکے بالے کھانے کو لائین تاج الملوک نے آسمان
کی طرف دیکھکر کہا خدایا کب تک مجکو اس عذاب مین گرفتار رکھے گا ابھی دیو کے ہاتھ سے چھوٹ کر
دم نہین لیا تھا کہ بلا کے پنجے مین پھنسا قصہ کوتاہ وہ ناپاک کشان کشان اپنے گھر لیگئی چار طرف سے
لڑکون نے آکر گھیر لیا کہ بابا ہمارے واسطے کیا لائے شہزادہ چپکا ایک ایک کا منھ دیکھنے لگا اتنے مین
اُس چڑیل نے ایک کلھاڑی تاج الملوک کے ہاتھ مین دی کہ جاکر لکڑیان کاٹ لا شہزادہ اس فرصت
کو غنیمت سمجھا جنگل مین گیا لیکن اس طلسمات عجیب کی حالت سے حیران تھا دل مین سوچا کہ دوبار
حوض مین غوطہ مارنے سے صورت تبدیل ہو چکی ہی تیسری دفعہ بھی امتحان کیجیے اور دیکھیے کہ اب
کیسی شکل بنتی ہی پھر ایک حوض مین جاکر غوطہ مارا جب سر نکالا آپ کو بصورت اصلی پہلے حوض
کے کنارے پر پایا لاٹھی اور ٹوپی کو بے تفادت رکھے ہوے دیکھا سجدہ شکر کا درگاہ الٰہی مین بجالایا
اور دل مین ٹھہرایا کہ اب کسی حوض مین غسل نہ کیجیے بلکہ ہاتھ بھی نہ ڈالیے پھر لاٹھی ہاتھ مین لے اور
ٹوپی سر پر رکھ روانہ ہوا اے یاران دہر حق تعالیٰ نے بنی آدم کے سر پر کرامت کی ٹوپی پہناکر اور
عصمت کا عصا ہاتھ مین دیکر طلسم گاہ دنیا مین کہ مزرع آخرت ہی عاقبت کی تکمیل کے لیے بھیجا ہی پس
انسان کو چاہیے کہ گل اور خار اور آب و شراب خوب پہچانے ہر ایک باغ کے پھول کو نہ سونگھے ہر ایک نہر سے
گھڑا نہ بھرے کہ یہان کانٹے گل سے رنگین اکثر ہین اور شراب بصورت آب ادھر اُدھر ہی آے عزیز
اگر گوہر دنیا کے لینے کو چشمۂ جہان مین غوطہ ماریگا مقرر اپنا کلاہ اور عصا کھو دیگا یہ حکم اس بات پر
ہی کہ طالب دنیا مونث ہین اور طالب مولی مرد ہین تیرا پیکر معانی جو مانند مرد کامل ہی بصورت نان
ناقص العقل ہو جائیگا بس اسوقت خفیبائی کے سوا کچھ چارہ نہین چاہیے کہ دم بخود ہو کر پھر دریاے
ذکر الٰہی مین غوطہ مارے اسکے بعد جو سر اُٹھادیگا وہی عصا ہاتھ مین اور وہی ٹوپی سر پر دیکھے گا

سولھوین داستان پہونچنے مین تاج الملوک کے دیو سیاہ پیکر کے مکان مین اور ملنے مین بکاؤلی کی چچازادبہن روح افزا سے

نقاش سخن اس حکایت کی تصویر صفحۂ بیان پر یون کھینچتا ہی کہ جب تاج الملوک نے یہ صدمے اُٹھائے

پھر زمین پر پانؤن رکھنا چھوڑ دیا سبز میوے کی قوت سے ہوا پر جاتا تھا ایک روز ایسے پہاڑ پر
گذرا کہ کوہ قاف بھی اُسکے آگے ایک پشہ سا نظر آئے اُسپر ایک پتھر کی حویلی دیکھی شاہزادہ تفتیش
حال کے لیے اُس مین گیا ہر چند پھرا لیکن کسی ذیحیات کا اثر وہان نہ دیکھا ہر ایک مکان کو ڈھونڈھنے لگا
ناگاہ ایک آواز دردناک اُسکے کان مین آئی وہان جاکر دیکھا ایک عورت خوب حسین کہ جسکی صفائی
پر نظر پھسلی جاتی تھی بلکہ اُسکے دیکھنے سے ہاتھ پانؤن مین سنسناہٹ چلی آتی تھی پلنگ پر لیٹی ہچکیان
لے لے روتی تھی شہزادے نے سر سے ٹوپی اُتار کر اُس سے پوچھا کہ اے آرام جان اس جوانی کے عالم
مین تیری جدائی تیرے عاشق بیدل کے دل پر ایک ستم ہے اور تیرے تریاق وصل سے دوری
اُسکی حق مین سم ہے تو نے اُس سے کنارہ کیون کیا اور داغ فراق کا اُس بیچارے مشتاق کے
دل پر کسواسطے رکھا اس نازنین کو یہ کلام رندانہ سنکر بہت حیا آئی اور اُس چھیڑ چھاڑ کی باتون
سے نہایت شرمائی پھر دوپٹے کا آنچل مُنھ پر لیکر بولی ارے تو کون ہے مگر تلاشی عزرائیل کا ہے جلدی
یہان سے بھاگ نہین تو ابھی مارا جائیگا تاج الملوک بولا اگر میرا سر کہ فی الحقیقت میرے نزدیک ایک بار
ہے تجھے رغبت ہو تو حاضر ہے اور جو کسی دشمن سے ڈراتی ہے تو ہرگز مین نہین ڈرتا شعر نہین ڈرتا مین مرنے سے
ڈراتی ہے تو کیا مجھکو ✤ کہ جی پر کھیلنا ہے سہل رند لاابالی کا ✤ بہر حال تو مجھے اپنے حال سے مطلع کر اُس
زہرہ جبین نے سر اُٹھا کر کہا کہ مین پری ہون اور میرا نام روح افزا ہے مظفر شاہ تخت نشین جزیرہ فردوس
کا میرا باپ ہے ایک روز مین اپنے چچا کی بیٹی کی عیادت کے لیے کہ اُسکا نام بکاؤلی ہے گلستان ارم مین گئی
تھی پھرتے ہوے ایک دیو سیاہ رو نے راہ مین مجھے پکڑا اور یہان لے آیا اب مجسے نزدیکی کیا چاہتا ہے
اور مین دور بھاگتی ہون اسواسطے مجکو نئی نئی طرح سے ستاتا ہے اور ہر روز ایک آفت تازہ میرے سر پر لاتا ہے
یہ سنکر تاج الملوک نے پوچھا کہ تیرے چچا کی بیٹی کو کیا مرض ہے اُسنے کہا وہ کسی آدم زاد سے عشق رکھتی ہے
مگر مدت کے بعد اُسسے بہزار خرابی وہ ملا تھا ایسا بجوگ پڑا کہ پھر جدا ہو گیا اب اُسکے فراق مین وہ
رشک حور مجنون کے مانند دیوانی ہو رہی ہے اور اپنی جان شیرین کو اُس فرہاد وقت کے غم مین
کھو رہی ہے کچھ اسکا تدارک نہین ہو سکتا اس لیے میرے چچا نے اُسکو قید کیا ہے اور ناچاری سے
اُسکی اذیّت کا صدمہ اپنے اوپر لیا ہے اس ماجرے کو سُنکر شہزادے کی حالت تغیر ہو گئی
آنکھین بھر آئین لب پر آہین دل و دماغ مین خلل ہو گیا چہرے کا رنگ اُتر گیا روح افزا نے

یہ حالت دیکھ کر کہا باوجودان گرمیون کے موجب آہ سرد کا کیا ہی شہزادہ بولا کہ مین وہی گرفتار
بلاے دوری ہون جسکی مہجوری سے تیرے چچا کی بیٹی کی وہ حالت ہوئی ہی اُدھر اُسکا دل
گھبراتا ہی ادھر میرا آوارگی مین جی جاتا ہی غرض شاہزادے نے اپنا تمام قصہ روح افزا کے روبرو کہا
وہ سُنکر نہایت متعجب ہوئی اور دونون کی محبت پر ہزار ہزار آفرین کی اُسکے بعد کہنے لگی اگر مین
اس دیو کی قید سے نجات پاتی تو تیرے جگر کے زخم پر مرہم لگاتی شاہزادے نے کہا اب تجکو کون
روک سکتا ہی اس قید خانے سے ابھی نکل جس طرف تیرا جی چاہے شوق سے چل اگر اس دیو کا
تیرے جی مین ڈر ہی تو دیکھ لیجیو کہ ایک ہی حملے مین اُسکا کیا حال کرتا ہون لیکن اندیشہ یہ ہی کہ
میرے پاس کوئی حربہ نہین روح افزا نے دیو کا سلح خانہ اُسکو بتا دیا اُسنے پھر وہان جاکر ایک
تیغ آبدار اُٹھا لیا اُسکے پاس جاکر سراج القرطب کا عصا پاؤن مین چھوایا بیڑیان اُس نازنین
کے پاے نازک سے کٹ کر گر پڑین اسکے بعد دونون نے جزیرۂ فردوس کی راہ لی چندان دور
دونون نہ گئے تھے کہ ناگاہ ایک آواز مہیب پیچھے سے آئی روح افزا نے کہا اے شاہزادے ہوشیار ہو
دشمن خونخوار آن پہونچا فوراً تاج الملوک نے کلاہ بغل سے نکالکر روح افزا کے سر پر رکھدی اور آپ
دیو کی طرف متوجہ ہوا دیو بھی سامنے آیا شاہزادے نے للکار کر کہا کہ او دیو لعین خبردار قدم آگے
نہ بڑھانا نہین تو ایک ہی ہاتھ مین دو ٹکڑے کر دونگا دیو یہ سُنکر بجلی کی طرح تڑپا اور دانت نکالکر
بولا عجب تماشے کی بات ہی کہ چیونٹی ہاتھی سے مقابلہ کیا چاہتی ہی اور چڑیا سیمرغ سے لڑا چاہتی ہی
مجھے ننگ آتا ہی کہ مکھی کے خون سے کیا ہاتھ بھرون اور جس ہاتھ کے طمانچے کا زور کوہ قاف کے
مُنھ کو پھیر دے ایک مشت خاک پر کیا مارون خیر میری معشوقہ کو مجھے دے اور تو اپنی راہ لے
کہ میرا دل اُسکے شمع جمال پر پروانہ کی طرح جلتا ہی اور اُسکے سوز عشق سے دمبدم پگھلتا ہی
شاہزادے نے کہا اے مردود گندہ دہن لائق نہین کہ تو روح افزا کو اپنی معشوقہ کہے خدا کا خوف
کرتا ہون نہین تو ابھی تیری زبان کاٹ لون دیو نے یہ زبان درازی اور لاف زنی شاہزادے
کی دیکھ کر دیگ کے مانند آتش غضب سے جوش مین آکر سو من کا پتھر اُٹھا کر شہزادے کی طرف
پھینکا وہ اُس سبز گھوڑے کے زور سے اُچک کر ہوا پر جا تا رہا اور سراج القرطب کا عصا ایسا
دیو کی گردن پر مارا کہ تمام بدن اُسکا کانپ گیا اُسکے بعد غصے سے کہا کہ دور ہو اے لعین ایکبار

تو مین نے رحم کیا اگر ایک ہاتھ اور مارتا تو دو ہی کر دیتا جب دیو نے حریف کو نہایت شہ زور پایا ایسا شور
مچایا کہ چارون طرف سے ہزارون دیو گاؤ سر اور فیل تن آ پہونچے شہزادے کو گھیر لیا تاج الملوک نے بھی اُسی میدان
مین جیسی چاہیے ویسی ہی جوانمردی کی داد دی اور دیوؤن کی لڑائی بات کی بات مین ماری اشعار

یہ تلوار کی اُس جری نے وہان	زمین ہلگئی کانپ اُٹھا آسمان	لڑائی نے ہر سمت گاڑے تھے پا
کہین صلح کی ہاتھ آئی نہ جا	کیے قتل اُسنے تو لاکھون پلید	یہ تیغ اُسکی کھیتی تھی ہل مین فرید
وہ انسان دیوؤن سے ایسا لڑا	کہ مریخ کہنے لگا مرحبا	تڑپتے تھے وہ خاک پر بے شمار
زمین ہوگئی تھی کف رعشہ دار	بہا تھا یہ اُنکے تنون سے لہو	کہ تھی کوہ پر خون کی آب جو

غرض جو بچے بھاگے پھرتی کے ساتھ | رہا کھیت بس شاہزادے کے ہاتھ

لیکن تاج الملوک لڑتے لڑتے اور چالاکیان کرتے کرتے بہت تھک گیا تھا غش کھا کر گر پڑا روح افزا
دوڑی آئی اور سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا گلبرگ سا ہاتھ اُسکے سینے پر پھیرا اور اپنے بوے دہن سے
کہ رشک غنچۂ گل تھی ہوش مین لائی اور ٹوپی سر سے اُتار کر شہزادے کے آگے رکھدی اور اُسکی
جوانمردی پر ہزار ہزار آفرین کی پھر اُٹھ کر جزیرہ فردوس کی راہ لی جب دونون نزدیک شہر کے
پہونچے روح افزا تاج الملوک کو ایک باغ مین کہ اُسکا نام بھی روح افزا تھا بٹھا کر آپ مان باپ
کی ملاقات کے لیے گئی اُنھون نے اُسکے آنے سے زندگی دوبارہ پائی اُسکا ماتھا اور آنکھین
چومین پھر سرگذشت پوچھی روح افزا نے اذیت دیو ستمگار کی اور مروت اور جوانمردی شاہزادے
شجاعت شعار کی بیان کی لیکن یہ نہ کہا کہ بکاولی کا عاشق وہی ہے مظفر شاہ سنتے ہی اُٹھکر باغ
مین گیا اور شہزادے کا شکرہ احسان بمرتبہ بجا لایا مدارات بہت سی کی ایک مسند پاکیزہ اور
نئی بچھوادی پھر کتنی پریان اور پریزاد اُسکی خدمت کے لیے مقرر کرکے اپنے دولتخانہ مین آیا

سترھوین داستان خط لکھنا مظفر شاہ کا فیروز شاہ کو روح افزا کے پہونچنے کا اور آنا بکاولی کا مان کے ساتھ اُسکی ملاقات کے لیے

راوی شیرین زبان یون بیان کرتا ہو کہ مظفر شاہ نے ایک خط روح افزا کے پہونچنے کا فیروز شاہ کو
لکھکر بھیجا وہ اُسکو پڑھکر نہایت شاد ہوا اور فرمایا کہ جمیلہ خاتون روح افزا کے دیکھنے کو جلد جائے اور

اسکو اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے بکاؤلی نے جو ماں کے جانے کی خبر سُنی کہلا بھیجا کہ مین بھی بہن کی
ملاقات کو تمھارے ساتھ چلونگی جمیلہ خاتون نے اس بات کو مناسب جانا اسواسطے کہ شاید وہان
کے جانے سے اِسکا غنچۂ دل کھِلے اور مکانات مختلفہ کی سیر سے زنگ کدورت آئنہ دل سے جائے
پانون کی زنجیر کاٹ دی اور اپنے ساتھ لے کر جزیرۂ فردوس کی راہ لی مظفر شاہ نے جب سُنا کہ
جمیلہ خاتون مع بکاؤلی آتی ہو روح افزا کو استقبال کے لیے بھیجا جب اُس سے دوچار ہوئی روح افزا
نے چچی کو جھک کر سلام کیا اور قدمون پر گر پڑی اُسنے سر اُٹھا کر چھاتی سے لگایا آنکھین چومین
بلائین لین پھر دونون بہنین دیر تک آپس مین گلے ملین مبارک سلامت کی صدا طرفین سے بلند
ہوئی پھر روح افزا نے مُسکرا کر بکاؤلی کے کان مین کہا تمھین بھی اپنے چاہیتے حکیم کا آنا مبارک ہو
اب اُسکو شوق سے نبض دکھاؤ اور شربت وصل پیو یہ سُنکے ماں کے خوف سے اُسوقت تو خاموش
ہو رہی پوچھ نہ سکی پر دل ہی دل مین کچھ شاد کچھ مغموم ہوئی القصہ روح افزا دونون کو اپنے گھر
بآئین شایستہ لائی مظفر شاہ اور حسن آرا بھی جمیلہ خاتون سے ملے نہایت شفقت اور مہربانی
سے پیش آئے پھر اِدھر اُدھر کا مذکور نکلا دروازہ گفتگو کا کھلا آخرش روح افزا کی رہائی کا ذکر بھی
درمیان مین آیا اُسنے اُسکو اور ہی ڈھب سے ادا کیا غرض جمیلہ خاتون ایک رات رہکر دوسرے
دن رخصت ہوئی روح افزا نے اُسوقت عرض کی کہ مین چاہتی ہون چندروز بکاؤلی میرے پاس
رہے شاید یہان کے رہنے سے اُسکے آئینہ طبع کا زنگ چھٹے نور عقل اُسمین نمایان ہو اور تاریکی
سودا پنہان جمیلہ خاتون نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہو چنانچہ ایک ہفتہ کی اجازت دی اور گلستان ارم
کی راہ لی روح افزا بکاؤلی کو اکیلا پاکر میٹھی باتین عشق آمیز کرنے لگی طول بہت سا دیا آخر
تاج الملوک کے سوز و گداز سے بھی کچھ کنایہ کیا بکاؤلی ہمچشمی کے سبب سے شرمندہ ہوگئی اور مارے
حیا کے پانی پانی ہوگئی پھر غصے سے مُنھ پھیر کر بولی واہ واہ بوا مجھے یہ ہنسی خوش نہین آتی اور ایسی
چھیڑ چھاڑ نہین بھاتی یہ تم اپنی بیتی ہوئی مجھے پردے مین سُناتی ہو مین نے جانا کہ تم اس دیو کا
دل ہی دل مین غم کھاتی ہو یہ کہاوت تم پر پھب گئی مثل ہاتھون مہدی پانون مہدی اپنے لچھن
اور ون دینیدی + بس زیادہ بیہودہ مت بکو قسم ہے حضرت سلیمان کی مین ابھی اپنے گھر چلی جاؤنگی
پھر کبھی تمھارے گھر نہ آؤنگی بھلا شمع فانوس کو پروانہ سے کیا نسبت اور غنچہ سربستہ کو بلبل سے کیا مناسبت

کہاں پری کہاں انسان یہ تمہارا صرف گمان ہی روح افزا نے جب دیکھا کہ یہ کسی طرح ہاتھ نہیں آتی اور
کسی صورت دھوکا نہیں کھاتی کہنے لگی اے بہن یہ تو مین نہین کہتی کہ تو کسی کو چاہتی ہی یا خدانخواستہ
کسی کے درد سے کراہتی ہی بلکہ مین تو یہ کہتی ہون کہ تو شمع فانوس ہی کوئی پروانہ جو آپ سے آکر جلے تو
تجکو اُس کے جلنے سے کیا اگر ہزارون گل نیلوفر دریاے عشق مین ڈوبین سورج کو کیا پروا غرض اسی وضع
کے اور ذکر نکالکر اُسکے غصے کو ٹالکر بہلاوے مین ڈالکر ہاتھ لے کر اُس مکان کی روش پر کہ جہین تاج الملوک
رہتا تھا آکر پھرنے لگی اتنے مین آواز دردناک اُس مریض عشق کی بکاؤلی کے کان مین پہونچی شکیبہ چین ہوئی
آخر رہ نہ سکی روح افزا سے پوچھا کہ یہ کسکی صدا ہی اُسنے کہا ایک شکار نو گرفتار نالان ہی آ تجھے اُسکا
تماشا دکھاؤن اور اچھی طرح سے اُسکی آواز سناؤن غرض بکاؤلی کو دھوکا دے کر شاہزادہ کے آگے
لاکر کھڑا کر دیا تاج الملوک سے دو چار ہوتے ہی اختیار کی باگ اُسکے ہاتھ سے چھٹ گئی اور جنس صبر و قرار
کی لٹ گئی وہ بھی آتش شوق کا جلا ہوا صبر نہ کر سکا دوڑ کر اُس چشمہ خوبی سے بے اختیار لپٹ گیا
بکاؤلی نے بھی دامن حیا کو چھوڑ کر اپنے ہاتھ اُسکی گردن مین حائل کر دیے پھر تو دونون جلے ہوے آتش
فراق کے دل کھولکر روئے اور غم جدائی کے دفتر اپنے اپنے خوب دھوئے روح افزا یہ حالت دیکھ کر
ٹھٹھا مار کر ہنسی اور کہنے لگی بہینا تو تو اب تک دنیا کی لذت سے واقف نہین بیگانے مرد کا بھی منھ
آج تک دیکھا نہین پھر اس نامحرم مردوے کے گلے لگ کر زار زار کیون روتی ہی اور اُسکے غم سے اپنا ننھا سا
جیوڑا کس لیے کھوتی ہی تو نے میرے چچا کا نام ڈبویا اور سارے کنبے کو کلنگ کا ٹیکا لگایا یہ بات سنکر بکاؤلی
نے کہا اے روح افزا اگر تو نے مجھ سینہ فگار کے زخم پر مرہم لگایا ہی تو ناخن طعن سے نہ چھیل اور جو شربت
دیدار پلایا ہی تو زہر ملامت نہ کھلا اب تو تجھپر میرا راز بالکل ظاہر ہو گیا اور پردہ کھل گیا میرے حق مین
جو تو چاہے سو کر مختار ہی القصہ وہ عندلیب شیدا اور وہ گل رعنا چمن نشاط مین بخوبی ہنسے اور بولے
اور اپنے اپنے اشتیاق کے ہر ایک نے دفتر کھولے کئی رات دن بوس و کنار کی لذت خوب طرح اٹھائی
اور جام وصل سے اپنی اپنی پیاس جی بھر کے بجھائی آخر ایام وصال کے آخر ہوے بکاؤلی کی روانگی کا
دن آپہونچا تاج الملوک پھر بستر بیقراری پر گرا اور ماہی بے آب کے مانند تڑپنے لگا یہ حالت دیکھ کر
اُسنے بھی چاہا کہ حیا کے پردے کو اٹھا کے ویسا ہی اپنا حال بنائے کہ روح افزا بولی زنہار اے بہن
یہ حرکت نہ کر ناحق رسوائی ہو گی اور جگ ہنسائی چند روز اور صبر کر انشاء اللہ تھوڑے دنون مین

تجکو تیرے چاہنے والے سے بخوبی ملاتی ہون اور شربت وصال دن رات پلاتی ہون زمانہ فراق کا
اب تھوڑا رہا ہی اور روز وصال کا نزدیک آ پہونچا ہی خاطر جمع رکھ ماں باپ کی فرمانبرداری کر اور
جناب الٰہی مین گریہ و زاری پہر دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی اور میری سعی کوشش کیا
دکھاتی ہی بکاؤلی یہ سُنکر چار و ناچار گلستان ارم کو گئی اور ماں باپ کی خدمت مین مشغول ہوئی۔

اٹھارھوین[18] داستان روح افزا کے ظاہر کرنے مین اپنی ماں سے تاج الملوک اور بکاؤلی کے عشق کی کیفیت اور جانا اُسکا جمیلہ خاتون کے پاس اُن دونون کے بیاہ کی درخوست کے لیے

کہتے ہین جب بکاؤلی روح افزا سے رخصت ہو کر اپنے گھر گئی روح افزا نے شاہزادے اور بکاؤلی
کے عشق کی تمام و کمال کیفیت اپنی ماں سے ظاہر کی حسن آرا یہ سُنکر دیر تک گریبان تفکر مین سر ڈالے
رہی پہر سوچکر بولی اگرچہ ناتا رشتہ آدمی کا پری سے ہونا نہایت محال ہی لیکن اُسنے میری بیٹی کو قید شدید سے
چھڑایا ہی مجکو لازم ہی کہ مین بھی اُسکو زندان غم و الم سے چھڑاؤن اور مطلب کو پہونچاؤن یہ کہکر اُسیوقت
ایک مصور شبیہ کش چالاک دست کو بلا کر شاہزادے کی تصویر کھنچوا کر گلستان ارم مین لے گئی اور
فیروز شاہ اور جمیلہ خاتون سے ملی بلکہ چندے وہین رہی ایک دن کا مذکور ہی کہ جمیلہ خاتون سے
باتین کرتے کرتے مطلب کی بات پر آئی اور اس وضع سے کہنے لگی اے بہن اگر کوئی غنچہ رنگین آب و ہوا
کے فیض سے کسی شاخ مین لگے اور اُسکے پاس بلبل نہ بیٹھے تو اُسکا ہونا نہ ہونا دونون برابر ہی اور اگر
آبدار موتی کسی کے ہاتھ لگے اور وہ اُسکو رشتے سے الگ رکھے تو عقل سے باہر ہی کب تک تو
بکاؤلی کو کواری رکھے گی بہتر یہ ہی کہ اُس زہرہ جبین کو کسی ماہرو کے پہلو مین بٹھا اور اس
غنچۂ خوبی کو مونس بہار کا بنا جمیلہ خاتون نے یہ سُنکر کہا اے حسن آرا تو نے سنا ہوگا کہ اس نے
آدمزاد سے دل لگایا ہی اور اُسی کا سودا اُسکے سر مین سمایا ہی اپنے ہمجنس کو نہین چاہتی اور
غیر جنس کے واسطے دن رات کراہتی ہی مین اس امر مین ناچار ہون بزرگون کا چلن کیونکر چھوڑون
اور اس علامر کی خواہش سے قدیم سلسلے کو کس طرح توڑون اپنے کفو کے ہوتے غیر قوم مین کس نے
کیا ہی جو مین کرون پری کا آدمی سے کبھی بیاہ ہوا ہی کہین بیاہ دیا حسن آرا نے کہا سچ کہتی ہی لیکن کو

ہم صحبت کثیف کرنا البتہ دانائی سے بعید ہو لیکن تو حضرت انسان کے کمالون سے اگر واقف ہوتی
تو ایسے ایسے خیال فاسد دل مین ہرگز نہ لاتی سُن اے نادان بشر خلیفۂ یزدان ہو اور اسکی
صنعت بے پایان مین اشرف اور افضل ہو اُسکے رتبون اور درجون کی انتہا نہین وہ ایک نہنگ
ہو دریا کا بہنے والا اور ایک قطرہ ہو حقیقت مین دریا ہو جامع کمالات علم کونی و الٰہی کا یعنی
مادیات اور مجردات کا اور مجمع ہو مراتب بندگی اور بادشاہی کا بیت انسان کی ذات
برزخ جامع ہو بیگمان + ظل خدا و صورتِ خلق اُسمین ہو عیان + جان کہ صوفیہ ہر ایک کو عالم
ارواح کے نوعون مین سے باری تعالیٰ کے ایک ایک اسم اور صفت کا مظہر خاص جانتے ہین اور اس
عالم صورت کو کہ حواس ظاہری اور باطنی سے نسبت رکھتا ہو اُس عالم کا سایہ پس ہر ایک ذرّہ فرد کائنات
سے روشن ایک تجلی ابدی اور سیراب ایک قطرہ سرمدی سے ہو بیت برگِ درختان سبز در نظر ہوشیار +
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار + اس عالم مین انسان کہ سارے افراد کون و فساد اُسکے لازمی
ہین خدا کے سارے اسمون اور صفتون کا مصدر ہو اور اُسکی تجلیات خاص کا مقام کلام فضیلت
انسان مین دریائے بے پایان ہو اسقدر پر اکتفا کیا اے جمیلہ خاتون وہ اصل ورہا را وجود
طفیلی وہ مخدوم اور ہم خادم زہے شرف کہ شریف ہم سے ارادہ وصلت کا کرے اور مخدوم خادم
سے قصد قربت کا رکھے القصہ اس آب و تاب سے انسان کی تعریف کر کے فضیلتون کا بیان کیا کہ
اُسکا شعلۂ غضب بجھ گیا کہنے لگی اچھا اُس بد اطوار بد کردار کا ذکر نہ کیجیو کہ اپنی بیٹی ہرگز اُسے
نہ دونگی اور ایسے خائن کو اپنی دامادی مین کبھی نہ لونگی آخر حسن آرا نے تاج الملوک کی تصویر
جمیلہ خاتون کے ہاتھ مین دی اور کہا یہ تصویر شرقستان کے شہزادے کی ہو دیکھو ایسا نقشہ قلم تقدیر
نے صفحہ عالم پر آج تک نہین کھینچا اور اس پریزاد کا چہرہ ورق جہان پر دوسرا نہین بنایا اس
یاسمن گلشن محبوبی کو اُس گل خوبی کے ساتھ ملا اور اس زہرۂ فلک حسن کو اُس ماہ برج سعادت
کے پہلو مین بٹھا الغرض وہ چار و ناچار راضی ہوئی کہنے لگی بہینا اسکو کہان ڈھونڈھون اور
کس تدبیر سے لاؤن حسن آرا نے کہا تم خاطر جمع سے شادی کی تیاری کرو مین اسکو فلانی تاریخ
دولھا بنا کر برات سمیت لیے آتی ہون یہ کہکر رخصت ہوئی پل مارتے ہی جزیرہ فردوس مین
آ پہونچی اور ذکر من و عن شاہزادے کے آگے کیا پھر وصل کا بھروسا دیا

انیسوین ۱۹ داستان تاج الملوک وربکاؤلی کے بیاہ کی
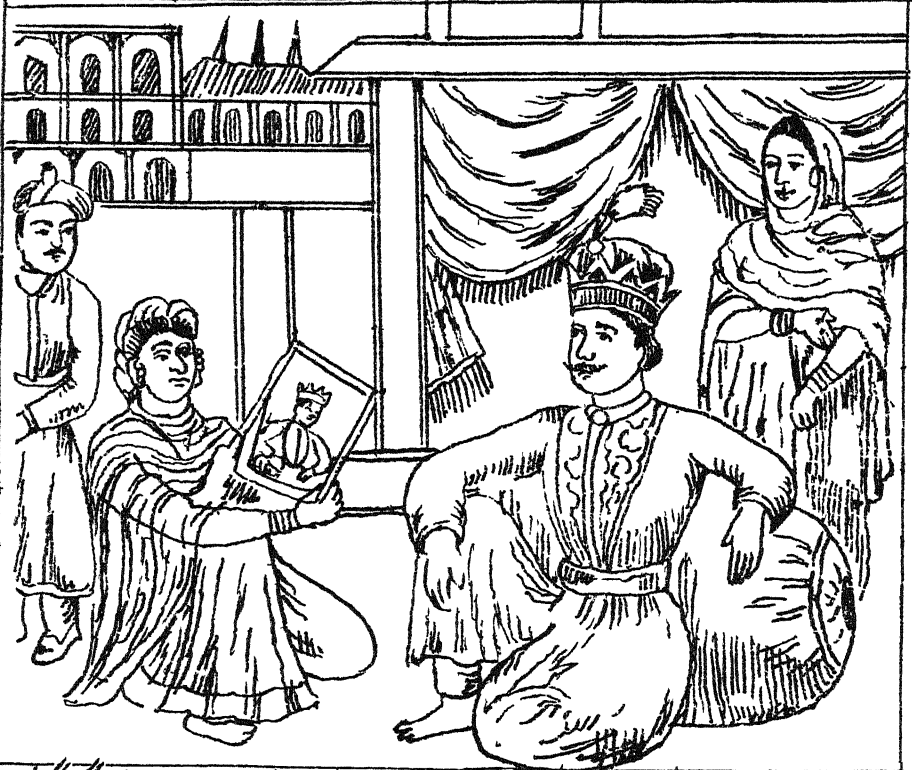
باغبان اِس گلستان کا گل اور بلبل کی مواصلت یون بیان کرتا ہی کہ جمیلہ خاتون نے جو گفتگو کہ حسن آرا مین اوراس مین ہوئی تھی فیروزشاہ سے جاکر اظہار کی اور تصویر شاہزادے کی دی اُسنے سمن رو کے ہاتھ بکاؤلی کے پاس بھیجدی کہ یہ تصویر شرقستان کے شاہزادے کی ہی بالفعل اس زمانہ مین ایسا جوان حسین کہین نہین تو کہ ایک دم نادکے سودے مین دیوانی ہورہی ہی اور جان لطیف ایک خاکی کثیف کے پیچھے کھو رہی ہی تیری مرضی ہو تو اسکے ساتھ بیاہ کردون میری دانست مین تو نوع انسان مین ایسا شخص کمتر ہوگا بلکہ پریون مین بھی حرف ہی وہ خوشی خوشی تصویر لیے ہوے شاہزادی کے پاس آئی اور بادشاہ کی زبانی جو حقیقت سُنی تھی لہکر سنادی اُس محو جلوۂ ناز نے اُسکو نگاہ غور سے دیکھا تو اپنے ورق دل کی صورت کے مطابق پایا بلکہ خط و خال مین بھی سرمو فرق نہ دیکھا جی مین سمجھی کہ یہ کار پردازی اور نیرنگ سازی ہمن روح افزا کی ہی واقعی وہ حقیقی اپنے قول کی بڑی سچی ہی

مسکرا کر سمنر دپری سے کہا کہ دیکھ تجھے میرے سر کی قسم یہ اُسی شخص کی تصویر ہی جس کے خزان غم سے
میرا گل نارسیدہ کملایا ہی اور غنچۂ نو دمیدہ مرجھایا ہی وہ ملاحظہ کر کے بے اختیار مارے خوشی کے
اُچھل پڑی اور بولی ہان شاہزادی بیشک یہ تصویر شاہزادے کی ہی لو اب ہنسو بولو خوشیان کرو جو تمھارا
مطلب تھا سو خدا نے پورا کیا یہ کہکر بادشاہ کے حضور مین آئی اور یون عرض کی کہ حضرت فرزندان کمان
باپ کے تابع ہین اُنکی سعادتمندی اسی مین ہی کہ والدین کی مرضی کے خلاف نہ کرین اور ہر حال مین
انکی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم رکھین اگر دیو انکے پسند پڑے تو بیٹی اُسکو غلمان سمجھے اور جو دہ ایک
سیاہ اُسکے واسطے تجویز کرین تو اُس کو ماہ کنعان جانے فیروزشاہ اُس کی گفتگو
سے نہایت شاد ہوا اور شادی کی تیاری کا حکم دیا تمام جزیرۂ ارم کی دکانون کو نقش و نگار تازہ سے
آرایش دی اندر باہر سے نئے فرش بچھ گئے ناچ رنگ ہونے لگا چار طرف شادی کی دھوم مچگئی جا بجا
رقعے بھجوائے پریون کے غول کے غول چارون طرف سے آئے مجلس نشاط آراستہ ہوئی شراب چلنے لگی تورے
جانے لگے لوگ ضیافتین کھانے لگے فیروزشاہ ہر ایک کے رتبے کے موافق اُسکی خاطرداری اور مہمانداری
آپ بھی کرتا تھا اہلکار جو اس کام پر متعین تھے اُنپر غافل نہ رہتا تھا آغاز کار کا انجام بخوبی ہوا اور
جزیرہ فردوس مین مظفر شاہ نے بھی اسی طرح سے تاج الملوک کی شادی کی تیاری اور لوگون کی مہمانداری
شروع کی پھر بروز معین وزیرون امیرون کو حکم کیا کہ لباس نئے زنگین پہنین اور سرداران لشکر کو بھی
کہدین مع فوج آراستہ ہوئین اور محل مین جشن آرا نے بھی اپنی مصاحبون اور خواصون کو بآئین شایستہ
آراستہ کیا اور آپ تیار لباس و زیور جواہر کا پہنا اُسکے بعد سبھ گھڑی نیک ساعت دیکھکر شہزادے کو ایک جڑاؤ
چوکی پر بٹھا کر شہانہ جوڑا پہنایا شملہ سر پر رکھ کر پیچھے گوشوارہ آگے موتیون کا سہرا اور اُسپر پھولون کا سہرا
باندھا جیغہ کلغی سرپیچ لگایا طرہ رکھا گلے مین موتیون کی بدھی پہنائی مرصع کے نورتن بازوؤن پر باندھے
پھر ایک پری پیکر گھوڑے کے کنگا جمنی ساز لگا کر موتیون کا سہرا باندھکر اُسپر سوار کر دیا اسکے بعد مظفر شاہ
کئی بادشاہ سمیت شہزادے کو بیچ مین لیے امیر اور سردار داہنے بائین اور آگے نوبت نشان کے ہاتھی
تخت رواں شتر سوار تلنگون کی پلٹنیان پیادون کی پلٹنین باجے بجاتے ہوے خاص بردار چھڑی بردار ان
برداروں کے غول سوارون کے پرے آتشبازی چھٹتی ہوئی اور آرایش لُٹتی ہوئی اور پیچھے پیچھے زنانی سواریان
اس طرح بیاہنے چڑھا اور جزیرہ ارم کو روانہ ہوا یہان بکاؤلی کو آراستہ کیا اشعار

پرستاروں نے یہ اسکو بنایا | جہاں میں حور جنت کر دکھایا
عجب صورت کی بالوں میں کنگھی | کہ نکھرا دیکھکر ہر ایک کا جی

لپٹ آئی جو ان زلفوں کی یکبار | ہوئی کافور بوئے مشک تاتار
کھجوری گوندھی وہ پاکیزہ چوٹی | کہ سب اہل نظر کی جان لوٹی

جب اسکی موتیوں کی مانگ بھری | فلک نے کہکشاں قربان کر دی
چنی جب اسکی پیشانی پہ افشاں | قمر پر ہو گئے تارے نمایاں

جو ٹیکا اسکے ماتھے پر لگایا | قمر نے اپنے دل پر داغ کھایا
برنگ مہر تاباں تھا جو چہرا | ہوا تار شعاعی منہ پہ سہرا

حسام ابروے پرخم بلا تھی | یہ کہیے اسکے قبضہ میں قضا تھی
وہ آنکھیں بند کرنا بھی ادا تھی | حق نظرگاں میں پوشیدہ حیا تھی

جب اسکے کان میں پہنایا جھمکا | پریشاں ہو گیا عقد ثریا
پہنکر نتھ خوشی سے رنگ دمکا | وہ ٹکڑا چاند سا گھونگھٹ میں چمکا

مسی آلودہ دنداں پیارے پیارے | چمکتے تھے شب یلدا میں تارے
مسی ملکر جب اسنے پان کھایا | یہ مطلع پڑھکے ناسخ کا سنایا

مسی مالیدہ لب پہ رنگ پاں ہے | تماشا ہے تہ آتش دھواں ہے
بنایا خال کاجل سے ذقن پر | عجب جوبن تھا اس رشک چمن پر

چڑھی منہ پر دلھن کے ایسی شیرینی | کہ جسکی پڑ گئی نظروں سے شیرین
گلے میں پہنا جب موتی کا مالا | نبات النعش کو حیرت میں ڈالا

اگر ہاتھوں میں ہیرے کے کڑے تھے | زر خالص کے زیب پا چھڑے تھے
بہت اسکے سوا بھی اور گہنا | مناسب جس جگہ تھا اسے پہنا

کف رنگیں میں دزد حنا تھی | چرانے کو دل عاشق بلا تھی
اسے پہنائی ایسی لال انگیا | دلوں کو صید کرتی جسکی چڑیا

عجب انداز کا بنگلہ بنا تھا | کہ اسپر ملک دل بنگلہ بنا تھا
وہ ڈورے آنکھ کے ڈورے سے افزوں | کٹورے اسکے جام چشم میگوں

کچیں ابھری ہوئیں چھپتی کیونکر | جو رستم سامنے آئے تو ٹوکیں
وہ اسکا پیٹ گورا لال کرتی | دل چالاک کی کھوتا تھا پھرتی

نہ چھپتی تھی لطافت سے تن کی | نمایاں صاف تھی رنگت بدن کی
نظر جسکی پڑی اسپر وہ بولا | شفق میں دیکھنا کیا چاند نکلا

مشجر ایسا پہنایا پاجامہ | کہ جسکی مدح میں عاجز ہے خامہ
لباس زیور حسن خداداد کا | بیاں سب کا کروں کب ہے یہ یارا

جو تھا ذی روح وہ تھا محو دیدار | جسے دیکھو بنا تھا نقش دیوار

القصہ جب برات قریب پہونچی تب فیروز شاہ نے کئی ارکان دولت استقبال کے لیے بھیجے وہ نہایت تعظیم و تکریم سے لے آئے اور جس جگہ مجلس نشاط و محفل انبساط برپا تھی وہاں ہر ایک کو بڑی تعظیم و تواضع سے بٹھایا آتش بازی چھٹنے لگی آرایش لٹنے لگی اور حسن آرا کے ساتھ اسی سلوک سے جمیلہ خاتون پیش آئی سارے طریقے سمدھنوں کے بجا لائی غرض پچھلے پہر تک ناچ رنگ کی صحبت رہی اسکے بعد دس گوہر یکتا پر اس لعل بے بہا کے ساتھ عقد باندھا مبارک سلامت کا اندر باہر غل پڑ گیا پھر شربت پلانے لگے شربت پلائی لینے لگے گوٹوں کے اور پھولوں کے ہار پہنانے لگے الایچیاں اور چکنی ڈلیاں عطر کی شیشیاں دینے لگے اسکے بعد دولہا کو گھر میں بلایا اور دلھن کو لاکر

دولہا کے پاس شہانی مسند پر بٹھایا بنات چنوا کر ٹونے ٹوٹکے کر آرسی مصحف دکھا دولہا کو باہر رخصت کیا دولھن کو ملنے کے لیے گود میں اُٹھا کر لے گئے جہیز نکلنے لگا اُدھر فیروز شاہ نے ایک مکان عظیم الشان گرمجگاہ سے قریب تھا بیٹی داماد کے رات بھر رہنے کو نہایت تکلف سے سجوا دیا جب سب جہیز نکل چکا اور برات کے چلنے کی تیاری ہوئی پھر دولہا کو گھر میں بلایا ڈیوڑھی میں چھپان لگایا دولہا نے دولھن کو گود میں لاکر چھپان میں سوار کیا پھر آپ اُسی پری پیکر گھوڑے پر سوار ہر ایک چھوٹا بڑا جلو میں چلنے کو تیار ہوا اُسی طرح آگے آگے تخت رواں شتر سوار پیادے اور سوار بے شمار نقارچیوں کی قطار روشن چوکی والے گاتے بجاتے ہوئے اور مہتمم دولھن کی سواری پر سے چاندی سونے کے پھول لٹاتے ہوئے اُسی مکان پر پہونچے ہر ایک براتی اپنے اپنے گھر سدھارا کہاروں نے دولھن کا چھپان اُتارا دولہا نے دولھن کو گود میں لیجا کر مسند پر بٹھایا پھر چبائی خدا خدا کر کے دن گذرا اور رات آئی سب کنارے ہوئے خلوت ہوئی پردے چھوٹے دولہا دولھن مسہری میں گئے مزے لوٹے

اشعار

عاشق و معشوق ہم ہوں جہاں
صبر کرے پھول سے بلبل کہاں
دیکھا جو شہزادے نے اُس دم وہاں
لے چکا جب پستۂ لب کا مزا
اُبھری ہوئی چھاتیاں وہ سخت سخت

شوق بہت جوش میں آئے وہاں
لے ہی لیے آغوش میں بانہ جان
اُس گل بنجارہ کو بے باغبان
سیب زنخدان کی طرف جھک پڑا
گنبد کے مانند جو پائیں کرخت
گوہر و الماس ہوئے پھر بہم

شمع کو پروانہ جو دیکھے کہیں
طوطی جو آئینہ کو دیکھے کبھو
لیکے بغل میں لیے بوسے کئی
عارض گلرنگ کی خواہش جو کی
رہ نہ سکا ڈال دیا اُس پہ ہاتھ
لینے لگے دونوں مزے دمبدم

رہ نہ سکے گر پڑے اُس پر وہیں
چین نہ آئے اُسے بے گفتگو
شوق نے کچھ صبر کی فرصت نہ دی
اُسکی بھی لی خوب طرح چاشنی
چھوڑ دیا صبر و تحمل نے ساتھ

جب خوب چھک گئے ماندے ہوئے پھر ہر ایک نے اپنا ساعد سیمیں دوسرے کا تکیہ بنایا منھ سے منھ ملایا اور سینے سے سینہ لگایا غرض اس ہیئت سے آرام فرمایا صبح ہوئی مرغ نے بانگ دی شہزادے نے اُٹھکر حمام کی راہ لی اور روح افزا اُس عشرتگاہ میں آئی بکاولی کو دیکھا رات کی جاگی ملی دلی غافل سوتی تھی بال چھوٹے ہوئے ہیں ہار ٹوٹے پڑے ہیں ہونٹھوں پر لاکھا نام کو نہیں رہا آنکھوں کا کاجل سارا پھیل گیا گالوں پر دانتوں کے اور چھاتیوں پر ہاتھوں کے نشان پڑے ہیں یہ عالم دیکھکر رہ نسکی جلد اُسکو جگایا اور مسکرا کر کہا اے بہن اُس روز

مجھے کہتی تھی کہ تو نے دیو مکار کے مدرسۂ کنار مین شرح لونڈی پڑھی ہی آج تو تیرے اطوار سے صاف
معلوم ہوتا ہی کہ اس رات کو تو یار کے مکتب آغوش مین اپنے مطلب کی کتابون کو بخوبی مطالعہ کر کے
بڑی علامہ ہوئی ہی دیر تک تو نے مصدر ملابست کو مختلف صیغون کے ساتھ گردانا اور عشرت
کے مزید فعلون کو الف وصل سے ربط دیا نشان فاعل ور علامت مفعول کما ینبغی دریافت کی
اور تجرید سے اپنے پانون باہر رکھے بلکہ خلوت مین قضیۂ موجبۂ مباشرت کو عکس مستوی بنایا اور
اشکال مختلف کے ضروب نتیجہ سے نتیجہ موافق مطلوب کے پایا وصل فصل کا بھی طریقہ لیا اور
اپنے مثلث کے نقطے پر خط عمود کو قائم کیا بکاؤلی یہ سُنکر مسکرائی اور کہنے لگی بوا بھلا تمھارے
مُنھ مین پانی کیون بھر آتا ہی مجکو صاف اِن کنایہ آمیز باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ تمھارا بھی
یہی ارادہ ہی بہت بہتر مین راضی ہون شوق سے اپنی وصلی اُس مشتاق کے آگے رکھو پھر اُسکے
قلم کی روانگی اور قوت دیکھو کہ کس کس طرح سے توڑ جوڑ لگاتا ہی اور کیا کیا گل بوٹہ بناتا ہی حاصل
یہ ہی کہ باہم اس طرح ہنستیان بولتیان رہین آخر روح افزا اپنے مان باپ سمیت رخصت ہوکر
اپنے گھر گئی اور تاج الملوک نے فیروز شاہ کے محل مین جا کر اپنی بود و باش اختیار کی

بیسوین داستان رخصت ہونے مین تاج الملوک اور بکاؤلی کے فیروز شاہ اور جمیلہ خاتون سے

ایک روز تاج الملوک نے بکاؤلی سے مشورت کر کے فیروز شاہ اور جمیلہ خاتون سے رخصت
مانگی انھون نے کہا بہت بہتر ہزار غلام قمر طلعت اور سیکڑون لونڈیان خوبصورت عنایت
کین اور دان جہیز کے سوا کچھ نقد و جنس اور لوازمہ سفر کا دیا اگر اُسکی تفصیل لکھون
تو یقین ہی کہ ایک کتاب اور تیار ہو جائے اسلیے قلم انداز کیا القصہ شاہزادہ بڑی شان و شوکت
اور جاہ و حشمت سے بکاؤلی کو لے کر اپنے ملک پہونچا دلبر اور محمودہ کی جان مین جان آئی
کشت امید سوکھی ہوئی پھر لہلہائی اُسکا آنا اُنکے حق مین ایسا ہوا جیسے بیمار کے واسطے مسیحا کا آنا
لیکن بکاؤلی کو جو اس حسن و جمال اور مال و دولت سے دیکھا حیران ہو گئی آنے ہوش جاتے رہے
ہاتھون کے طوطے اڑ گئے [illegible] دیکھا ہر ایک کو [illegible] دیا

اور فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو کسی کا اندیشہ نہ کرو مین تمھارے عیش کی مطلق خلل انداز نہونگی بلکہ اپنی خوشی پر تمھاری نشاط کو مقدم جانونگی چنانچہ ہمیشہ شیر وشکر کی طرح آپس مین سب کی سب ملی جلی رہین اور سوتاپے کی جلن کسی کو نہوئی شاہزادہ بھی اِن غنچہ دہنون کے ساتھ شگفتگی سے اوقات بسر کرنے لگا اور عیش وعشرت سے رہنے لگا

اکیسوین داستان بکاؤلی کے جانے کی راجہ اندر کے اکھاڑے مین اور ناچنا گانا اُسکے حضور مین اور تفرقہ پڑنا تاج الملوک مین اور اُس مین

اہل ہند کی کتابون مین یون لکھتے ہین کہ امرنگر نام ایک شہر بستا ہی وہان کے باشندے ہمیشہ زندہ رہتے ہین اور راجہ اندر وہان کا راج کرتا ہی دن رات پریون کے ساتھ عیش وعشرت مین رہتا ہی اُسکا کام یہی ہی اور غذا اُسکی ناچ اور راگ ہی عالم جنات بھی اُسکے تابع ہین ساری پریان اُسکی مجلس مین جاتی ہین اور رات بھر ناچتی گاتی ہین ایک رات کا ذکر ہی کہ راجہ اندر نے فرمایا بکاؤلی

فیروزشاہ کی بیٹی مدت سے ہماری مجلس مین نہین آئی اِسکا سبب کیا ہی اور یہان کے آنے کا مانع
کون ہی پریون مین سے ایک نے عرض کی کہ وہ ایک انسان کے دام عشق مین گرفتار ہوئی
ہی بلبل بیقرار کے مانند نالہ و فریاد کیا کرتی ہی اور مدام اُسکے عشق مین سرشار رہا کرتی ہی اور
اپنے بیگانے سے اُسکو نفرت ہی فقط اُسی سے صحبت ہی شراب وصل اُسکے ساتھ پیتی ہی اور اُسکے دم
سے جیتی ہی راجہ یہ ماجرا سُنکر غصے مین آیا اور شعلہ غضب اور بھی بھڑکا گئی پریون کی طرف اشارہ
کیا کہ اُسکو اسی وقت حاضر کرو وہ تخت روان لے کر تاج الملوک کے باغ مین آئین اور بکاؤلی کو
جگا کر راجہ کے اعتراض اور غضبناک ہونے کا حال بیان کیا وہ چار ناچار اُسپر سوار ہو کر اِمرنگر کو گئی
اور وہان کانپتی ہوئی راجہ کے سامنے آکر آداب بجالائی ہاتھ باندھکر کھڑی رہی مہاراج نے نگاہ قہر
سے اُسے دیکھا اور بہت سا جھڑکا آخر فرمایا کہ اسکو آگ مین ڈال دو کہ انسان کے بدن کی بوباس اسمین
نرہے اور یہان کی صحبت کے قابل ہو پریون نے فوراً اُس نسترن باغ لطافت کو اور یاسمن چمن
نزاکت کو ہاتھون ہاتھ وہان سے باہر لاکر آتشکدے مین ڈال دیا وہ جلکر راکھ ہو گئی شعر
جل گیا عاشق تو کیا غم ہی کہ اُسکی چشم تر ✤ دیکھتی ہی یار کو گلشن مین مانند خلیل ✤ اسکے بعد پانی پر کچھ
منتر پڑھکر اُسپر چھڑکا فی الفور جی اُٹھی اور ہیئت اصلی پر آکر مجلس مین ناچنے لگی پہلی ٹھوکر سے اہل مجلس
کے دلون کو پائمال کیا اور ایک ہی آمد و رفت مین تماشائیون کو بیحال کیا غرض ناچنے کا جو حق تھا
ادا کیا ساری مجلس کو محو کر دیا پھر تو واہ واہ کی صدا ہر ایک کے مُنہ سے نکلنے لگی اور آفرین اور
تحسین کی آواز ہر طرف سے بلند ہوئی بکاؤلی آداب بجالا کر راجہ سے رخصت ہوئی تخت پر بیٹھکر
اپنے باغ مین آئی گلاب کے حوض مین نہا دھو کر شاہزادے کی بغل مین سو رہی صبح کو اپنے معمول
پر اُٹھی سنگار کیا لوگ بھی اندر باہر گئے اپنے اپنے کام مین مشغول ہوے القصہ ہر شب وہ
غیرت ماہ اِمرنگر مین جاتی پہلے تو اُسے آگ مین جلاتے پھر راجہ کے حضور مین ناچتی گاتی جب
تھوڑی سی رات باقی رہتی رخصت ہو کر اپنے گھر آتی اور گلاب کے حوض مین نہا کر اُس
دریاے خوبی سے ہم آغوش ہوتی اور اپنے جی کو ٹھنڈا کرتی اشعار

قبول اُسنے کیا جلنا سدا کا ✤ نہ چھوڑا وصل لیکن دلربا کا
وہ عاشق سے نکرتی تھی کنارا ✤ فراق اُسکا نہ تھا ہرگز گوارا
جلاتی تھی تن نازک کو ہر شب ✤ نہ کھلتے تھے شکایت کو کبھی لب
جو جل مرنے کو اپنے دل پہ ٹھانے ✤ وہ ہر آتشکدے کو آب جانے

اُسی سے پوچھیے جلنے کی لذت	جسے ہو شمع رویون کی محبت	سہا جاتا نہین پر سوز ہجران	گوارا ہوتی ہے سب نار سوزان

مگر شاہزادے کو ہرگز اس بات کی خبر نہ تھی ایک رات کا ذکر ہے کہ بکاؤلی تو اپنے معمول پر وہان گئی تھی
یہان شاہزادے کی آنکھ کھل گئی پلنگ پر اُسے نہ دیکھا ہر طرف قصر اور باغ مین جاکر ڈھونڈھا کہین
اُسکا سراغ نہ ملا نہایت تنگ ہوکر اپنے خلوتکدہ مین آبیٹھا اور بہا تک اُس رشک بت چین کی راہ
دیکھی کہ آنکھین پتھرا گئین آخرش اسی حالت مین سو گیا بکاؤلی بھی اپنے وقت پر آکر اُسکے پاس سو رہی
صبح کو تاج الملوک نے بدستور جو اُسکو ساتھ سوتے دیکھا زیادہ تر متعجب ہوا لیکن دم نہ مارا اُس راز کو
مطلق نہ کھولا مگر اُسکی تحقیقات کے واسطے دوسری رات کو اپنی ایک اُنگلی چیر کر نمک چھڑک لیا کہ مبادا
آنکھ لگ جائے اور وہ بھید چھپے کا چھپا رہے غرض آدھی رات گئے تخت پھر آکر موجود ہوا بکاؤلی
اُٹھکر بناؤ کرنے لگی اور شاہزادہ بھی چھپے چھپے جاکر اُس تخت کا پایہ پکڑ بیٹھ رہا اتنے مین وہ بھی آکر
سوار ہوئی اور پریان اُسکو لے کر اُڑین تاج الملوک اُسی پائے مین لٹک گیا پھر اسقدر بلند ہوا
کہ زمین اُسے نظر آنے سے رہ گئی جھٹ پٹ راجہ اندر کے دروازے پر جاکر اُتار دیا بکاؤلی اُتر کر
ایک طرف کھڑی ہو رہی اور یہ بھی الگ ہوکر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھنے لگا غرض جس طرف آنکھ
پڑتی تھی اُدھر پریون کا جھرمٹ نظر آتا تھا اور ہر طرف آواز قسم قسم کے سازون کی اور راگون
کی جو تمام عمر سُنی تھی متصل چلی آتی تھی حاصل یہ ہے کہ تاج الملوک نے وہ کچھ دیکھا جو کہین نہ دیکھا
اور وہ سُنا جو کہین نہ سُنا تھا دنگ ہوکر رہ گیا اتنے مین کئی پریان دوڑین اور بکاؤلی کو آتشکدہ
مین ڈال دیا وہ جلکر راکھ ہو گئی وہ اِس حادثہ کو دیکھ سب بھول گیا بے اختیار دونون ہاتھون
سے سر پیٹنے لگا اور جی مین یون کہنے لگا حیف ہے اسوقت طاقت نہین رکھتا مین کہ پروانے کے
مانند اس شمع کے ساتھ جلتا اور اپنے بدن کو راکھ کرکے اُس سے ملتا کیا کرون کچھ بس
نہین نہ قدرت فریاد کی ہے نہ جگہ داد کی یہ تو اُسی اودھیڑبن مین رہا کہ اُنھین مین سے
ایک پری نے پانی ڈھلکا اُسکی راکھ پر چھڑکا تو وہ زندہ ہوئی اندر راجہ کی مجلس مین آئی
شاہزادہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا آیا ازبس کہ ازدحام تھا کوئی کسی کو پہچانتا نہ تھا کسی نے نہ جانا
کہ یہ کون ہے اور کیون کھڑا ہے اتفاقاً بکاؤلی کا پکھاوجی ضعیف تھا ناتوانی کے سبب
اچھی طرح بجا نہ سکتا تھا وہ رک رک کے ناچتی تھی اور بار بار تیوری چڑھاتی تھی شاہزادہ

یہ حال دیکھ کر بے چین ہوا آخر رہ نہ سکا سازندے کے کان مین جھک کر کہا اگر تیری مرضی ہو تو
ایک دو گتین مین بجاؤن کہ اس کام مین چالاک دست ہون اُسنے اس بات کو غنیمت جانا پکھاوج
کو حوالہ کیا یہ تو اس کام مین بانی کار اور اُسکے دام محبت مین گرفتار تھا اُسکی خواہش کے موافق
بجانے لگا پھر تو کیفیت ناچ کی ایسی بڑھی کہ در و دیوار سے واہ واہ کی صدا آنے لگی راجہ بھی یہانتک
محظوظ ہوا کہ اپنے گلے کا نولکھا ہار اُتار کر بکاؤلی کو عنایت کیا وہ ناچتے ناچتے جو پیچھے ہٹی بجنسہ
پکھاوجی کے حوالے کیا اِسکے بعد مجلس راگ رنگ کی برخاست ہوئی شہزادہ جس طرح گیا تھا اُسی طرح
اپنے باغ مین آیا بکاؤلی گلاب کے حوض کی طرف گئی یہ خوابگاہ مین جاکر سو رہا لیکن صبح کے وقت
مُسکراتا تھا پری نے پوچھا کہ خلاف عادت مسکرانے کا کیا سبب ہی کہا کہ رات کو عجیب خواب دیکھا
ہی اسواسطے ہر گھڑی مجھے ہنسی آتی ہی وہ کہنے لگی خدا خوب کرے مگر مین بھی سنون کیا دیکھا ہی
تاج الملوک بولا یہ دیکھا ہی کہ آدھی رات کو تو کہین جاتی ہی اور مجھے خبر نہین کرتی بکاؤلی یہ سُنکر
ڈری کہ مبادا یہ بھید اِسپر کھلا ہو اور اچیانا یہ بھی میرے ساتھ وہان گیا ہو بجد ہوئی کہ سب سُنے پھر
کہنے لگی اور بھی کچھ دیکھا یا نہین شہزادہ بولا گویا آجکی رات مین بھی تیرے ہمراہ گیا ہون اس طرح کہ
پریان ایک تخت لائین تو اُسپر سوار ہوئی اور مین پایہ سے لٹکا ہوا چلا گیا بس آگے نہین کہتا
کہ خواب کی بات بے سر و پا ہوتی ہی اعتبار نہین رکھتی خواب و خیال ہی بے فائدہ کون بکے
بکاؤلی بولی کہ تجھے میرے سر کی قسم جو دیکھا ہی سب کہہ غرض تاج الملوک تھوڑا کہتا پھر خاموش
ہو رہتا اور وہ قسمین دے دیکر پوچھتی جاتی آخر سارا ماجرا اُسنے آخر تک ہو بہو کہہ سُنایا اور وہ ہار
راجہ کا بخشا ہوا تکیے کے نیچے سے نکال کر دکھلایا تب پری نے اپنا سر پیٹ لیا اور سُن ہو گئی
ایک دم کے بعد بولی اے شاہزادے یہ تونے کیا کیا اپنا دشمن تو آپ بنا دیکھ مین نے تیری
خاطر ماں باپ کے ہاتھ سے کیا کیا رنج اُٹھائے اور ہر کس و ناکس کے طعنے کھائے یہانتک کہ ہر رات
آگ مین جلنا قبول کیا مگر تجھے نہ چھوڑا اور تیری راہ سے مُنھ نہ موڑا چنانچہ تونے آنکھون سے
بھی یہ تماشا دیکھا کچھ کہنے کی حاجت نہین کاشکے تو اُس مجلس مین نہ جاتا اور اپنے گھر مین میری
جدائی کا صدمہ اُٹھاتا تو بہت بہتر تھا کیونکہ اسکا انجام اچھا نہین اب حیران ہون اگر تجھے
نہ بیجاؤن تو بنتی نہین جو لے جاؤن تو کہان تک چھپائے رکھون خیر جو کچھ تقدیر مین ہو سو امٹ ہی

مگر آج اپنا طالع آزماتی ہون تجھے لے جاتی ہون اپنی کر گذرتی ہون آگے جو مرضی خدا کی چنانچہ معمول
کے وقت تاج الملوک سمیت گئی اور راجہ سے سلام مجرے کے بعد عرض کی کہ آج ایک بجانے والا
بہت چالاک اپنے ساتھ لائی ہون اگر حکم ہو تو یہان آکر بجائے راجہ نے فرمایا بہت اچھا ہماری
عین خوشی ہی الغرض وہ بجانے لگا اور وہ نازنین ناچنے لگی آخر یہ کیفیت ہوئی کہ ساری محفل
غش کر گئی راجہ بھی مست ہوکر جھومنے لگا اور اُسی عالم مین فرمایا مانگ جو مانگا چاہتی ہی محروم
نہ جائیگی یہ سُنکر بکاؤلی نے آداب بجالاکر عرض کی کہ مہاراج کی بدولت لونڈی کو کسی چیز کی
کمی نہین اور کچھ ہوس دل مین باقی نہین مگر اس پکھاوجی کو بخشیے کہ یہی آرزو ہی سنتے ہی اس سخن
کے راجہ برہم ہوا اور شاہزادے کی طرف غضب سے دیکھکر بولا کہ ای آدم زاد تو ہی اسکو چاہتا ہی
اور یہ تجھے چاہتی ہی بہت اچھا ذرا تو اسکا مزہ چکھ اور لذت اُٹھا تو چاہتا ہی کہ بکاؤلی سی
پری کو بے محنت و مشقت یہان سے لیجاؤن اور اپنی بغل گرم کرون یہ نہوگا پھر بکاؤلی کی طرف
مُنھ پھیرکر کہا ای نشتاہ کیا کرون سخن تجھسے ہار چکا ہون جا اسے تجھے بخشا لیکن بارہ برس تک
تیرا نیچے کا دھڑ پتھر کا رہیگا یہ حرف جو اُس سنگدل کے مُنھ سے نکلا وہ سیم تن اُسی ہیئت
کی ہوکر غائب ہوگئی **اشعار**

ہیہات ازل سے ہی یہ عالم	شادی و غمی ہوئی ہی توام	دم بھر کی بہار میہمان ہی	آخر وہی باغ مین خزان ہی
گہ سر پہ ہو تیرے تاج شاہی	گہ خاک پہ بستر تباہی	گل سا کبھی دل فراغ دیکھے	گہ دل پہ ہزار داغ دیکھے
	دم بھر جو نشاط عیش ہووے	خمیازہ پھر اُسکا طیش ہووے	

بائیسوین داستان تاج الملوک کے سنگدیپ مین پہونچنے کی اور بکاؤلی سے ملنا اور چترادت راجہ کی بیٹی کا اُسپر عاشق ہوتا

کہتے ہین کہ بکاؤلی راجہ اندر کی بد دعا سے پتھر کی ہوکر وہان سے غائب ہوگئی اور شہزادہ سیماب کے
مانند بیتاب ہوکر لوٹنے لگا تب اُسکو پریون نے اُٹھا کر نیچے ڈال دیا وہ ایک جنگل مین جا پڑا تین
روز تک بیہوش رہا چوتھے دن جو آنکھ کھلی تو بجائے دلدار پہلو مین خار دیکھے ہر طرف جاکر شور و فریاد
کرنے لگا اور بکاؤلی کی خبر ہر ایک درخت سے پوچھنے لگا ایک دن اسی طرح ایک سنگ مرمر کے تالاب پر

جا پہونچا چارون طرف سیڑھیان پاکیزہ اور خوبصورت بنی ہوئی تھین اور میوہ دار درخت بھی
بہت سے اُسکے گرد لگے تھے شہزادے نے ایک ساعت وہان دم لیا پھر نہا کر ایک سایہ دار درخت
کے نیچے پڑ رہا اور اپنی محبوبہ کے تصور مین سو گیا ناگاہ کئی پریان کہ اُسکے حال سے واقف تھین
وہ بھی وہان پہونچین اور اُسی تالاب مین نہا کر بال سکھلانے لگین اُنمین سے ایک کی نظر جو
شاہزادے پر جا پڑی ساتھیون سے کہنے لگی بکاؤلی کا پکھاوجی یہی ہی تاج الملوک کے کان مین
جون ہی یہ آواز پڑی آنکھین کھول دین اور پریون سے باچشم خونبار پوچھا تمھین کچھ معلوم ہی
کہ بکاؤلی کہان ہی انکا دل اُسکا حال زار دیکھ کر بھر آیا بولین کہ آنکھون سے تو نہین دیکھا مگر سنا ہی کہ
سنگلدیپ مین ایک تبخانے مین ہی مگر نیچے کا دھڑ ناف تک پتھر کا ہو گیا ہی تمام دن اُس مندر کا
دروازہ بند رہتا ہی اور پہر رات کے بعد صبح تک کھلا شہزادے نے پوچھا کہ وہ کس طرف ہی اور کتنی
دور ہی اُنھون نے جواب دیا راہ کی مصیبت تو ایک طرف آدمی اگر ساری عمر چلے جب بھی وہان
نہ پہونچے تاج الملوک یہ سُنکر مایوس ہوا اور اپنی زندگی سے ہاتھ اُٹھا کر ٹکرین مارنے لگا اور پتھرون
سے سر پھوڑنے لگا پریون نے اُس کے حال پر رحم کھا کر آپس مین مشورہ کیا کہ اس آفت رسیدہ کو وہان
پہونچا یا چاہیے آگے اُسکی قسمت مین جو ہونا ہی سو ہو ویگا فوراً اُسے لیکر اُڑین اور بات کی بات مین وہان
پہونچا دیا ایک لمحے کے بعد اُس مایوس کو ذرا حواس آئے تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک شہر رشک بہشت برین
زمین پر آباد ہی اور عجائب اُسکا سواد ہی رنڈی مرد وہان کوئی بدصورت نظر نہین آتا بلکہ درخت بھی
وہان کے ایسے قد موزون رکھتے ہین کہ دیکھنے والے دنگ رہتے ہین آخر سیر کرتا کرتا بازار کی طرف
جا نکلا راہ مین ایک برہمن پجاری ملا اُس سے پوچھا کہ دیوتا تم کون سے ٹھاکر دوارے کے پجاری
ہو برہمن نے کہا کہ راجہ چترسین جو اس ملک کا والی ہی اُسکے ٹھاکر دوارے کا مین پجاری ہون پھر
تاج الملوک نے پوچھا کہ اس شہر مین کتنے ٹھاکرون کے مندر ہین جو معروف و مشہور تھے برہمن نے
بتا دیے پھر یہ کہا کہ تھوڑے دنون سے دکھن کی طرف دریا کے کنارے ایک نیا مندر پیدا ہوا ہی
دن بھر اُسکا دروازہ نہین کھلتا کوئی نہین جانتا کہ اُسمین کیا ہی شہزادہ یہ بات سُنکر خوش ہوا اور
اُسی طرف جا کر دریا کے کنارے مندر کے دروانے پر بیٹھ رہا پہر رات جب گذری اُس استھان کے
کواڑ یکایک کھل گئے تاج الملوک اندر گیا دیکھا کہ بکاؤلی آدھی بصورت اصلی اور آدھی پتھر کی

دیوار کا تکیہ لگائے پانؤن پھیلائے بیٹھی ہو اسکو دیکھکر حیرت سے پوچھا تو یہان کیونکر آیا اُسنے تمام ماجرا
کہکر سنایا پھر ساری رات دونون باتون مین مشغول رہے پھر صبح ہونے لگی بکاؤلی نے شہزادے سے کہا
اب تو یہان سے جا اگر آفتاب نکل آئے گا تو مجھسا تو بھی ہو جائیگا اسکے بعد ایک موتی اپنے کان
سے نکال کر اُسنے دیا کہ بالفعل اسے بیچکر اسباب درست کر اور چندے اوقات کاٹ تاج الملوک
لیکر اُسی شہر مین آیا اور اُسے کئی ہزار روپے کو بیچ کر ایک حویلی پختہ مول لی اسباب ضروری بھی بنا لیا
اور کئی خدمتگار نوکر رکھے جب رات ہوتی بکاؤلی کے پاس جاتا اور صبح اپنے بیگانے مین آتا اسی طرح
ایک مدت گذر گئی بعضے بعضے اشخاص ہمسایہ کے شہزادے کے آشنا ہو گئے تھے اُسکو شہر کی سیر دکھانے
لگے ایک روز تاج الملوک اُنکے ساتھ سیر کو نکلا تھا ایک گروہ سر و پا برہنہ بحالت تباہ نظر آیا
شہزادے نے یارون سے پوچھا کہ یہ اشخاص اگرچہ بہ لباس فقیر ہین لیکن بصورت امیر معلوم ہوتے
ہین خدا جانے اسکا سبب کیا ہو اُن مین سے ایک بولا ان مین بعضے شہزادے ہین اور کئی
امیرزادے لیکن سب جلے ہوے آتش عشق اور اشتیاق کے اور نشانے ناوک فراق کے ہین
قصہ انکا یون ہو کہ راجہ چتر سین کی ایک بیٹی مہ پارہ بلکہ آسمان خوبی کا ستارہ ہو اُسکے مانند
کوئی عورت حسین اس سرزمین مین نہین ہو اشعار

ناز ظاہر ہو قد موزون سے	ہے ٹپکتی ہو چشم جے گون سے	سیکڑون کشتے اُسکے ابرو کے
لاکھ بندے ہین تار گیسو کے	زلف اُسکی ہو جس قدر شبگون	ہو سیہ بخت اسقدر مفتون
امرت اور زہر آنکھین ہین اُسکی	دم مین مارے ہین اور جلائین بھی	ننگ و ناموس جو کہ ہاتھ سے دے
اُسکے کوچہ کی سمت راہ وہ لے		

قصہ مختصر ایک تو وہ آپ ہی پری پیکر قاتل گبر و مسلمان ہو دوسرے
اُسکے ساتھ اور بھی دو کافرین غارتگر ایمان ہین ایک تنبولی کی لڑکی نربل نام اور دوسری مالی
کی چیپلا اسم بامسمے ہو غرض تینون آپس مین اخلاص دلی رکھتی ہین اُٹھنا بیٹھنا جاگنا سونا کھانا
پینا دن رات ایک جگہہ ہو اور اپنے اپنے بیاہ کی بھی ہر ایک آپ مختار ہو جسے پسند کرے اُسی سے
ہو کسی کو اس بات مین دخل نہین لیکن اب تک کوئی اُسکا منظور نظر نہین ہوا اور آنکھون مین
نہین ٹھہرا شہزادہ یہ سُنکر چپکا ہو رہا اتفاقاً ایک روز آوارۂ بیابان عشق اُس حور سرشت
کے محل کے نیچے جا نکلا تماشائی اُسکے گل رخسار کو بلبل دار تکتے تھے اور دیوانون کی طرح

آپس مین کچھ کچھ بکتے تھے اور وہ پریزاد بیٹھی جھروکے سے دیکھ رہی تھی کہ شہزادہ اُس سے دوچار ہوا
عشق کا تیر دل کے پار ہوا عنان صبر و شکیب ہاتھ سے چھٹ گئی متاع ہوش و حواس لٹ گئی
بیخود ہو کر گر پڑی نرملا اور چیلا نے دوڑ کر اُٹھایا مُنھ پر گلاب چھڑکا عطر سونگھایا کچھ ٹھہری
ہوش آیا لیکن سکتے کی سی حالت ہر چند اُنھون نے حال پوچھا اُسنے کچھ نہ بتایا حیرت کو منھ پہ
اُسی طرح رہنے دیا تب نرملا نے کھڑکی سے نیچے جھانک شہزادے کو دیکھا اور چتراوت سے
بیتابی کا سبب دریافت کیا پھر تسلی دے کر کہنے لگی کہ اے رانی تیری بیقراری نے تو ہمکو دیوانہ بنایا
اور اضطرابی نے دامن صبر چھڑایا اتنی کیون گھبراتی ہو اور کس واسطے آپ کو دیوانہ بناتی ہو
تیرے باپ نے تو بیاہ کی تجویز تجھپر موقوف رکھی ہو جسکو تو پسند کرے گی اُس سے تیری شادی
کریگا خاطر جمع رکھ اس جوان ابلق سوار کو جس کو دیکھکر تیری حالت تغیر ہوئی ہو تجھ سے ملا دونگی
اگر فرشتہ ہو تو بھی تیرے دام سے جا نہین سکتا اور کوئی اُسکو چھڑا نہین سکتا دیکھ تو ایسے جال مین
پھنساتی ہون کہ ہل نہ سکے اور ایک قدم آگے چل نہ سکے یہ کہکر ایک کٹنی اُسکے حال کی تحقیقات کو
بھیجی وہ عجب ایک شوخی و طنازی سے آئی اور آتے ہی شہزادے کے گھوڑے کا شکاربند پکڑ کر
کہنے لگی تو نہین جانتا کہ یہ شہر مقتل غربا ہی اور یہان عاشقون کو سولی دینا روا ہی یہانکے پریرو
مرغ زیرک تار زلف مین ادا سے پھنسا لیتے ہین اور ایک نگاہ ناز سے خاک پر گرا دیتے ہین تو
کس جرأت اور دلیری سے ادھر اُدھر پھرتا ہی اور بادشاہون کے محلون کی طرف دیدہ بازی
کرتا ہی مگر آتش کا پرکالہ ہی جو شمع رخون کے دل کو پگھلاتا ہی اور سنگدلون کے کلیجے کو موم بناتا ہی
کدھر سے آیا ہی اور کہان کا رہنے والا ہی اپنے حسب اور نسب اور وطن سے آگاہ کر تاج الملوک
اُسکی باتون سے تاڑ گیا کہ کسی کی بھیجی ہوئی ہی بولا اے چھکو بہت باتین نہ بنا میرے داغ دل سے
روئی نہ اُٹھا جا اپنے کسی مجروح کے زخم پر مرہم لگا سُن وطن میرا مطلع خورشید سے روشن تر ہی
اور نام میرا افسر سلاطین ہی دریافت کیے جسکی تو بھیجی ہوئی آئی ہی اُس سے جاکر کہدے کہ
مجھ مسافر مصیبت زدہ کی طرف خیال نہ کرے اور مجھ سودائی پر دھیان نہ رکھے بیت خوش جو
آنے سے ہوا اُسکے پاس جا ۞ ناز اسیر کر جو ہو خواہان ترا ۞ مشاطہ جان گئی کہ وطن اسکا شرقستان ہی
اور نام تاج الملوک عالی نسب والا حسب ہی غرض تمام حال دریافت کرکے چتراوت سے آکر بیان کیا

شہزادہ روز پوشاک بدلتا اور اُسکے جھروکے کے نیچے ہوکر نکلتا چترا وت اُسکے فراق سے چودھوین
رات کے چاند کی طرح گھٹنے لگی چندروز تو یہ راز چھپا رہا آخرش کھلگیا یہانتک کہ ماں باپ نے بھی
شناخت راجہ نے ایک دلالہ بڑی ہوشیار پختہ کار بُلائی اور شہزادے کے پاس بھیجی کہ لڑکی کی
نسبت کا پیغام اُسکو دے اور اُسکے دل کو ہر طرح سے بھائے القصہ اسنے چترسین کا پیغام شہزادے
کو دیا اور اُسکی کل اندام کا حُسن بیان کیا اُسنے تمام و کمال سُنکر جوابدیا کہ تو میری طرف سے بعد
سلام و نیاز کے راجہ کی خدمت مین عرض کرنا کہ جو کوئی قبائے شاہی اور تاج شاہنشاہی چھوڑکر
رنج سفر اور خرقہ فقر اختیار کرے اور اپنے بیگانے سے کنارہ پکڑے اُسکی پابندی کا خیال کرنا گویا حقیقت
پانی پر نقش بنانا اور ہوا کو گرہ مین باندھنا ہی یہ کہا اور اُسکو رخصت کیا دلالہ نے تاج الملوک
کے انکار کرنے کی کیفیت راجہ سے عرض کی چترسین اُسکے اغماض کرنے سے متفکر ہوا اور وزیر سے
مشورت کی اُسنے عرض کی ایک غریب بے خانمان کو اگر بادشاہ اپنا مطیع کیا چاہے تو کیا بڑی بات
ہی آپ دیکھتے رہین مین اُسکو کس گھاٹ اُتارتا ہون الغرض وہ مکار اس بات کے درپے ہوا کہ شہزادے
کو چوری کی تہمت لگا کر گنہگار ٹھہرائے اور اپنا کام اُسکے ہاتھ سے یون نکالے سچ ہی کہ جو کوئی حکمت
حکیم مطلق کی گوناگون تامل کی نظر سے دیکھے تو کسی چیز کو خالی شر سے نہ پاوے اور ہر ایک شر کے بعد
خیر ملاحظہ کرے ای عزیز حق تعالیٰ نے عالم ارواح کو بدن سے رخصت دی ہی پس جو حرکت کہ بظاہر
بدن سے ہو حقیقت مین روح سے ہی غرض کہ جو فساد کہ اس عالم کون و فساد مین ہو تو اُسکی طرف
سے جان لیکن شر نہ سمجھ کہ درپردہ وہ خیر ہی کیونکہ وہان شر کی گنجایش نہین القصہ تاج الملوک کو خرچ
کی احتیاج ہوئی چاہا کہ بکاولی سے مانگے اس مین وہ سانپ کا من اپنی ران کا رکھا ہوا یاد آیا
جراح کو بُلا کر ران چروالی اور وہ مہرہ نکال کر زخم پر مرہم لگا دیا جبکہ اچھا ہوا بازار مین لے گیا
جوہری دیکھ کر حیران ہوے وزیر کو جا کر خبر کی کہ ایک شخص ایسا جواہر بیچنے لایا ہی کہ ہمنے ساری عمر
نہین دیکھا اور بادشاہ کے سوا کوئی بھی اُسکی قیمت دے نہین سکتا سُنتے ہی وزیر نے کئی جوان اُسکے
ساتھ کردیے اور اُس غریب الوطن کو ناحق پکڑوا بُلوایا دیکھا تو وہی شخص ہی فی الفور اُسے چوری
کی تہمت لگا کر قید کیا اور راجہ کو یہ مژدہ سُنایا کہ پرندہ دام توڑ کر اُڑ گیا تھا آج فریب سے
ہمنے اُسے پکڑا اب یقین ہی کہ جو آپ کہین گے قبول کریگا

تیئسوین داستان بیاہ ہونے مین تاج الملوک کے چتراوت سے اور کھودنے مین دیوہری کے جسمین بکاؤلی تھی

جب شاہزادے کو راجہ چترسین نے بندیخانہ مین نہایت تنگ کیا کہ چتراوت سے شادی قبول کرے
لیکن وہ قید کی سختیان ہرگز خاطر مین نہ لاتا تھا بکاؤلی کے فراق مین دن رات چلاتا تھا اور دیوار سے
سر ٹکراتا تھا ایک دن وہان کے داروغہ نے راجہ کی خدمت مین عرض کی کہ وہ نوگرفتار مانند مرغ نیم بسمل
بیقرارانہ رات اور دن خاک پر لوٹتا ہی اگر اُسے جلد آزاد نہ کیجیے گا تو خون ناحق سر پر لیجیے گا چند روز
مین تڑپ تڑپ کر مر جائیگا مہاراج نے اُسے تو کچھ جواب نہ دیا لیکن بیٹی کو کہلا بھیجا کہ تو جا کر اپنے شمع جمال
کا پرتو اُسپر ڈال شاید تجھپر پروانہ دار پگھل جائے اور اُسکی متاع غرور جل جائے چتراوت یہ بات سُنکر
نہایت شاد ہوئی جلد آپ کو آراستہ کیا حُسن خداداد کو زیب و زینت سے دونا کر دیا پھر سربلا و چپلا بھی
بن ٹھنکر زہرہ و مشتری کے مانند اُس ماہرو کے ساتھ ہولین غرض تینون شاہزادے کے پاس پہونچین اشعار

کسی زندان مین وہ رشک زلیخا
وہان اُس یوسف ثانی کو دیکھا
برائے نذر وہ لائی تھی جو جو
رکھا فی الفور اُسکے آگے سب کو
وہ کیا تھے یعنے دندان مثل گوہر
عقیق لب بھی برگ گل سے خوشتر
پھر ایسے ساعد سیمین دکھائے
کہ چاندی چاند کی جنسے لیجائے
رخ گلرنگ کا وہ زرد کھایا
چمک نے جس کے سورج کو جلایا
سونگھائی عطر سی بو اپنے تن کی
مہک شرمندہ کی مشک ختن کی
پھر آنکھون کے اُسے دکھلائے بادام
عوض عنبر کے زلف عنبرین فام
رکھا سیب ذقن پھر اُس کے آگے
کہ اسکا بھی مزہ وہ شوخ چکھے
مگر رکھے انار سینہ مخفی
اطاعت اُسنے کی شرم و حیا کی

لیکن شاہزادے کی نظر قبول اُن مین سے کسی پر نہ پڑی اور کوئی چیز اُسکی نگاہ پر نہ چڑھی
فی الواقع اگر چتراوت کی آتش باطن تاثیردار نہوتی تو پھر اُسکے تحفۂ ظاہری خراب جاتے ساری
محنت رائگان ہوتی سُن اے عزیز رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے عبادت کو بادشاہ حقیقی کی
نذر کے لائق نہ دیکھا عجز سے کہا کہ عبادت تیری مین نے جیسی چاہیے نہین کی پھر کسکا مُنہ ہی کہ
اپنی عبادت پہ نازان ہو بہتر یہی ہی کہ آپ کو اُسکی محبت کی گھریا مین یہانتک پگھلائے کہ اکسیر
کے مانند خاک ہو جائے تا شاہان اکسیر پسند کی آنکھون مین سونے سے زیادہ نظر آئے

القصہ جب چتراوت نے دیکھا کہ چشم جادو اور تیغ ابرو سے کچھ نہ ہو سکے گا ناطاقت ہو کر شہزادے کے آگے گر پڑی تڑپنے لگی یہانتک کہ شہزادے کے دل کو صدمہ پہونچا بے اختیار اٹھکر کھڑا ہوا اور اُسکو آغوش مین کھینچ لیا شادی قبول کی کیونکہ بے اسکی خاطرداری اور رضامندی کے کسی طرح اپنی رہائی نہ دیکھی نربلا نے فی الفور خوشخبری راجہ کو پہونچائی کہ چتراوت گل مراد سے دامن بھر کر گھر مین آئی چترسین نے فی الفور شہزادے کو بندی خانے سے نکالا حمام مین بھیجا اور خلعت شاہانہ مرحمت فرمایا پھر ایک مکان دلچسپ رہنے کو دیا اور نیک ساعت دیکھ کر اپنے خاندان کی رسم کے موافق اُس دُرنا سفتہ کو اس لعل گرانبہا کے ساتھ بیاہ دیا تاج الملوک چتراوت کے خلوت کدے مین آیا نربلا اور چیلا اپنے اپنے عہدے پر آکر کھڑی ہوئین اور انھون نے بھی گرمیان بہت کھلائین لیکن شہزادے نے کسی کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھا سرنیچے کیے بیٹھا رہا جب پہر رات گذری اُٹھ کھڑا ہوا اور بکاؤلی کے مندر کی طرف چلا چندروز سے جو اُس گرفتار دام بلا کو نہ دیکھا تھا تڑپ رہی تھی اور سر دے دے مارتی تھی اتنے مین شہزادہ بھی جا پہونچا دیکھتے ہی شاد ہوگئی اور سنبھل بیٹھی لیکن ہاتھ پانون کی منہدی دیکھکر اس رشک چین کا مُنھ غصے سے لال ہوا دلکو صدمہ کمال ہو طاقت خموشی کی جاتی رہی کہنے لگی واہ واہ شہزادے اتنے دلون کے بعد آئے مگر خوب رنگ لائے عاشقون کا نام تو نے ڈبویا وفا کو داغ لگایا زنہار عاشقی کا دم اب کبھی نہ بھرنا اور اپنا عشق کسی سے ظاہر نہ کرنا مثنوی

ارے سنگدل تو نے یہ کیا کیا
کر انصاف اپنے ہی دلمین ذرا
مرا جسم گلرنگ ہو جائے سنگ
حنا کا ہو پھر تیرے ہاتھون پہ رنگ
مین پتھر کی ہو کر رہون یون پڑی
کرے عیش تو غیر سے ہر گھڑی
مرا غنچۂ دل یہان داغ کھائے
وہان اور گل کو گلے تو لگائے
غضب ہے کہ معشوق غم سے جلے
شب روز دست تاسف ملے
جو عاشق ہو خوش ہو کے دھومین مچائے
وہ ماتم نشین ہو یہ شادی رچائے
نہ لے نام چاہت کا اے بد گہر
پڑین پتھر ایسی تری چاہ پر
اُٹھے درد و غم کی مرے دلمین ہوک
کرے چین تو حیف تاج الملوک
جو رنجش کی باتون کو اُسنے سُنا
لگا بید سا کانپنے سر دھنا
کہان ہے ترا کس طرف آج دھیان
خیال ایسے دل مین نہ لا میری جان
اگرچہ ہون شہزادۂ نامدار
مگر ہون ترا بندۂ جان نثار
بلاشبہ ہون مالک تخت و جاہ
مین تیرا ہون مملوک اے رشک ماہ
مرا گوشت اور پوست سب ہے ترا
ترے ہاتھ مدت سے مین بکچکا
یہ جلوے نے دیوانہ مجکو کیا

کہ اپنون سے بیگانہ مجھکو کیا
جب ہی سے کوئی چیز بھاتی نہین
تصدق ہی تجھپر سے یہ دل مرا
نہین اور تجھ سی کوئی دوسری
مین عاشق بدل ہون ترا میری جان
تعلق نہین اور کے ساتھ ہی
بڑی قید مین مین گرفتار تھا
نہ کرتا جو اس کام کو مین بھلا
تو اس تبکدے مین تڑپتی ادھر
فقط اپنا ہی دیکھتا جو ضرر
مگر تیرا نقصان گوارا نہ تھا
اسی ڈر سے یہ امر مین نے کیا
بھلا جھوٹھ اتنا ہی کیون بولتا
وفا اور محبت تری دیکھ لی
مجھے رنج و زحمت مبارک ہے
سنا اس طرح کا جو اسنے کلام
دل و جان کو ہاتھون سے کھونے لگا
یہ حالت بڑی دیر طاری رہی
گرا اسکے قدمون پہ بے اختیار
کہ مین تجھسے جی مین نہین کچھ خفا
خفا ہونے والی مین صدقہ گئی
ہوا تجھ سے جو مجکو وہ سب قبول

مرے دلکو جسدن سے بھائی ہی تو
نظر مین کوئی شی سماتی نہین
سوا تیرے پھر کس سے اے دلربا
پڑے آنکھ کس پر بھلا اب مری
یہ کیا دخل ہی حکم سے گر پھرون
مرا جینا مرنا ترے ہاتھ ہی
مجھے خواہش کدخدائی نہ تھی
تو آکر تجھے کس طرح دیکھتا
ہو بختی نہ میری خبر تجھ تلک
تو کرتا نہ یہ بات اے سیمبر
یقین تھا مرے دلکو اسبات کا
مجھے ورنہ شادی سے کیا کام تھا
کوئی بیاہ کرتا نہین جبر سے
یہ دو دن کی چاہت تری دیکھ لی
تجھے مجھ سے اس حال مین کام کیا
لیا اپنا دل دونون ہاتھون سے تھام
پری نے جو دیکھا اسے اشکبار
کہ دونون طرف آہ وزاری رہی
پری بھی تحمل نہ کچھ کر سکی
یہ شکوہ زبانی فقط تھا مرا
تری ہی مصلحت تھی جو تونے کیا
نہو تو ذرا اپنے دل مین ملول

ان آنکھون مین جب سے سمائی ہی تو
ترے پانون سا منھ نہین چاند کا
یہ عاشق ترا ہووے گا مبتلا
نہ مجھ سے کبھی ہو جیو بدگمان
جو فرمائے فوراً وہی مین کرون
مگر کیا کرون سخت ناچار تھا
مگر بے کیے بھی رہائی نہ تھی
مین اس قید خانہ مین مرتا ادھر
نہ حالت ترے درد کی مجھ تلک
مجھے اپنا جی ایسا پیارا نہ تھا
جیے گی نہ تو بھی جو مین مر گیا
پری نے یہ سنکر غضب سے کہا
عذر چاہیے ہی مرے صبر سے
تجھے عیش و عشرت مبارک رہے
برے وقت کا کون ہی جز خدا
دم سرد بھر بھر کے رونے لگا
لگی آپ بھی رونے بے اختیار
پھر آخر کو وہ عاشق بے قرار
اٹھا کر سر اسکا گلے لگ گئی
ہی منظور بس مجھکو تیری خوشی
مین عورت ہون آخر مری عقل کیا
ہزارون ہین گلہ وا گر تیرے پاس

القصہ اسی طرح کے کلام آپس مین رہے ہر گھڑی اُدھر سے ناز تھا اس طرف سے نیاز تھا القصہ تاج الملوک
نے اپنے قید ہونے کا اور چتراوت سے شادی کرنے کا ماجرا مفصل بیان کیا اور اُس آئینہ رو کے دل سے
غبار کدورت بالکل دھویا اتنے مین صبح نمود ہوئی تاج الملوک گھر گیا اور چتراوت کے پلنگ پر سو رہا
اسی طرح بلاناغہ ہر شب بکاؤلی کے پاس جاتا تھا اور دن چتراوت کے ساتھ نقل اور حکایات مین
کاٹتا تھا وہ شہزادے کی ایسی حرکات سے نہایت حیران تھی اور اپنے دل مین کہتی تھی یا الٰہی طرفہ ماجرا
یہ ہے کہ باوجود اس قربت کے میرے دل کی آگ شہزادے کی پنبۂ راز کو سلگاتی نہین اور اُسکے خرمن تحمل
کو جلاتی نہین تعجب ہے کہ بیدل و دلارام ایک گھر مین ہین اور تفاوت پورب پچھم کا سا ہے اے عزیز جبتک
تیرے دل کی آنکھین اغیار کے حُسن کو دیکھنے والی ہین تجھے یار کی صورت نظر نہین آتی ہر چند بے پردہ ہو
پہلے خار رغبت اغیار کو دل کی سرزمین سے اُکھاڑ کر پھینکدے پھر گل رخسار یار کو آئینہ دل مین دیکھلے
اگر تو اپنے گلشن وجود کو بہ نظر تامل دیکھے تو اُس مین رنگ و بو کے سوا کچھ نہ پاوے القصہ ایک دن
چتراوت نے شہزادے کا گلہ اپنے باپ سے کیا اور اُسکی بے التفاتی کا سارا حال کہا راجہ نے کئی جاسوس
شاہزادے کے پیچھے لگائے تا اس بات کو جلد تحقیق کرین کہ یہ تمام رات کہان رہتا ہے وہ اسی تلاش
مین تھے کہ یہ اُسی وقت پھر گھر سے نکلا اور اُسی مندر مین گیا رات بھر رہا صبح ہوتے ہی پھر محل مین
داخل ہوا فوراً اُنھون نے جاکر راجہ سے عرض کی کہ شاہزادہ فلانے مندر مین صبح تک رہتا ہے
اُس سیہ دل نے کئی سنگ تراش چالاک دست اُسی وقت بھیجے کہ اُسکو کھود کر پھینکدین اُنھون نے
بموجب حکم کے اُس مندر کو بیخ و بنیاد سے اُکھاڑ کر دریا مین ڈال دیا تاج الملوک جو اپنی عادت
پر وہان گیا تو اُسکا نشان بھی نہ پایا دیوانون کے مانند وہان کی خاک پر لوٹنے لگا اور یہ رباعی
پڑھنے لگا

اشعار

ایجان اگر کھوج ترا پاؤن مین	مرمر کے وہان آپ کو پہونچاؤن مین
کچھ ہو نہین سکتا ہے کرون کیا اے کاش	پھٹ جائے زمین اور سما جاؤن مین

آخر نا امید ہو کر دھاڑین مار مار کر رویا اور پھر آیا چند روز تو اُسکو بیقراری کی لذت اور آہ و زاری کی کثرت
رہی جب اُس صنم کے وصل سے مایوس ہوا رونے کا بھی حال نہ دیکھا چتراوت کی جادو بھری باتون پہ
دھیان کیا غرض نسیم وار اُسکے غنچۂ امید کو شگفتگی بخشی اور نیسان وصال سے اُسکی صدف آرزو کو پُر گہر کیا

چوبیسوین داستان بکاؤلی کے پیدا ہونے کی ایک کسان کے گھر مین اور تاج الملوک اور چتراوت کے ملنے مین اور پہونچنے مین ملک نگارین کے

کہتے ہین کہ اُس تہخانے کی زمین کو ایک کسان نے جوتا اور وہان سرسون بوئی تاج الملوک کبھی کبھی اسکے سبزے کو دیکھنے جاتا تھا اور اپنے دل مضطر کو وہان کے سبزے سے تسکین دیتا تھا جب وہ پھولی اور اُسنے بہار پیدا کی تب شاہزادہ دونون وقت وہان جانے لگا اور یہ رباعی پڑھنے لگا رباعی

کیا رنگ تمھارا ہی کہو تو پھولو	آتی ہی مجھے عشق کی اس رنگ سے بو
نکلے ہو زمین سے اسلیے پوچھتا ہون	گلشن سے مرے کچھ بھی خبر رکھتے ہو

القصہ وہ کھیت پکا اور کسان نے کاٹکر اُسکا تیل نکالا ازبسکہ کسانون کا چلن یہ ہی کہ جو چیز کھیت مین اُگتی ہی اُسکو پہلے آپ کھاتے ہین اسلیے وہ اُسکی جورو کے کھانے مین آیا باوجود کہ وہ بانجھ تھی خدا کی قدرت کاملہ سے حاملہ ہوئی اور نو مہینے کے بعد لڑکی پری پیکر جنی کسان کا گھر بے چراغ اندھیرا تھا اُس شمع کے پرتو سے روشن ہو گیا ہر طرف دھوم پڑی کہ ایک بانجھ کے گھر سرسون کے تیل کی تاثیر سے ایک لڑکی نہایت حسین ایسی پیدا ہوئی کہ اُسکے حسن کی تعریف کسی سے نہین ہو سکتی مُنھ کی چمک نے چودھوین رات کے چاند کو ماند کر دیا جب چودہ برس کی ہوگی تب سورج کو بھی داغ دیگی رفتہ رفتہ یہ بات تاج الملوک کے بھی کان تک پہونچی جانا کہ یہ تاثیر اُسی سرسون کی ہی کسان کو اُسکی بیٹی سمیت بلوا بھیجا جوہین نظر اس لڑکی پر پڑی اُسکی شکل اپنی معشوقہ کے مطابق پائی نہایت شاد ہوا سمجھا کہ بکاؤلی نے جنم لیا ہی بہت سے روپیہ اُس کسان کو دے کر رخصت کیا کہ اس لڑکی کو بخوبی پرورش کر جب وہ سات برس کی ہوئی ہر طرف سے اُسکی شادی کے پیغام کسان کو آنے لگے لیکن وہ اُس اندیشہ سے کہ شاہزادے نے پرورش کے واسطے تاکید شدید کی تھی خدا جانے آگے اُسے کیا منظور ہی کہ میری جان پہ آبنے سب کو صاف جواب دیتا اور بہانہ یہ کرتا تھا کہ جس وقت وہ سیانی ہوگی جسے پسند کرے گی اُسکے ساتھ بیاہ دونگا قصہ مختصر جب اُسنے دسوین برس مین پانون رکھا تاج الملوک نے اس دہقان کے پاس ایک مشاطہ کے ہاتھ یہ پیغام بھیجا کہ اپنی لڑکی کی شادی مجھسے کر دے یہ سنکر وہ بیچارہ کانپنے لگا کہ مجھ غریب و عاجز کا یہ مُنھ کہان کہ بادشاہ کے داماد کو اپنا داماد کرون

اُسکا آخر یہی پھل ہوگا کہ میری بیٹی لونڈی ہوکر رہے گی ہزار افسوس ایسی جہانسندر راجہ کی بیٹی کی چیری
بناؤن اور اُسکے آگے اسے کمواؤن یہ سُنکر لڑکی نے کہا سنو بابا میرا نام بکاؤلی ہے مین پری ہون تم ایسے
اندیشے نہ کرو سب طرح خاطر جمع رکھو کچھ وسواس نہین کہ گل رنگین کی جگہہ آخر سر پر ہے اور وہ بےبہا کا مکان
شاہون کا افسر ہے تم شاہزادے سے کہلا بھیجو کہ چندے اور بھی توقف کرے کسان بیچارہ چپ ہو رہا مشاطہ نے
آکر سب ماجرا حضور مین عرض کیا تاج الملوک سنتے ہی مارے خوشی کے پھول گیا سارا غم والم بھول گیا اور
اسکو بہت سا انعام دے کر رخصت کیا جب بکاؤلی کے نحوست کے دن آخر ہوے سیکڑون پریان
چارون طرف سے وہان آئین اور سمن روپری بھی پوشاک پر تکلف اور جواہرات بیش قیمت لے کر
مع تخت زرین آکر حاضر ہوئی بادشاہزادی نے کپڑے بدلے گہنا پہنا جب بن ٹھن چکی مان باپ سے
کہا کہ مین اتنے دنون تمھارے گھر مہمان تھی اب رخصت ہوتی ہون باپ کا ہاتھ پکڑ کے اُس کے مکان
کے پچھواڑے لے گئی اور اشرفیون کا دیگچہ کسی زمانہ کا گڑا ہوا بتا دیا کہ اُسکو نکال کر خرچ مین لاؤ
پھر رخصت ہوئی اور تخت پر سوار ہو بیٹھی پریان فی الفور اُسکو اُٹھا کر لے اُڑین اور جس جگہہ کہ
تاج الملوک چتراوت اور نرملا اور چیلا کو لیے بیٹھا تھا آکر اُترین بکاؤلی نے سب کو وہین چھوڑا
آپ اکیلی اندر گئی اور چتراوت کا ہاتھ پکڑ کر بہنون کی طرح ناز سے گلے لگ گئی وہ اُسکی سج دھج
دیکھ کر بے حواس ہوئی کہ مسند سے دب کر بیٹھی پھر پری نے تمام اپنی سرگذشت شہزادے سے
کہی اور اُسکی سُنی پھر چتراوت سے کہا کہ اگر شہزادے کی رفاقت منظور ہو تو بسم اللہ اُٹھ کھڑی ہو وہ تمھارا
گھر ہے کچھ اندیشہ نہ کرو چتراوت نے کہا کہ میری جان شاہزادے کے ساتھ ہے پھر اس جسم خالی کو کیونکر
رکھ سکونگی بدل حاضر ہون اُسی وقت بکاؤلی نے پریون کو اشارے سے کہا کہ تم ظاہر ہو نقل کرتے
ہین کہ چپہ بھر زمین سنگلدیپ کی پریون سے خالی نہ رہی شہر مین دھوم پڑ گئی لوگ گھبرائے
یہان تک کہ راجہ مضطر ہو کر بیٹی کے محل مین دوڑا آیا دیکھتے ہی اُسکو شہزادہ استقبال کے واسطے
اُٹھ کھڑا ہوا چند قدم بڑھا اور اپنی مسند پر بٹھایا پھر اپنا اور بکاؤلی کا احوال مفصل کہکر
سُنایا پہلے تو بہت سا کڑھا پھر نہایت خوش ہوا اور چتراوت کا ہاتھ پکڑ کر بکاؤلی کے ہاتھ
مین دیا اور کہا کہ یہ میری اکلوتی بیٹی ہے تیری پرستاری کے واسطے دیتا ہون توقع کہ اسپر
نظر مہربانی کی رکھیو اور اپنی لونڈی جانیو یہ کہکر رخصت کیا تاج الملوک تخت پر سوار ہوا

بکاؤلی اور چترادت داہنے بائین متمکن اور نرملا اور چپلا ادب سے سامنے کھڑی پریان تحت
کولے کر اُڑین بات کی بات مین تاج الملوک کی ڈیوڑھی پر جاکر رکھ دیا بکاؤلی اور
چتراوت جو اندر گئین زین الملوک کے وزیر کا بیٹا بہرام نام کہ ملک نگارین اور باغ اور
قصر کا علاقہ اُسی کو تھا ندرے کر دوڑا آیا آداب بجالاکر اپنا نام و نشان تبلایا تاج الملوک
نے اُسپر بہت سی نوازش فرمائی نذرلی خلعت دیا پھر دولت خانے مین داخل ہوے دلبر
اور محمودہ دیکھتے ہی شہزادے کو نہایت شاد ہوئین پھر بکاولی اور چتراوت سے
خوشی خوشی ملین۔

پچیسوین داستان تاج الملوک کے نامہ لکھنے مین فیروزشاہ اور مظفر اور اپنے باپ کو اور آنے مین اُنکے تاج الملوک کی ملاقات کو اور روح افزا پر عاشق ہونا بہرام کا

مصوّر نگارستان عشق کا اس داستان کی تصویر صفحۂ کاغذ پر یون کھینچتا ہی کہ تاج الملوک نے
فیروزشاہ اور مظفرشاہ اور زین الملوک کو مژدہ اپنے پہونچنے کا لکھ بھیجا اُسکو پڑھکر ہر ایک کا
دل تر و تازہ ہوا چنانچہ فیروزشاہ نے مع جمیلہ خاتون بڑے جاہ و حشمت سے شرقستان کی طرف
کوچ کیا اور مظفرشاہ حسن آرا اور روح افزا کو ساتھ لے کر اُسی تجمل سے روانہ ہوا اور زین الملوک
بھی خاص محل کو ہمراہ لے کر بڑے کر و فر فوج اور لشکر سے چلا غرض تھوڑے دنون مین ملک نگارین
مین آ پہونچے اور اُسکے گرد و نواح مین انسان اور پریزاد کی ایسی کثرت ہوئی کہ تل دھرنے کی جگہ
نرہی بارے تاج الملوک اور بکاؤلی کے دیدار سے سب مسرور ہوے اور ہر ایک دل سے رنج و الم
دور ہوے تین روز تک جشن رہا ناچ راگ دن رات ہوا کیا چوتھے دن ہر ایک شاد و خرم رخصت
ہو کر اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوا مگر بکاؤلی نے روح افزا کو نہ چھوڑا کہ چندے اور بھی اسکی صحبت سے
حظ زندگانی اُٹھائے اور ایام جدائی کی سختیان سب دل سے بھلائے عقیق کا دالان اُسکی خوابگاہ
کے واسطے مقرر کیا وہ پری پیکر اُس حور سرشت کے ساتھ پہر رات گئے تک سرگرم گفتگو رہتی تھی
پھر خوابگاہ مین جاکر سو رہتی تھی ایک رات کی نقل ہی کہ روح افزا کی چوٹی سونے مین کھڑکی

کے باہر جاڑی تھی اُسکے موافق مین ایک گو ہر شب چراغ چمک رہا تھا بہرام بھی اُسی وقت چاندکی سیر کرتا ہوا ادھر جا نکلا جبکہ نگاہ اُسپر جاڑی پہلے تو سمجھا کہ کالا اپنا من منھ مین لیے چڑھا جاتا ہو پھر غور سے جو دیکھا تو معلوم کیا کہ کسی کی چوٹی مین لعل چمکتا ہو جی مین سوچا کہ شاید بکاؤلی یہان سوتی ہو اور اسکی چوٹی لٹک پڑی ہو لیکن دل اُسکا تمام رات پیچ و تاب کھاتا تھا آخر رہ نہ سکا صبح کو سمنردیری سے پوچھا کہ فلانے مکان مین کون سوتا ہو اُسنے کہا کہ وہ روح افزا کی خوابگاہ ہو سُنتے ہی اُسکے عشق کا سودا بہرام کے سر مین پیدا ہوا اور اُسکی زنجیر زلف ڈھونڈھنے لگا چنانچہ دوسرے دن آدھی رات کے وقت کمند مارکر اُس مکان مین جاکر اُترا اور دالان کے اندر بیتابانہ چلا گیا دیکھا کیا ہو کہ وہ رشک زہرا ایک سونے کے پلنگ پر نانسے سوتی ہو یہ کیفیت اُسکی دیکھ کر کیفیون کے مانند ہوگیا اُسنے تو کبھی اس شراب کو چکھا نہ تھا اُسکا نشہ سنبھال نہ سکا بدمستون کی طرح اُس پری پیکر سے ہم آغوش ہوکر چھیان لینے لگا فوراً اُسکی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ بہرام ہو اگرچہ اُسکا عشق اِسکے شیشۂ دل کو چور کرچکا تھا لیکن اتنی چالاکی اور بیباکی اُسکی طبع نازک کو خوش نہ آئی بہت سا جھنجلائی آخرش طمانچہ مارکر ایسا دھکا دیا کہ کھڑکی سے گر پڑا اور زار زار روتا ہوا اپنے گھر چلا گیا صبح ہوتے ہی روح افزا نے بکاؤلی سے رخصت مانگی اُسنے ہر چند سماجت اور منت کی کہ چند روز اور بھی رہو روح افزانے نہ مانا اسواسطے کہ اگر رات کی بات ظاہر ہو گی تو بکاؤلی مجھے ہنسی مین لے گی اور چھیڑے گی آخرش نہ ٹھہری اور جزیرۂ فردوس کی راہ لی لیکن بہرام کے عشق سے دن کو چین سے بیٹھتی نتھی اور رات کو ایک دم آرام سے نہ سوتی تھی بلکہ اکثر اوقات شمع فانوس کے مانند روتی تھی اور ساعت بساعت سموم غم سے مرجھاتی تھی اور اپنی نرگس مخمور مین گھڑی گھڑی آنسو بھرلاتی تھی سچ ہو کہ جو کوئی دیدۂ غور سے ملاحظہ کرے تو عشق کی بیتابی معشوق مین زیادہ دیکھے یہ وہ گروہ ہو کہ کسی کے گلے مین کمند عشق ڈالکر دور سے اپنے حضور مین کھینچ لے اور کسی کو فلاخن ہجر سے دور پھینکدے

چھبیسوین داستان بہرام کے جزیرۂ فردوس مین پہونچنے کی سمنر دیری کی مدد سے اور روح افزا کے ملنے مین بنفشہ کی توجہ سے

کہتے ہین کہ بہرام روح افزا کے فراق مین ایسا نحیف ہوگیا کہ دبلاپے سے آنکھون کے حلقے پڑ گئے

اس بات کی سمن رو کے سوا کسی کو اطلاع نہ تھی چنانچہ وہ مدام اُسکو نصیحت کرتی کہ ای بہرام اس
خیال سے در گذر اور دل سے اندیشہ فاسد دور کر کیونکہ غیر جنس کا شجر محبت سوا فراق کے کچھ ثمر نہین
دیتا خاک مین ملے ایسی دوستی جس سے ہمیشہ خرابی اور اضطرابی جی کو رہے اور ناحق ایک بے پروا کے پیچھے
دکھ اور درد سہے تو تاج الملوک کی بات پر نہ جا کہ نادر ہی یہ اتفاق ہو گیا کہ بکاؤلی کی طبیعت اُسپر آگئی
والا آدمی اور پری مین کیا مناسبت لطیف اور کثیف مین ملاقات کی کون صورت لیکن بہرام چپکا سنا کرتا
کچھ جواب نہ دیتا تھا مگر یہ بیت پڑھتا تھا بیت نصیحت کرتے ہو ناحق تم اتنی * نہین جانے کی زنگی سے
سیاہی * جب سمن رو نے دیکھا کہ خار عشق بہرام کے جگر مین ایسا چبھا ہی کہ اُسکا نکلنا بہت دشوار ہی کہا
ای خود فراموش اس مہم مین مجھ سے تیری امداد اور تو کچھ نہین ہو سکتی لیکن اگر تو کہے تو مین جزیرہ فردوس
مین تجھے پہونچا دون پھر آگے تیری قسمت ہی وہ اس بات پر بخوشی راضی ہوا تب سمن رو نے اُسکو زنانے
کپڑے اور گہنا جس قدر مناسب تھا پہنایا بہرام اور دستھا ہو بہو ایک رنڈی پری پیکر بنکر اُڑ چلا پھر
اُسکا ہاتھ پکڑ کر جزیرۂ فردوس کو لے اُڑی اور اپنی منھ بولی بہن کے گھر مین کہ اُسکا نام بنفشہ تھا
اور وہی مشاطہ روح افزا کی تھی جا کر اُتری وہ سمن رو کے آنے سے نہایت مسرور ہوئی اور پوچھنے لگی
کہ یہ نوجوان لڑکی تمھارے ساتھ کون ہی اُسنے کہا کہ میری دینی بہن ہی اسکا جی اس سرزمین کی سیر کو
بہت چاہتا تھا سو اسواسطے مین تمھارے پاس لائی ہون اسے خوب طرح سیر کراؤ تماشے دکھاؤ اُسنے کہا
بہت اچھا آنکھون سے پھر سمن رو رخصت ہو کر بکاؤلی کے پاس آئی اور بہرام بنفشہ کے گھر مین رہا وہ
اُسے دُنیا کی نعمتین کھلاتی تھی شفقت اور مہربانی سے دن کو ہر ایک باغ مین لے جاتی تھی اور سیر
دکھلاتی تھی شام کے وقت گھر آتی تھی پھر اپنی مشاطگی کا اسباب لے کر روح افزا کی خدمت مین جا کر
حاضر ہوتی تھی اسی طرح چند روز گذرے ایک روز بنفشہ کہین گئی تھی بہرام نے جو گھر خالی پایا اُسکی مشاطگی
کے اسباب مین سے آئینہ نکالکر اُسکی پشت پر یہ شعر لکھے اور اُسی جگہ رکھدیا اشعار

روشن تھا یہ کچھ رخ نیکوے آئینہ	چمکا ہی تیرے عکس سے کیا روے آئینہ	مشاطہ آئینہ کو ترے آگے باادب
بٹھلاتی ہی جو کھینچ کے زانوے آئینہ	غیرت یہ کہتی ہی کہ اسے چور کیجیے	کیون دیکھا تونے جان جہان روے آئینہ
سُرمکو جو تجھ سے ہوے کسی اور طور سے	نظرون سے گر پڑے رخ دیکھوے آئینہ	آئینہ ایک دم نہ ٹھہرتا ترے حضور
باندھا ہی عکس زلف نے بازوے آئینہ	القصہ بنفشہ اپنے وقت پر مقابلہ	اور سنگاردانی لے کر روح افزا کے

پاس جاکر حاضر ہوئی پھر کنگھی اور چوٹی کر کے آئینہ جو اُسکے ہاتھ مین دیا شہزادی کی نظر جو اُسکی پشت پر
جا پڑی نوشتہ دیکھا اور اُسکو پڑھکر معلوم کیا ہرچند راقم اُسکا بہرام کے سوا کوئی نہین لیکن اس بات کو
اس طرح دریافت کیجیے تا اُسکے آنے کا یقین ہو جائے اور دغدغہ دل مین نہ رہے مشاطہ سے یون
مخاطب ہوئی ای بنفشہ جو چیز ہمیشہ ہی وہ کیا ہی اور وہ شی جو مدام غم کے ساتھ ہی کون شی ہی اُسنے
ہرچند غور کیا لیکن جواب معقول نہ سوجھا عرض کی کہ اسکا جواب لونڈی کل دے گی اسوقت معاف
کیجیے یہ کہکر گھر آئی مگر اس پہیلی کے بوجھنے مین نہایت متفکر تھی اُسکی گھبرائی صورت بہرام نے دیکھکر
پوچھا بوا آج اتنی بیحواس کیون ہو تب بنفشہ نے سوال روح افزا کا اُسکے سامنے بیان کیا اور
کہا مجھکو سوا اسکے جواب مین کچھ نہین سوجھا اُس حکیم مطلق کا نیرنگ مدام ہی اور شادی غم سے
وابستہ مدام ہی بہرام نے یہ سُنکر کہا اس سوال کا یہ جواب ہرگز نہین بلکہ یہ ہی جس عاشق کے منھ پر
معشوق کے ہاتھ کے طمانچے لگے ہین وہ ہمیشہ سرخرو ہی اور مدام ناخوشی سے تلخکام وہ ہی کہ جسکا مطلوب
محجوب ہی اور وہ ہر ایک کو اپنا محبوب سمجھتا ہی نقل مشہور ہی کہ مجنون سے پوچھا کہ خلافت پیغمبرؐ کی
بعد خلفاے راشدین کے حق کس کا تھا اُسنے جواب دیا کہ لیلے کا القصہ بنفشہ نے اُسکا جواب دیا
ہوا صبح کو روح افزا کے حضور مین جاکر عرض کیا سنتے ہی اُسکو بہرام کے آنے کا یقین ہوا اور بنفشہ
سے پوچھنے لگی سچ کہہ یہ جواب کسنے دیا اُسنے ہرچند کہا کہ رات کو میرے خیال مین گذرا تھا لیکن
پری نے ہرگز نہ مانا بنفشہ نے مجبور ہو کر کہا کہ سمن رو پری اپنی مُنھ بولی بہن کو اس سرزمین کی
سیر کے واسطے میرے گھر مین چھوڑ گئی ہی اُسنے یہ جواب مجھکو سکھایا ہی روح افزا نے کہا اُسکو ہمارے
پاس کبھی نہ لائی بھلا آج تو اپنے ساتھ لے آئیو ایک ذرا مین بھی دیکھون اُسنے کہا بہت اچھا
اُسکی اور میری دونون کی سعادت ہی چنانچہ شام کے وقت بہرام کو پہنا اوڑھا کر اپنے ہمراہ لے گئی
روح افزا نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ بہرام ہی لیکن اغماض کیا اور کچھ متوجہ نہوئی وہ سمجھا کہ اسنے
اب تک مجھے نہین پہچانا شاید آئینہ کی پشت نہین دیکھی اور میرا لکھا ملاحظہ نہین کیا قصہ کوتاہ
جب بنفشہ چوٹی گوندھ چکی شہزادی نے آئینہ مانگا بہرام نے جلدی سے اُٹھا کر پشت کی طرف
سے اُسے دکھایا وہ غنچہ دہن بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی اور بنفشہ سے کہنے لگی کہ ای بنفشہ
تمھاری بہن نہایت کوڑھ ہی کہ اب تک آرسی کی پشت و رو نہین جانتی آج کی رات اسے

یہان چھوڑ جاؤ ہم اس کے ساتھ ہنسین بولین چہلین کرینگے اُسنے عرض کی کہ میری عین خوشی
اوراُسکی سراسر سرافرازی یہ کہکر وہ تو اپنے گھر آئی اور یہ دلارام کے خلوت خانے مین رہا ای
عزیز اگر بہرام زنانہ لباس نہ پہنتا تو ہرگز اپنی معشوقہ سے اتنا جلد نہ ملتا اور اپنے مطلب کو
نہ پہونچتا فی الواقع جو عاشق کہ معشوق کا رنگ پکڑتا ہے معشوق خود عاشق اُسکا ہوجاتا ہے چنانچہ
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس وضع کا کلام فرمایا ہے حاصل اُسکا یہ ہے کہ خصائل خدا کی
پیروی کرو تا قربت اُس سے حاصل ہو اور امور عالم کے انتظام دینے والون نے نقاب ظلمانی
سے چہرۂ روز کو چھپایا اور چادر مہتاب کا فرش نورانی سطح زمین پر بچھایا روح افزا پریون کی
مجلس سے اُٹھکر خلوت سرا مین آئی بہرام کو اکیلا دیکر بیٹھی اُس آشنا صورت نے اجنبیون کی طرح
سررشتہ سخن کا نکالا کہو بی تمھارا نام کیا ہے اُسنے کہا کو چہ ننگ و نام تو مجھ سے کب کا چھوٹ چکا ہے
تیرے نام کے سوا کچھ یاد نہین پری نے پوچھا یہان کس واسطے آئی ہو جواب دیا کہ پروانے کے آنے کا
سبب شمع پر بخوبی روشن ہے اُس سے پوچھا چاہیے بہرام کی میٹھی میٹھی باتون سے تو محظوظ ہوئی
لیکن ظاہر مین ترش رو ہوکر بولی ای مکرہائی عیاری تیری باتون سے مین نے پہچانا کہ تو رنڈی
نہین بلکہ مرد وا ہے یہ چھل نکالکر تو یہان در آ رہا ہو امیرے ناموس کو برباد کیا دیکھ تو اس
دلیری کی کیسی سزا دیتی ہون اور ڈھٹائی کا بدلہ کیسا لیتی ہون وہ ناکردہ کار نیش اور
نوش رنج حلاوت سے واقف نہ تھا ناز و نیاز کے بھید اُسپر کھلے نہ تھے اُسکے علاوہ طمانچون کا
صدمہ آگے اُٹھا چکا تھا وہ نازنی کی باتون کو سچ سمجھا یقین ہوا کہ اب پھر مار کھاؤنگا اور نکالا جاؤنگا
مارے ڈر کے تھر تھر کانپنے لگا اور اس شعر کو پڑھکر بیہوش ہونے لگا شعر کر قتل کہ تیرے آگے مرنا
بہتر کہ دور زندگانی پھر تو پریزاد سہم گئی کہ مبادا ڈر سے اسکی جان پر آبنے اور جفا کارون مین
میرا نام لکھا جائے بے اختیار دوڑ پڑی اور سر اُسکا اپنے زانو پر رکھ کر رخ گلفام کی بو بہانتک
سونگھائی کہ اُسکو پھر ہوش مین لائی ای عزیز اگر اپنے نور عقل کو حکمتون سے زیادہ نہ چمکائیگا
تو تجلی یار سے فائدہ نہ پائیگا اگر تو یہ ہستی موہوم نہ چھوڑے تو حیات ابدی کب تیرے پاس
آئے جو راہ عشق مین آپ سے نہ گذرا وہ منزل مقصود مین کب پہونچا۔ القصہ بہرام نے جو آنکھ
کھولی تو اپنا مرتبہ برنگ گل دیکھا اور محبوبہ کا دل مثل بلبل مارے خوشی کے پھول گیا اور اگلی پچھلی

باتین بھول گیا پھر تو بے کھٹلے اپنے ہونٹھ کہ رشک گلبرگ تھے اُسکے دہن سے کہ غیرت غنچۂ یاسمن تھا ملائے اور خوب ہی مزے اُڑائے از لسکہ وہ گل پیرہن بھی اشتیاق مین بھری ہوئی تھی آپکو روک نہ سکی گتھ ہی گئی آخر نسیم نے کلی کو پھول بنایا اور آپس مین نئی نئی طرح سے لطف اُٹھایا روح افزا کا یہ جی لگا کہ ایک ساعت اُس سے جُدا رہنا دشوار ہوا پھر یہ ارادہ کیا کہ اسکو حرز جان کی طرح گلے سے لگائے رکھیے مگر دشمنون کی نظر سے چھپائے رکھیے آخر ایک طلسم اُسکے گلے مین باندھا اور قمری بنا کر ایک سونے کے پنجرے مین رکھا پھر تو وہ سرو گل اندام روبرو لٹکائے رکھتی تھی رات کو پنجرے سے نکالکر پھر آدمی بناتی تھی اور صبح تک اُسکی صحبت سے انواع و اقسام کی کیفیتین اُٹھاتی چند مدت اس طرح گذر گئی اور یہ بات چھپی رہی آخر عشق اور مشک بے ظاہر ہوئے نہین رہتا کچھ بو باس بیان کی حسن آرا تک پہونچی ایک دن نور کے تڑکے اُسکی سُن گُن لینے آئی جب روح افزا کے پاس آنکلی دیکھا کہ اُسکی زلف مشکین کا طور بیطور ہی اور سیب زنخدان کا رنگ اور ہی نسرین رخسار کی رنگت گل سے اور نرگس سمخواب کی کیفیت جام سے دیکھی پیشواز کی چولی کی حالت اور طرح کی پائی اور انگیا کی صورت کچھ اور ہی نظر آئی سمجھی کہ اسکا یاقوت کسی کے الماس سے مقر کندہ ہوا ہی اور جھبو کا نسیم کا بلا شبہ اسکے غنچے کو لگا دوڑ کر غصے سے ایک دو ہتڑ پیٹھ مین مارا اور کہنے لگی ای علامہ کل کا نام ڈبو یا کیا غضب کیا تو نے کنوار پنے مین کس سے آنکھ لگائی تجھے غیر مردوے سے حیا نہ آئی حیف تیری زیست چپنی بھر پانی مین ڈوب مر تیری رسوائی کا نقارہ بج گیا تو نے باپ کا نام خراب کیا سچ بتا کہ یہ کیا ماجرا ہی نہین تو تیرا گلا گھونٹ ڈالونگی اور جیتا نہ رکھونگی روح افزا مارے ڈر کے تھرتھراتی تھی اور کہتی تھی اماں مجھے تمھارے سر کی قسم جو مین نے کسی مردوے کو بھی دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین یہ تہمت ہی اور صاف بندش ہی تم کیسی ماں ہو کہ بیٹی کو عیب لگاتی ہو اور لوگون کے کہنے سُننے پر جاتی ہو غرض اُسنے ہر چند سخت سخت قسمین کھائین اور بہتیری باتین بنائین مگر اُسنے باور نہ کیا بلکہ در پے ہوئی کہ جس چور نے اس گھر مین کو نقب دی ہی اُسے پکڑا چاہیے اور اچھی طرح سزا کو پہونچایا چاہیے ہزارون جاسوسون عیارون نے زمین و آسمان کو ڈھونڈھا لیکن گھر کے پنجرے کا بھید کسی پر نہ کھلا ای عزیز تو عرش پر کس سکے ڈھونڈھنے کا ارادہ رکھتا ہی جو تیرے خانۂ دل مین ہی اسکی تو تجھے خبر نہین واہ واہ دور کا دھیان اور نزدیک آپ سے انجان شعر

کون ہی گھر مین جب اتنی بھی نہین تجکو خبر ✤ پھر تو یہ کیا جانے کیا ہی اوج بام چرخ پر ✤ القصہ حسن آرا نے
جستجو کرکے روح افزا کی خواصون کو دھمکایا اور مظفر شاہ کے غضب سے ڈرایا جب تو ایک خواص
کہ اُسکا نام گلرخ تھا اُسکے نزدیک آکر یون کہنے لگی کہ اس خلوتسرا کا بھید ہمپر کیونکر کھلے نہ وہانتک
گذارا نہ دیدہ بان بینا شعر اُسکے مُنھ کے دیکھنے کو دیدۂ دل چاہیے ✤ چشم ظاہر بین ہماری دید کر سکتی
ہی کب ✤ لیکن ان دنون ہماری صاحبزادی صبح و شام اُس قمری سے مشغول رہتی ہی اور اسکے
پنجرے کو ایک دم آنکھ سے اوجھل نہین رکھتی ظاہر مین تو یہ پرندہ ہی اور باطن کی ہمکو خبر نہین
پس اپنا طائر قیاس آگے نہین اُڑ سکتا مگر بلکہ اُڑتی چڑیا پہچانتی ہی اسکی کنہ سمجھ لے اہنا دان
بسبب علاقہ روح سبزہ زار دُنیا کی سیر کو آتی ہی جب تک یہ مربع طلسم عناصر اسکے گلے مین پڑا ہی
اور قفس وجود مین طوق بندگی اُسکا گلوگیر ہی چشم ظاہر بین مشت خاک کے سوا کچھ نہین دیکھتی
جسدن یہ طلسم ٹوٹ گیا کیفیت اُسکی کھل جائے گی کہ وہ کون ہی اور یہ نیرنگ کیا ہی چنانچہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہی جب لوگ آوین گے اس حال سے آگاہ ہونگے وجود
مطلق ایک دریا ہی اور ہر موجود مثل حباب ہی جب حباب سے ہوا نکل گئی دریا کے سوا کچھ نہین
بس تامل سے دیکھ کہ اصل ہستی دریا کی ہی لیکن فرق مرتبہ کا البتہ ہر حباب کو کوئی دریا نہ کہے گا
اور دریا کو حباب اور کعبہ کو قبلہ کہتے ہین اور بتخانہ کو کنشت جہنم کو دوزخ اور جنت کو بہشت شعر
ہر مرتبہ مین اور ہی حکم وجود ہی ✤ زندیق ہی جو حفظ مراتب کرے نہ تو ✤ واقعی مسئلہ وحدت وجود کا
مشکلترین مسائل ہی اور بہتیرے اس بحر عمیق مین گرکے مذہب جبری کے بھنور مین جا پڑے اور اکثر
مسلک دہری کے گرداب مین ڈوبے ہادی یہان فضل الٰہی اور کرم رسالت پناہی کے سوا کوئی
نہین قصہ کوتاہ حسن آرا نے روح افزا کی نشستگاہ مین جا پنجرے کو اُتار لیا اور ارادہ لیجانے
کا کیا روح افزا اُسکو شاہین کے چنگل مین دیکھ کر کلیجہ پکڑ کر رہ گئی مُنھ سے تو مارے لحاظ کے
بول نہ سکی پر طائر روح قفس تن مین تڑپنے لگا ہر چند تڑپا لیکن قضا و قدر کے ہاتھ سے نہ چھوٹا
غرض اُس بے پر کو وہ پری لے اُڑی اور مظفر شاہ کے روبرو اُسکا پنجرہ جا کر رکھ دیا شاہ نے نکالکر
اُسکے بال و پر تمام کھولے آخر گلے پر جو ہاتھ پڑا تو ایک تعویذ بندھا نظر آیا اُسکو کھولا بہرام آدمی
ہو گیا حاضرین مجلس سخت متعجب ہوے شاہ آتش غضب سے جل کر کباب ہو گیا اور کہنے لگا اسے بدذات

نابکار تو غضب سلطانی سے نہ ڈرا اور اپنے جی مین کچھ نہ سوچا سمجھ کہ اس دربار مین تجھے کون لایا
اور بادشاہون کے محل مین کس نے پہونچایا اس ڈھٹائی اور بےپروائی کا ثمرہ تو ہلاکت کے سوا
کچھ نہ پائیگا اور اُسکی سزا مین جان سے جائیگا بہرام بولا عاشقون کا رہنما جذبۂ اشتیاق ہی اور آئین
کے سزاوار تکلیف مالایطاق ہی عشق کی وہ زنجیر نہین کہ کوئی آپ سے پاؤن مین ڈالے اور بے اختیار
گرفتار ہو عاشقون نے رشتۂ اختیار سے توڑا ہی اور بے اختیاری سے جوڑا ہی جس نے زندگی سے
ہاتھ دھوئے اُسے موت سے کیا خطرہ ہی اور جان کی کیا پروا ہی مگر حسرت دیدار جی مین رہے گی اور گور
مین جوے خون آنکھون سے بہے گی **شعر** موت سے ہرگز نہین ڈرتا نہ کچھ غم ہی مگر + گلرخون کی دید
سے محروم مین رہ جاؤنگا + آخر مظفر شاہ کا شعلۂ غضب ایسا بھڑکا کہ لوگون سے فرمایا اس آتش کے
پرکالے کو جلد شہر سے دور لے جا کر آگ مین ڈالدو اور جلا کے خاک سیاہ کردو اتفاقا تاج الملوک
اور بکاؤلی گلستان ارم کی سیر کو آتے تھے جس مقام سے جزیرۂ فردوس نزدیک رہ جاتا ہی وہان
پہونچے جی مین آیا کہ چلو روح افزا کو بھی دیکھین اور دو دن وہان کی بھی سیر کرین القصہ جزیرۂ فردوس
کی طرف پھرے اور وہان آنکلے جہان لکڑیون کا انبار لگا تھا اور بہرام اُسپر بیٹھا تھا بلکہ چارون طرف
سے آگ دے چکے تھے جو نہین بکاؤلی نے لوگون کی بھیڑ دیکھی اور آگ بھڑکی ہوئی اُسے نظر پڑی تخت
اپنا قریب لیجا کر پوچھنے لگی کہ یہ کیا ہنگامہ ہی کوئی بول اُٹھا کہ روح افزا کے عاشق کو جلاتے ہین
سُنتے ہی اس بات کے تخت سے اُترکر آگے بڑھی کیا دیکھتی ہی کہ بہرام ہی فی الفور بکاؤلی نے کہا جلد
اس آگ کو بجھاؤ اور اس جوان کو نکالو اگر اسکا ایک رُوان جلا تو سیکڑون کے سر جلا دونگی بلکہ
اُسکا گھر کا گھر خاک مین ملا دونگی لوگ ڈر گئے اور آگ کو بجھا دیا اور بہرام کو نکالکر شہزادے کے
حوالہ کیا اُسکو ہمراہ لے کر ایک باغ مین جا اُتری پھر تاج الملوک کو اور اُسے وہان چھوڑا
آپ مظفر شاہ اور حسن آرا کے پاس گئی جھک کر سلام کیا انھون نے اُسکا سر چھاتی سے لگایا
خیر و عافیت پوچھی اور آنے کی حقیقت بکاؤلی نے کہا کہ میرا بے اختیار آپ کے اور چچی جان کے
دیکھنے کو جی چاہتا تھا اس کے سوا خیریت ہی لیکن راہ مین عجب ماجرا دیکھا کہ میرے سُسر کے
وزیرزادے کو لوگ جلایا چاہتے تھے اگر میرے آنے مین اور ایک دم کا وقفہ ہوتا تو وہ جلکر راکھ ہو جاتا
اور ماں باپ کو دُنیا سے کھو جاتا اگرچہ مرنا سب کا بُرا ہی خصوصا ایسے جوان شکیل کا فی الواقع تقصیر

بھی ایسی ہوئی تھی لیکن اس طرح کی سزا اب فائدہ نہین رکھتی جو کچھ ہونا تھا سو ہو چکا مین نے
کیا کہ آپ نے اُسے مار ڈالا لیکن کلنک کا ٹیکا تو نہ مٹے گا اب تو سو جانتے ہین پھر ہزارون جانین
اس سے بہتر یہ ہی کہ اُسکی تقصیر معاف کیجیے اور روح افزا کو اُسکے ساتھ بیاہ دیجیے کیونکہ بہرام نہایت
اور قابل ہی کچھ اسمین مضائقہ نہین وزیر اور بادشاہ مین ہمیشہ سے رشتہ ہوتا آیا ہی اور جو انسان
حقیر جانتے ہین تو پھر مجکو کیون تاج الملوک کے ساتھ بیاہا بیٹی اور بھتیجی مین کیا فرق ہی مظفر شاہ نے یہ
سُنکر سر جھکا لیا اور کہا بہت بہتر مختار ہو پھر وہان سے روح افزا کے پاس آئی دیکھا کہ وہ آنکھون مین آ
ڈبڈبائے سر جھاڑ مُنھ پہاڑ بنائے بیٹھی ہی ہنسکر کہنے لگی واہ واہ ری کھسکی کہان جاکر سرنگ لگائی
پناہ مانگیے اور ڈریے تجھ سے اور تیرے دیدے سے بس اُٹھ کھڑی ہو ہنس بول کپڑے بدل حجرے سے
باہر نکل مین تیرے چاہنے والے کو سلامت لے آئی ہون اب کوئی دن مین دل کھولکر ملیو اور ہمیشہ
عیش کیجیو روح افزا بہن کی باتون سے مُسکرا کر اُٹھ بیٹھی اور بلائین لے کر گلے سے لپٹ گئی رات کی رات
بکاؤلی وہان رہی صبح کے وقت روح افزا کو مظفر شاہ اور حُسن آرا کے پاس لے گئی تقصیر معاف کروائی
پھر اُسکو مائیون بٹھا کر تاج الملوک اور بہرام کو لے کر جزیرہ ارم مین جا کر پہونچی اور ماجرا من و عن اپنے
مان باپ کے گوش گزار کیا پھر اُسنے درخواست کی کہ وہ جس دھوم سے تاج الملوک کو لے کر بیاہنے آئے
تھے اُسی طرح تم بھی بہرام کو بیاہنے لے چلو اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرو چنانچہ اُنھون نے ویسے ہی
مہمانداری اور تیاری اندر باہر کی اور تجمل سے بہرام کو خلعت شاہانہ اور جواہر پہنا کر پھولون کا سہرا
باندھکر بڑے کرّوفر سے جزیرہ فردوس کو روانہ ہوے وہان کی تیاری کا کیا کہنا ہی پری کے بیاہ کا تجمل
زبان کیا بیان کرے اور قلم کب لکھ سکے غرض مظفر شاہ کی طرف کے لوگون نے براتیون کو اور دولھا کو
لے جاکر نہایت عظم و شان سے مجلس نشاط مین بٹھایا اور زنانی سواریون کو اُسی وضع سے اُتروا کر
بڑی تعظیم اور تواضع سے حُسن آرا کے علاقہ دار مجلس نساط مین لے آئے پھر رات تک اندر باہر ناچ
راگ کی صحبت رہی آتشبازی انواع و اقسام کی چھوٹا کی پھر اپنے خاندان کے چلن کے موافق اُس
پری پیکر کا نکاح اُس رشک قمر کے ساتھ بندھوایا ہار اور پان دینے کے بعد نوشہ کو ریت و رسم
کے واسطے محل مین بھجوایا بکاؤلی بھی بہنون کی طرح بہرام کے ساتھ گئی اور ٹوٹنے کرتی ہوئی اُسکی طرف
سے خوب جھگڑی پھر آرسی مصحف دکھایا اور دولھا کو دلھن کا جھوٹا شربت پلایا اسکے بعد مظفر شاہ نے

حسن آرا نے روح افزا کو بہت سا جہیز نقد و جنس لونڈی غلام دے کر بہ تجمل تمام رخصت کیا برات کو
اُسی رونق سے فیروز شاہ اور تاج الملوک لیے ہوئے شاد و خرم جزیرہ ارم مین داخل ہوے کئی دن
وہان چہل پہل رہی پھر بکاؤلی اور تاج الملوک روح افزا اور بہرام کو اُسی طمطراق سے لے کر
ملک نگارین کو روانہ ہوے تھوڑے عرصہ مین جا پہونچے پھر بہرام کے مان باپ کو بُلوا کر تمام قصہ کہکر سُنایا اور
دونون کا دیدار دکھایا وہ بہو بیٹے کو دیکھ کر بہت شاد ہوے اور بکاؤلی کے جان و دل سے ممنون احسان
ہوے بعد وزیر نے مجلس نشاط کی وہان تیار کی بادشاہ کو جا کر لے آیا اور جتنے چھوٹے بڑے امیر
تھے اُنکو بھی بُلایا جسقدر اہل طرب شہر مین تھے اُنکو طلب کیا غرض کئی دن تک ناچ راگ کی صحبت رہی
مہمانداری بخوبی کی بادشاہ اور بادشاہزادے کے حضور مین سیکڑون کشتیان جواہر اور پوشاک
کی رکھین اور محل مین بھی اُسی قبیل سے بھجوائین انعام اور اکرام لوگون کو بہت سا دیا نقد و جنس بیشمار
بانٹا بعد اُسکے حضرت اعلیٰ قلعۂ مبارک مین تشریف لے گئے سب مہمان بھی رخصت ہوے پھر
بکاؤلی نے حمالہ کو کہلا بھیجا کہ جلدی میرے باغ اور محل کو اُکھڑوا کر یہان لے آ وہ دو چار ہی
دن کے عرصہ مین لے کر پہونچی فی الفور متصل اپنے دولتسرا کے نہایت آراستگی کے ساتھ قائم کر کے
روح افزا اور بہرام کے حوالے کیا الحمد للہ خدا کے فضل سے سب شاد ہوے اور بخوبی آباد ہوے اشعار

غرض جس طرح سے کیا اُنکو شاد
تو پھر فکر تاریخ تھی صبح و شام

ہماری بھی دے یا الٰہی مراد
یکایک سُنی مین نے آواز غیب

یہ قصہ ہوا جب بخوبی تمام
کہ ہے مذہب عشق تاریخ و نام

تاریخ عیسوی

ہوئی پھر یہ خواہش کہ کلک زبان
کہ اس مذہب عشق مین کوئی آ

کرین عیسوی سال کو بھی بیان
کرے مشرب جام گر اختیار

تو پھر ہاتف غیب نے دی صدا
تو راز نہان اُسپہ ہو آشکار

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ فسانہ مرغوب مطلوب دلی المسمی بہ گل بکاؤلی مترجمہ منشی نہالچند لاہوری مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین
باہتمام منشی بشن نرائن صاحب بالاتفاق چھبیسوین بار بماہ اگست ۲۳ ۱۹۲۳ع چھپکر سرور بخش دل مشتاقان ہوئی